عمران سیریز

ماورائی نمبر

پیاسی روح



که اس کا نشہ ہیروئن کے نشہ سے پچاس گنا زیادہ ہے اور قیمت میں ہیروئن سے تین گنا مہنگا ہونے کے سبب دولت مند افراد اور اعلیٰ افسران اس نشے کا شکار ہو رہے ہیں تو اس نے بلیک پاور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ عمران نے اس جہاد میں غیر سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کے ممبرز کو بھی حصہ لینے کی دعوت دی اور تمام ممبرز انسانیت کی بقاء اور تحفظ کے لئے عمران کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن عمران کی ٹیم افریقہ پہنچی تو عمران کو ایک غلام روح نے اغوا کر کے مقدس دیوی کے پاس پہنچا دیا جو ڈیڑھ سو سال سے عمران کا تاریک جنگلات میں انتظار کر رہی تھی کیونکہ عمران اس مقدس روح کا گمشدہ محبوب تھا۔ مقدس روح نے عمران سے کیا سلوک کیا اور عمران کو اپنے مشن میں کس طرح ماورائی قوتوں اور خوفناک بلاؤں کا سامنا کرنا پڑا، یہ جاننے کے لئے آپ ناول کا مطالعہ شروع کر دیں۔ میں نے اسے آپ کے لئے زیادہ سے زیادہ دلچسپ بنانے کی جو کوشش کی ہے اس کے بارے میں مجھے آپ کے تبصرہ اور تنقید سے آراستہ خطوط کا انتظار رہے گا۔

اب اجازت دیں

والسلام

صفدر شاہین

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

سلیمان نے فلیٹ کا بیرونی دروازہ کھولا تو باہر کھڑے سوپر فیاض کو دیکھ کر اس نے پہلے تو ناگواری سے برا سا منہ بنایا مگر پھر یکدم اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اور اس نے باچھیں پھیلا دیں۔

”آہا۔ کپتان صاحب۔ آپ آئے بہار آئی“...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو فیاض اسے گھورتا ہوا اندر آیا اور سلیمان نے دروازہ بند کر دیا۔

”عمران ہے“...... فیاض نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”صوفے پر بیٹھے لا حول ولا قوۃ کا ورد کر رہیں ہیں“۔ سلیمان نے کہا اور پھر دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سٹنگ روم میں داخل ہوئے تو صوفے پر عمران آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں

بند تھیں اور لب حرکت کر رہے تھے۔

"صاحب۔ اب لا حول ولا قوۃ کا ورد کرنے کا کیا فائدہ۔ کپتان صاحب آپ کے سر پر پہنچ چکے ہیں"...... سلیمان نے بلند آواز میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو احمق۔ میں تو جل تو جلال تو کا ورد کر رہا تھا"...... عمران نے یکدم آنکھیں کھول کر سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور پھر فیاض کی طرف دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔

"آخاہ۔ سوپر فیاض۔ آؤ بیٹھو"...... عمران نے چہکتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے صوفے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو فیاض آگے بڑھ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"سلیمان پاشا۔ سوپر کے لئے لاؤ چائے کا ساشا"...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا۔ چائے کا ساشا"...... فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجبوری ہے سوپر۔ چینی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ چائے کپ کی بجائے ساشے میں ڈال کر پیتا ہوں"...... عمران نے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

"لیکن ساشے میں تو ایک گھونٹ چائے بھی نہیں آتی"۔ فیاض نے جلدی سے کہا۔

"گھونٹ لیتا بھی کون ہے سوپر۔ میں تو ڈراپس کی طرح حلق

میں ڈال لیتا ہوں"...... عمران نے جواب میں کہا تو سوپر فیاض بے ساختہ ہنسنے لگا اور سلیمان نے بھی قہقہہ لگایا۔

"باورچی کے بچے۔ تم کس حساب میں دانت نکال رہے ہو"۔ عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ کپتان صاحب آپ کی غربت اور مجبوری پر کیسے خوش ہو رہے ہیں یا پھر ساشے کی بات کو مذاق سمجھ کر ان کی ہنسی چھوٹ گئی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی عمران۔ تم نے عرصہ بعد ایک خوبصورت اور دلچسپ مذاق کیا ہے"...... فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں سوپر۔ یہ مذاق نہیں ہے۔ ابھی سلیمان شیمپو کے خالی ساشے میں چائے ڈال کر تمہیں پیش کرے گا تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ خوبصورت مذاق ہے یا گریٹ ٹریجڈی"...... عمران نے مغموم لہجے میں کہا تو فیاض نے بڑی مشکل سے اپنی ابکائی کو روکا۔

"بکو مت۔ مجھے چائے کی طلب نہیں ہے۔ میں پی کر آ رہا ہوں"...... فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیجئے صاحب۔ آج تو کپتان صاحب نے اعتراف کر ہی لیا ہے کہ انہوں نے پی رکھی ہے"...... سلیمان نے یوں جلدی سے کہا جیسے اس نے فیاض کی چوری پکڑ لی ہو۔

''اوہ۔ تم نے پی رکھی ہے سوپر''...... عمران نے فیاض سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس میں حیرت کی کیا بات ہے''...... فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سلیمان ذرا ٹیپ ریکارڈر لاؤ اور سوپر کا اقبالِ جرم ریکارڈ کر کے ڈیڈی کو کیسٹ پہنچا دو تاکہ انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ یہ کتنے پرہیز گار اور نیک پولیس آفیسر ہیں جو ڈیوٹی کے اوقات میں بھی پیتے ہیں''...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا تو ایک لمحہ کے لئے فیاض کا منہ حیرت سے کھل گیا اور پھر عمران کا مطلب سمجھ کر اس نے جبڑے بھینچ لئے۔

''گدھے ہو تم۔ میں نے شراب نہیں، چائے پینے کی بات کی ہے''...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا تو پھر ہو جائے چائے کا ایک ساشا''...... عمران نے سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ شیمپو والے ساشے ختم ہو گئے ہیں۔ اگر کہیں تو ابھی غسل کر کے ایک ساشا خالی کر لیتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''شٹ اپ۔ دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا خون پی جاؤں گا''۔ فیاض نے یکدم دہاڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور سلیمان گھبرا کر دروازے کی طرف لپکا۔

''عمران۔ میں صرف تمہاری وجہ سے اس خبیث کی بدتمیزی

برداشت کر لیتا ہوں لیکن تم نے اسے کبھی نہیں روکا''...... فیاض نے عمران کی طرف دیکھ کر غضبناک لہجے میں کہا۔

''نہیں سوپر۔ مجھے الزام مت دو۔ اس گدھے نے تو کئی مرتبہ یہاں سے جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ میری التجا پر رک گیا۔ تمہیں تو اس کا احسان مند ہونا چاہئے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ مجھ پر اس کا کیا احسان ہے''...... فیاض نے غصے سے کہا۔

''اس نے اس لئے مجھے نہیں چھوڑا کہ اس کے جانے کے بعد تمہارے لئے چائے کون بنائے گا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تو تم دوسرا باورچی کیوں نہیں رکھ لیتے''...... فیاض نے عمران کو گھورا۔

''ڈاکٹر نے منع کیا ہے''...... عمران نے جواب میں کہا تو فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ ڈاکٹر نے کیوں منع کیا ہے''...... فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تاکہ تم بیمار نہ ہو جاؤ''...... عمران نے سادگی سے کہا تو فیاض نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''احمق آدمی۔ باورچی کی تبدیلی سے میرے بیمار ہونے کا کیا تعلق ہے''...... فیاض نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بڑا گہرا اور انتہائی اہم تعلق ہے سوپر۔ جیسے آب و ہوا کی تبدیلی سے انسان کی طبیعت پر اثر پڑتا ہے اسی طرح باورچی کی تبدیلی بھی ہر ایک کو راس نہیں آتی۔ مثال کے طور پر تمہیں ایک ڈاکٹر کی دوا سے ہمیشہ آرام آتا ہے لیکن جب تم ڈاکٹر تبدیل کرو گے اور دوسرے ڈاکٹر سے علاج کراؤ گے تو اس کی دوا تمہیں فائدہ دینے کی بجائے مزید بیمار کر دے گی چنانچہ سلیمان کا بھی یہی مؤقف ہے کہ اگر وہ یہاں سے چلا گیا تو دوسرے باورچی کی چائے پینے سے تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی اور تمہیں بار بار واش روم جانا پڑے گا یا تم کھانسی میں مبتلا ہو جاؤ گے اور مسلسل کھانسی سے تمہیں ٹی بی یا پھیپھڑوں کا کینسر ہو جائے گا اور تمہیں معلوم ہے کہ کینسر کے مریض کے بچنے کا چانس ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا البتہ موت کے فرشتے کی آمد کا سو فیصد چانس ہوتا ہے۔

اس لئے سلیمان نہیں چاہتا کہ تم کسی موذی مرض کا شکار ہو جاؤ اور تمہارے ہاتھوں سزا یافتہ مجرموں کو یہ گیت گانے کا موقع مل جائے کہ اس مرض کی دنیا سے گزر کیوں نہیں جاتے، تم جیسے پولیس افسر مر کیوں نہیں جاتے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو فیاض جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''جیسے تمہارا باورچی خبیث ہے ویسے ہی تم ہو۔ میں جا رہا ہوں''...... فیاض نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ آئے ہو ابھی، بیٹھو تو سہی''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن فیاض پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا اور عمران نے یوں چھت کی طرف سر اٹھا کر دیکھا جیسے فیاض کے جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہو۔ وہ فیاض کی آمد سے چند منٹ پہلے ناشتے سے فارغ ہو کر اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا جس میں شائع ہونے والی چھوٹی سی خبر نے اسے چونکا دیا تھا لیکن پوری خبر پڑھنے سے پہلے ہی فیاض آ گیا تھا چنانچہ اس نے میز سے اخبار اٹھایا اور دوبارہ پڑھنے لگا۔ خبر افریقی ملک کینیا سے متعلق تھی جس کے مطابق کینیا میں پاکیشیائی سفارتخانے کے ایک آفیسر نے بی پی نہ ملنے پر خودکشی کر لی تھی۔ اس کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ مرنے والا آفیسر بی پی کا عادی تھا اور گزشتہ روز پاکیشیائی سفیر نے اسے نشہ کرنے سے نہ صرف روکا تھا بلکہ اس کے پاس موجود بی پی چھین کر ضائع کر دیا تھا جس کے سبب شام کے وقت آفیسر کی حالت پاگلوں جیسی ہو گئی اور اس نے اپنی نگرانی پر مامور گارڈ کا ریوالور چھین کر اپنی کنپٹی میں فائر کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

خبر میں بتایا گیا تھا کہ یہ پہلی خودکشی نہیں تھی گزشتہ ایک ماہ کے دوران کینیا، یوگنڈا اور دیگر مہذب افریقی ممالک میں تین سو کے قریب بی پی کے عادی افراد بی پی نہ ملنے کے سبب خودکشی کر چکے ہیں اور اب دنیا کا یہ خطرناک ترین نشہ ایشیائی ممالک خاص طور پر

کافرستان، بلگارنیہ، بنگال اور پاکیشیا میں بھی پہنچ چکا ہے۔ اگر بی پی بنانے اور سپلائی کرنے والوں کی فوری سرکوبی نہ کی گئی تو ہیروئن کی طرح یہ نشہ بھی پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور خودکشیوں کی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

خبر کی تفصیل پڑھ کر عمران نے گہرا سانس لیا اور اخبار میز پر رکھ کر سوچنے لگا کہ آخر بی پی کیسا نشہ ہے کہ چند گھنٹے نہ ملے تو آدمی کا ذہنی توازن خراب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ عمران کو آج پہلی مرتبہ علم ہوا تھا کہ دنیا میں ہیروئن سے بھی زیادہ خطرناک کوئی نشہ ہے چنانچہ اس کے بارے میں مزید معلومات کا حصول ضروری تھا کیونکہ خبر کے مطابق یہ نشہ پاکیشیا میں بھی پہنچ چکا تھا جہاں پہلے ہی لاکھوں افراد چرس، افیون اور ہیروئن کی لعنت کا شکار تھے اور آئے دن ہیروئن کے عادی افراد کے مرنے کی خبریں وہ سنتا رہتا تھا اس لئے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ ایکسٹو“...... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

”عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”یس عمران صاحب۔ حکم فرمائیے“...... بلیک زیرو نے عمران کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سناؤ۔ کیا ہو رہا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں عمران صاحب۔ کوئی کیس نہ ہونے کے سبب مطالعہ میں وقت گزر رہا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”بی پی استعمال کیا کرو۔ زیادہ اچھا وقت گزر جائے گا“۔ عمران نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”روزانہ ناشتے میں بی پی ہی استعمال کرتا ہوں جناب۔ آپ بھی تو بی پی ہی کھاتے ہیں“...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ میرا فی الحال خودکشی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو میں بی پی کیوں کھاؤں“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”کمال ہے۔ دانش منزل میں بھی کئی مرتبہ میں آپ کو بی پی کھلا چکا ہوں۔ روزانہ ہزاروں لوگ بی پی کھاتے ہیں اور آج تک کسی نے خودکشی نہیں کی“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن گزشتہ روز ایک آدمی نے خودکشی کی ہے اور اب تک تین سو افراد خود کو ہلاک کر چکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”کیا واقعی سر۔ میں نے تو کبھی نہیں سنا“...... بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

”شاید تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے۔ کیا تم نے آج کا خبار پڑھا ہے“...... عمران نے غصے سے کہا۔

”یس سر۔ تھوڑی دیر پہلے ہی پڑھا ہے“...... بلیک زیرو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

پڑھا ہوتا تو مجھ سے سوال نہ کرتے۔ بہرحال اب دوبارہ پڑھو۔ آخری صفحہ پر ایک چھوٹی مگر تشویش ناک خبر ہے۔ ہوسکتا ہے خبر پڑھنے کے بعد تم بی پی کا استعمال بند کر دو یا تمہارا بی پی یکدم لو ہو جائے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو خاموش رہا۔

''اوہ۔ کمال ہے جناب''...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''کمال ہے جناب نہیں، بی پی حلال ہے جناب''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میرا مطلب ہے یہ تو کسی خطرناک نشے کا نام ہے اور میں یہی سمجھتا رہا کہ آپ ڈبل روٹی کی بات کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

''اسی لئے کہا کرتا ہوں کہ اپنے طور پر مطلب اخذ کرنے کی بجائے پہلے سوچ سمجھ لیا کرو۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ تم میری باتوں کا غلط مطلب لیتے ہو۔ اگر میں کہتا ہوں کہ پاور کی کمی ہے تو تم سمجھتے ہو کہ میں بجلی کی کمی کا رونا رو رہا ہوں حالانکہ پورا ملک ہی اس عذاب میں مبتلا ہے اور مسلسل بجلی کا رونا رو رو کر ان کے آنسو بھی بجلی جتنے ہی باقی رہ گئے ہیں''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ یہ بات تو ہے سر۔ لیکن یہ بی پی آخر ہے کیا چیز۔ یہ تو بتا دیجئے''...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

''یہ ہوتا معلوم اگر تو گھر بار کیوں لٹاتا اپنا''...... عمران نے شاعرانہ انداز میں کہا۔

''تو کیا آپ نے بھی پہلی مرتبہ بی پی کے بارے میں سنا ہے''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں پیارے۔ آج تک میں صرف ٹی بی اور ٹی تھری کا ہی نام سنتا رہا اور بی پی افریقہ سے نکل کر ایشیا تک آ پہنچا۔ اگر تم مجھے ابتدا میں ہی اس نشے کے بارے میں بتا دیتے تو میں بی پی کی ٹانگیں توڑ کر تمہارے ہاتھ میں دے دیتا''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ میں آپ کو ابتدا میں کیسے بتا سکتا تھا''...... بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''خیر۔ اب تو بتا سکتے ہو نا۔ لوگ تو خلاء کے راز جان چکے ہیں۔ تم بھی کوشش کرو تو میری معلومات میں اضافہ کر سکتے ہو۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ او کے''...... عمران نے کہا اور فون بند کر دیا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ بلیک زیرو بی پی کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ وہ یہ کام خود بھی کر سکتا تھا لیکن وہ بلیک زیرو کو کوشش کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ بلیک زیرو کامیاب رہے گا۔ چند ہی منٹ گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو بی پی بول رہا ہوں''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے خلاف توقع بلیک زیرو کی بجائے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یوں کہو نا کہ بی پی بول رہی ہوں۔ بی بی اور بی پی میں دو نقطوں کا ہی تو فرق ہے''...... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

''ہوں۔ گویا کوئی بی پی بھی پال رکھی ہے تم نے۔ کون ہے وہ''۔ جولیا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بے حد خطرناک ہے بی پی۔ تمہاری طرح جسے چمٹتی ہے اس کے مرنے کے بعد ہی اسے چھوڑتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''بکومت۔ تم تو ابھی زندہ ہو''...... دوسری طرف سے جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''شادی کے بعد لازماً مر جاؤں گا۔ بہرحال کیسے فون کیا تھا''۔ عمران نے سر ہلا کر یقین بھرے لہجے میں کہا تو جولیا ہنس پڑی۔

''بے فکر رہو۔ میں تمہیں نہیں مرنے دوں گی۔ میں آ رہی ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران بوکھلا گیا۔

''کک۔ کیا۔ مگر وہ بی پی''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اس ذلیل بی پی کی بھی ہڈیاں توڑ ڈالوں گی۔ انتظار کرو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا لیکن

ایک لمحہ بعد دوبارہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے فوراً رسیور اٹھا لیا۔

''بی پی چلی گئی ہے جولیا اس لئے تمہیں یہاں قدم رنجہ فرمانے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''طاہر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''لو۔ بی پی کی بجائے بی بی چلی گئی اور بی زیڈ آ ٹپکا۔ خیر کہو سن رہا ہوں''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''کیا جولیا آئی تھی سر''...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

''پہلے نہیں آئی تھی مگر اب آنے والی ہے اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو''...... عمران نے کہا۔

''کینیا سے ہمارے ایجنٹ نے بی پی کے بارے میں بتایا ہے کہ بی پی دراصل افریقی جنگلات میں پائے جانے والے ایک خاص قسم کے پودے سے عرق کشید کر کے اس سے حاصل ہونے والا سیاہ رنگ کا جوہر ہے جسے خشک کر کے پاؤڈر بنایا جاتا ہے اور یہ پاؤڈر کی شکل میں ہی بطور نشہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس نشہ آور پاؤڈر کو مختلف ملکوں میں منشیات فروشوں کو اسمگل کیا جاتا ہے۔ بی پی کو بلیک کوئین بھی کہا جاتا ہے اور یہ نام صرف بی پی کے اسمگلرز ہی جانتے ہیں۔

منشیات فروش اسے بلیک کوئین کے نام سے فروخت کرتے

ہیں۔ بلیک کوئین کا نشہ ہیروئن سے پچاس گنا زیادہ اثر رکھتا ہے اور قیمت میں یہ ہیروئن سے تین گنا مہنگا ہے اس لئے اسے صرف بڑے آفیسرز اور دولت مند لوگ ہی استعمال کرتے ہیں۔ بی پی یا بلیک کوئین بنانے والی تنظیم کا خفیہ نام بھی بی پی یعنی بلیک پاور ہے اور غالباً اسی لئے بلیک پاؤڈر کو بھی بی پی کا خفیہ نام دیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو کیا وہاں کی حکومت نے بلیک پاور کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کینیا کی انٹیلی جنس گزشتہ کئی ماہ سے بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اسے ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔ اس کی اصل وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر افریقہ کے انتہائی تاریک اور خطرناک جنگلات میں ہے اور ان جنگلوں میں بدروحوں کی حکومت ہے۔ ہر قبیلہ کسی نہ کسی روح کا پجاری ہے۔ مہذب افریقی تاریک وادی میں جاتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے وہ ابتدائی جنگلات میں ہی اس گروہ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے ہیں اور آگے جانے کی جرأت نہیں کرتے۔ انٹیلی جنس کے چند ممبرز جو مختلف اوقات میں ہمت کر کے گھنے اور پرخطر جنگلات میں گئے تھے وہ آج تک واپس نہیں آ سکے''۔ بلیک زیرو نے جواب میں کہا۔

''کیا کسی مغربی ملک نے کوشش نہیں کی''...... عمران نے پوچھا۔

جی ہاں۔ کینیا کی حکومت کی درخواست پر اسکاٹ لینڈ یارڈ سے ایک ٹیم کو بھیجا گیا تھا لیکن انگریزوں نے دو دن بعد ہی واپسی کی راہ لی کیونکہ انگریز افریقیوں سے بھی زیادہ توہم پرست ہوتے ہیں۔ وہ گولی سے مرنا تو گوارا کر لیتے ہیں لیکن بدروحوں اور ماورائی مخلوق کے ہاتھوں مرنا پسند نہیں کرتے۔ گریٹ لینڈ کی ایک خفیہ اور پرائیویٹ ایجنسی نے بھاری معاوضہ پر بلیک پاور تنظیم کا سراغ لگانے کی کوشش کی اور ہمت کر کے گھنے اور پرخطر جنگلات تک ایجنسی کے ممبرز جا پہنچے تھے لیکن پھر اچانک ان کا اپنے لیڈر سے رابطہ ختم ہو گیا اور وہ سب مارے گئے۔ اس ٹیم کے ایک ممبر نے ساحل پر اسٹیمر میں موجود اپنے لیڈر کو مرنے سے پہلے ٹرانسمیٹر پر کال کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس کے چاروں ساتھی ایک بدروح بندر کے ہاتھوں مارے گئے ہیں جس پر ریوالور سے فائرنگ کی گئی تھی لیکن تمام گولیاں ضائع گئیں اور بندر زندہ رہا۔ ممبر نے کہا کہ وہ اب واپس آ رہا ہے۔ ان الفاظ کے فوراً بعد اس کی اذیتناک چیخ ٹرانسمیٹر سے ابھری اور رابطہ ختم ہو گیا چنانچہ پارٹی لیڈر ڈر کر وہاں سے واپس بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا''...... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''سمجھ گیا۔ کیا تم بھی بدروحوں سے ڈرتے ہو بلیک زیرو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ میں آپ کے ساتھ کئی مرتبہ تاریک جنگلات میں جا

چکا ہوں''...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ تم میرے ساتھ مت جاؤ بلکہ اکیلے جاؤ تاکہ ثابت ہو جائے کہ تم بدروحوں سے نہیں بلکہ بدروحیں تم سے ڈرتی ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

''بہتر جناب۔ پہلے بھی میں ثابت کر چکا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں پیارے۔ وہ ثبوت پرانے ہیں۔ اب مجھے تازہ ثبوت چاہئے۔ تمہیں تاریک وادی میں گئے کئی برس گزر چکے ہیں۔ اس وقت آتش جوان تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جس طرح انسان کی عمر کے سال گھٹتے جاتے ہیں اسی طرح اس کے اعصاب بھی کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ جوانی میں تو ہر شخص عشق کرتا ہے لیکن بڑھاپے کا عشق کچھ اور ہوتا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ گویا میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں حالانکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ آہستہ بولو۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اگر جولیا نے سن لیا کہ میں بوڑھا اور ایکسٹو جوان ہے تو وہ مجھے چھوڑ کر ایکسٹو کی محبت میں گرفتار ہو جائے گی''...... عمران نے یکدم گھبرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنسنے لگا۔

''اگر جولیا کو معلوم ہو جائے کہ ایکسٹو بھی آپ ہی ہیں تو پھر''۔ بلیک زیرو کی آواز آئی۔

''پھر بھینس کیچڑ میں پھنس جائے گی اور مجھے دنیا سے رخصت ہونا پڑے گا کیونکہ دو ملاؤں میں مرغی حرام ہوتی ہے اور میں جولیا کو حرام نہیں کرنا چاہتا''...... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ڈور بیل بج اٹھی۔

''وہ آ گئی ہے۔ میں چند منٹ بعد تم سے بات کروں گا''۔ عمران نے جلدی سے کہا اور فون بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد دوبارہ ڈور بیل بج اٹھی۔

''سلیمان۔ دیکھو، جولیا آئی ہے''...... عمران نے بلند آواز سے سلیمان کو مخاطب کر کے کہا۔

''بہتر صاحب۔ مس جولیا کے لئے آپ شیمپو کا ساشا خالی کر رکھیں''...... سلیمان کی کچن سے آواز ابھری۔

''بکومت۔ تم نے اسے ساشے میں چائے پلانے کی بات کی تو وہ سینڈلوں سے تمہارا سر دھو ڈالے گی''...... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہیں۔ پہلے آپ کا نمبر لگے گا کیونکہ ساشے میں چائے کی پیش کش کرنے کی اسکیم آپ کی ہی تخلیق ہے جو چینی کی بچت کرنے کے لئے آپ کے دماغ نے پیدا کی ہے''...... سلیمان نے جواب میں اطمینان سے کہا تو عمران غصے سے دانت پیس کر رہ گیا پھر چند لمحوں بعد جولیا کمرے میں داخل ہوئی تو عمران یوں اچھل پڑا جیسے جولیا کی آمد غیر متوقع تھی۔

''ارے جولیا۔ تم، خیریت تو ہے''...... عمران حیرت بھرے لہجے میں چیخا۔

''کیا مطلب۔ کیا مجھے نہیں آنا چاہئے تھا''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

''میرا مطلب ہے کہ آنے سے پہلے مجھے اطلاع تو کر دیتیں''۔ عمران نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تم کیا کرتے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''گھر کو سجا لیتا، خود کو دولہا بنا لیتا اور قاضی کو بلا لیتا۔ خیر آئندہ سہی''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''بکو مت۔ کہاں ہے وہ تمہاری بی پی''...... جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

''وہ یہاں نہیں ہے۔ کیا تمہیں بھوک لگی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اسے کچا چبا ڈالوں گی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سلیمان۔ او سلیمان پاشا۔ چائے کے ساتھ بی پی ڈبل روٹی بھی لے آؤ''...... عمران نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا۔

''صاحب۔ پاشا لاؤں یا ساشا''...... کچن سے سلیمان کی آواز آئی۔

''بکو مت۔ جولیا جیسے مہمان روز روز نہیں آتے۔ ویسے بھی اس کا موڈ خطرناک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بی پی کی بجائے تمہیں ہی چبا ڈالے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

''وہ لڑکی کہاں ہے جس کی تم فون پر تعریف کر رہے تھے''۔ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

''جانے دو۔ تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ خوامخواہ انرجی ضائع کرو گی جبکہ ملک میں جاری بجلی کے بحران کا واحد حل یہی ہے کہ انرجی بچائی چاہئے۔ مرنے کے بعد قبر میں روشنی کرنے کے کام آئے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کون سی بچت کر رہے ہو۔ دن میں بھی بتیاں جلا رکھی ہیں''۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں کل سے بچت شروع کر دوں گا۔ بے شک آ کر دیکھ لینا۔ رات کو تمہیں اندھیرا ہی نظر آئے گا''...... عمران نے جواب میں کہا۔

''صاحب۔ بجلی کا بل تو پھر بھی آئے گا۔ آپ بجلی کا کنکشن ہی کاٹ ڈالیں۔ نہ بجلی آئے گی اور نہ بل ادا کرنا پڑے گا''۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ جولیا کے لئے چائے لایا تھا۔ اس نے چائے کا کپ جولیا کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''کہتے تو تم ٹھیک ہو لیکن اندھیرے میں جولیا آ گئی تو تم اسے

بدروح سمجھ کر چیختے ہوئے بھاگ نکلو گے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں جناب۔ میں بدروحوں سے نہیں ڈرتا، جب سنکھا ہولی کی روح مجھے نہیں ڈرا سکی تھی تو مس جولیا سے میں کیسے ڈروں گا۔ یہ تو پھر زندہ روح ہیں''......سلیمان نے سینہ تان کر کہا تو جولیا نے غصے سے سلیمان کی طرف دیکھا۔(اس واقعہ کے لئے پڑھیئے عمران سیریز کا ماورائی ایڈونچر ''گھوسٹ آئی لینڈ'')

''بکومت۔ جولیا بدروح نہیں بلکہ خوبصورت روح ہے اور ایسی روحیں مرنے کے بعد بھی آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑتیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اسی لئے تو مس جولیا آج پھر یہاں دکھائی دے رہی ہیں''......سلیمان نے عمران کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

''شٹ اپ۔ اب تم نے بکواس کی تو سینڈلوں سے تمہارا سر گنجا کر دوں گی''...... جولیا نے یکدم غضبناک لہجے میں سلیمان سے کہا تو وہ بوکھلا گیا۔

''دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ جولیا کو سینڈل اٹھانے پر مجبور نہ کرنا۔ اب دفع ہو جاؤ''...... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

''بہتر صاحب۔ ویسے میں نے شیمپو کی تو بات نہیں کی جو یہ خفا

ہو رہی ہیں''......سلیمان نے شرارت بھرے انداز میں کہا تو عمران گھبرا گیا۔

''شیمپو کی بات۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونکتے ہوئے عمران سے کہا تو سلیمان مسکراتا ہوا جلدی سے باہر چلا گیا۔

''بکواس کر رہا ہے۔تم بی پی دیکھو''......عمران نے منہ بنا کر کہا اور اخبار اٹھا کر جولیا کے سامنے رکھ دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''اوہ۔ میں سمجھی نہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اخبار میں شائع ہونے والی مذکورہ خبر پر انگلی رکھ دی اور جولیا جلدی سے خبر پڑھنے لگی۔

''اچھا۔ تو تم اس بی پی کا ذکر کر رہے تھے''......خبر پڑھ کر جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''بالکل۔ اور تمہیں یہ سن کر خوشی بھی ہو گی اور تم اللہ کا شکر بھی ادا کرو گی کہ میں بھی اب بی پی کا استعمال شروع کرنے والا ہوں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ پہلے تو تم نے کبھی بھی نشہ نہیں کیا''...... جولیا نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''پہلے مجھے بی پی کے فوائد کا علم نہ تھا''......عمران نے کہا۔

''کون سا فائدہ۔ اس نشہ کے عادی تو خودکشی کر لیتے ہیں۔ کیا تم بھی مرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے غصے سے کہا۔

"مجبوری ہے۔ اب تک جینے سے مجھے کون سا فائدہ ہوا ہے"۔ عمران نے بے چارگی سے کہا۔

"تو مرنے سے کیا فائدہ ہو گا تمہیں"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ فائدہ جو زندگی میں نہیں ملا۔ مرنے کے بعد ملے گا اور وہ بھی ڈبل یعنی دو حوریں اور ان کے پیروں میں سینڈل بھی نہیں ہوں گے کہ تمہاری طرح بات بات پر سینڈل کی دھمکی دے سکیں"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا منہ بنا کر چائے پینے لگی۔

"دیکھا۔ جل گئیں نا"...... عمران نے یکدم چہکتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ لنچ کے بارے میں کیا خیال ہے"۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔



"سوری۔ میرا پرس خالی ہے۔ مہنگائی نے کنگال کر کے رکھ دیا ہے اور سلیمان مہنگائی کی آڑ میں دونوں ہاتھوں سے مجھے لوٹ رہا ہے۔ کل سبزی خرید کر لایا تو مہنگائی کا رونا روتے ہوئے اس نے بتایا کہ سبزیوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور آلو کا ریٹ تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے یعنی دو سو روپے فی کلو۔ پیاز چار سو روپے کلو اور ٹماٹر چھ سو روپے کلو۔ اس لئے ہزار کا نوٹ ختم ہو گیا"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنسنے لگی۔

"بہانے مت کرو۔ بل میں ادا کروں گی۔ تھوڑی دیر میں صفدر

بھی آ رہا ہے اس کے بعد لنچ کے لئے چلیں گے۔ اب آگے مت بولنا"...... جولیا نے کہا تو عمران نے واقعی چپ سادھ لی۔ اس نے بہتر سمجھا کہ جولیا اور صفدر کے ساتھ لنچ کر لے۔ بی پی کے بارے میں بعد میں غور کرے گا۔

دانش منزل میں بلیک زیرو ایک موٹی سی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ یہ کتاب افریقہ میں پائی جانے والی جڑی بوٹیوں اور ان کی خصوصیات کے بارے میں تیس برس پہلے ایک لاطینی سیاح نے لکھی تھی۔ دانش منزل کی لائبریری میں ایسی نایاب اور معلوماتی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود تھا جن سے عمران اور بلیک زیرو گاہے بگاہے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ بلیک زیرو اس کتاب میں اس پودے سے متعلق معلومات تلاش کر رہا تھا جس کے بارے میں کینیا سے فارن ایجنٹ نے بتایا تھا کہ بلیک پاؤڈر ایک خاص قسم کے پودے کے عرق سے تیار کیا جاتا ہے۔ بلیک زیرو ہر پودے کا ذکر تھوڑا تھوڑا پڑھ رہا تھا لیکن ابھی تک اسے بلیک پاؤڈر کی خصوصیات رکھنے والا پودا نہیں ملا تھا اور چار سو صفحات کی کتاب ختم ہونے والی تھی۔ چند منٹ بعد بیل بج اٹھی تو اس نے چونک کر

سکرین کی طرف دیکھا تو گیٹ کے باہر عمران کی سرخ سپورٹس کار کھڑی تھی۔ اس نے جلدی سے ایک بٹن پریس کیا تو گیٹ کھل گیا۔ عمران کی کار اندر آئی اور بلیک زیرو نے دوبارہ بٹن پریس کر دیا تو گیٹ بند ہو گیا۔

چند لمحوں بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے احتراماً کھڑے ہو کر اسے سلام کیا اور عمران سلام کا جواب دیتے ہوئے بلیک زیرو کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو اپنی سیٹ پر بیٹھ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''اچھا۔ تو آج کل عشقیہ ناول پڑھے جا رہے ہیں''...... عمران نے میز پر رکھی کتاب کو دیکھ کر شوخ لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ میں ایسی کتابیں نہیں پڑھا کرتا''...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''کیوں نہیں پڑھتے۔ پڑھے بغیر عشق کا ڈپلومہ کیسے لے سکو گے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ کتاب نباتات کے بارے میں ہے''...... بلیک زیرو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے آج کل تم پر زرعی سائنسدان بننے کا بھوت سوار ہے''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ میں اس کتاب میں بی پی کے خواص والے

پودے کو تلاش کر رہا تھا تاکہ اس کے بارے میں تفصیل معلوم ہو جائے۔ کیا آپ کے لئے چائے لاؤں''...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''بقول کنفیوشس نیکی پوچھ کر نہیں کرنی چاہئے لیکن پہلے مجھے بی پی کے خواص بتاؤ''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اس کتاب میں اس پودے کا ذکر نہیں ملا''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''ملے گا بھی نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب تیس سال پہلے شائع ہوئی تھی اور بلیک پاؤڈر موجودہ دور کا نشہ ہے۔ اگر تیس سال پہلے لوگ اس پودے کے بارے میں جان لیتے تو اس وقت سے ہی بلیک پاؤڈر کا استعمال شروع ہو چکا ہوتا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ وہ پودا سرے سے موجود ہی نہیں تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پودا تو شاید تھا لیکن تیس سال پہلے اس کا عرق اتنا نشہ آور نہیں ہو گا کہ لوگ اسے افیون وغیرہ کے متبادل کے طور پر استعمال کرتے۔ افیون کے بارے میں تم جانتے ہو کہ وہ خشخاش کے پودے سے حاصل کی جاتی ہے لیکن ہیروئن کا پودا نہیں ہوتا ورنہ افیون کی طرح وہ بھی قدیم زمانے میں موجود ہوتی۔ میرے اندازے کے مطابق جیسے مختلف پودوں کی آپس میں پیوند کاری کر کے نئی اقسام کے پھول اور پودے اگائے جاتے ہیں اور ان سے

نئے خواص کے پھل اور پھول حاصل کئے جاتے ہیں اسی طرح کسی نشہ آور پودے کے خواص کو تیز کرنے کے لئے اس میں دوسرے نشہ آور پودے کا پیوند لگایا گیا ہو گا۔ اگر میری بات کی سمجھ نہیں آئی تو آم چوسا کرو دماغ تیز ہو جائے گا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آم نہیں آملہ کا مربہ دماغ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے''۔ بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

''ٹھیک کہتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ گلاب کس رنگ کا ہوتا ہے۔ تم کہو گے کہ سرخ تو پھر یہ نیلا اور کالا گلاب یا زرد گلاب کہاں سے آیا۔ آم تو آم ہوتا ہے مگر چونسہ، رٹول، فجری، مالٹا اور دوسہری وغیرہ کی اقسام کہاں سے آ گئیں۔ قدیم زمانے میں تو صرف ایک ہی قسم کا آم ہوا کرتا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''سمجھ گیا ہوں سر۔ یقیناً بی پی نشہ والا پودا بھی اصل نہیں ہے''۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہمارا اصل مسئلہ پودا نہیں ہے۔ پودا اگانے والے یا اس سے بی پی بنانے والے ہیں اور انسانیت کی بقاء کے لئے ہمیں بلیک پاور کو جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ نشہ ہمارے ملک میں بھی ہیروئن کی طرح پھیل جائے اور دہشت گردوں کا کاروبار ٹھپ ہو جائے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔ دہشت گردوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا جناب"۔ بلیک زیرو نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ جب بی پی کے عادی خودکشی کرنے لگیں تو دہشت گردوں کو کیا ضرورت ہے کہ دھماکوں سے لوگوں کو مارنے کے ساتھ ساتھ خود بھی مریں بلکہ وہ تو خوش ہوں گے کہ نہ انہیں خودکش جیکٹیں بنانے کی زحمت کرنا پڑے گی، نہ خودکش بمباروں کو لاکھوں روپے معاوضہ دینا پڑے گا اور مفت میں ان کے مذموم مقاصد پورے ہوتے رہیں گے"...... عمران نے جواب میں کہا تو بلیک زیرو سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

"تو آپ نے بلیک پاور کے خلاف قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں طاہر۔ صرف ہماری عوام کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے بلیک پاؤڈر ایک ایسا زہر ہے جس کے اثرات انسان کے جسم سے زیادہ اس کے دماغ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ بطور پاکیشیائی یا مسلمان نہیں بلکہ انسان ہونے کے ناطے بلیک پاور کے خلاف ایکشن لینا ہمارے لئے ایک عظیم جہاد ہو گا اور میں یہ جہاد ذاتی حیثیت سے کروں گا۔ سیکرٹ سروس کے جو ممبرز اس جہاد میں اپنی خوشی سے میرا ساتھ دیں گے ان کے اخراجات میں اپنی جیب سے کروں گا"...... عمران نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"لیکن ممبرز تو سرکاری ملازم ہیں اور تنخواہ لیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جتنے دن وہ اس مہم میں صرف کریں گے تم ان دنوں کی تنخواہ انہیں مت دینا بلکہ میں خود دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"میں بھی تو جاؤں گا۔ کیا میری تنخواہ بھی کٹے گی"...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"بالکل نہیں۔ بے فکر رہو"...... عمران نے پراسرار انداز میں کہا۔

"کیوں سر۔ مجھ پر بھی جہاد فرض ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں پیارے۔ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور تمہاری تنخواہ جتنی کٹے گی اتنی میں تمہیں ادا کر دوں تو کنگال ہو جاؤں گا۔ اسی لئے تم یہیں ٹکے رہو تو تمہارا احسان ہو گا۔ تمہارا اس مہم پر نہ جانا بھی جہاد سے کم نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں نہ سرکاری تنخواہ لوں گا اور نہ آپ سے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"گویا تم فی سبیل اللہ جہاد کرو گے اور پیچھے ہٹی رام کے حوالے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کون سی ہٹی"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ملک۔ کیا ملک کو خدا کے حوالے کر کے جاؤ گے جبکہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ موجودہ خطرناک ملکی حالات میں ہم دونوں میں سے ایک کا ملک میں موجود رہنا کتنا ضروری ہے۔ گزشتہ کئی مہموں میں تمہاری خواہش کے باوجود میں تمہیں ساتھ نہیں لے گیا تو اب کیسے لے جا سکتا ہوں اس لئے یہی کہوں گا کہ بخشو بی بلی، چوہا لنڈورا ہی بھلا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنسنے لگا۔

"رائٹ سر۔ جیسے آپ کا حکم۔ کیا آپ نے اس مہم کے لئے ممبرز کا انتخاب کر لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ البتہ میں نے لنچ کے لئے ہوٹل جانے سے پہلے جولیا اور صفدر سے بات کی تھی اور وہ میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں البتہ باقی جو ممبرز جانا چاہیں گے وہ تمہاری گارنٹی پر جائیں گے"۔ عمران نے جواب میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی گارنٹی سر"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ وہ مہم کے دوران میری ہدایات کے پابند رہیں گے خاص طور پر تنویر کیونکہ وہ بعض اوقات اڑیل ہو جاتا ہے اور ہر بات پر جرح کرنے لگتا ہے۔ تم بطور ایکسٹو انہیں اس مہم پر جانے کی

اجازت دو گے اور انہیں مہم کے بارے میں بریف کرو گے۔ یہ تو تمہیں اندازہ ہو چکا ہے کہ ہماری مہم کس قدر مشکل، پیچیدہ اور خطرناک ہو گی اور وہاں کے مقامی یا غیر ملکی ایجنٹ اب تک کیوں کامیاب نہیں ہو سکے لہٰذا ممبرز کو پہلے سے علم ہونا چاہئے کہ ہمارا بلیک پاور کے علاوہ ماورائی مخلوق سے بھی واسطہ پڑے گا اور آدم خور وحشیوں سے بھی جو روحوں کے پجاری ہیں اور غیر افریقیوں کو قتل کرنا اپنی بقاء کے لئے ضروری سمجھتے ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ روانگی کب اور کیسے ہو گی"...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اس کے بارے میں تمہیں بتا دوں گا۔ فی الحال تم سرخ جلد والی ڈائری نکالو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ڈائری نکال کر عمران کے حوالے کر دی۔

عمران نے ڈائری کی ورق گردانی شروع کی اور چند لمحوں بعد مطلوبہ فون نمبر تلاش کر کے نمبر ذہن نشین کر لیا پھر ڈائری بند کر کے رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے پہلے انٹرنیشنل کوڈ کے نمبر پریس کئے اور پھر کینیا کے دارالحکومت کا کوڈ نمبر پریس کر کے مطلوبہ نمبر پریس کئے تو چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ شیطرج بول رہا ہوں"...... فون کے لاؤڈر سے ایک بھاری مردانہ آواز آئی لہجہ افریقی تھا۔

"لائن کنگ بول رہا ہوں کیپٹن شیطرج"...... عمران نے جواب میں کہا۔

"لائن کنگ۔ اوہ۔ پرنس آف پاکیشیا علی عمران"...... دوسری طرف سے شیطرج کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے تم نے پہچان لیا ورنہ میں مایوس ہو چکا تھا"۔ عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو شیطرج کی بے ڈھنگی ہنسی سنائی دی۔

"آپ کو میں کیسے بھول سکتا ہوں عمران صاحب۔ آپ نے ہی تو مجھے شیطرج سے شکیل بنایا اور مجھے عیسائیت سے نکال کر دین اسلام میں داخل کیا تھا"...... شیطرج نے احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"شکیل تو بنایا تھا لیکن تم پھر بھی کالے ہی رہے۔ صرف تمہارا دل ہی خوبصورت ہوا تھا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"مجھے رنگ کی پرواہ نہیں ہے جناب۔ میرا دل اسلام کی روشنی سے منور ہوا، میرے لئے یہی کافی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں اب بھی گناہ کرتا ہوں لیکن زیادہ نہیں"...... شیطرج نے جسے عمران نے مسلمان کر کے اس کا اسلامی نام شکیل رکھا تھا، ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تمہیں یہ بھی تو سمجھایا تھا کہ زہر تھوڑا ہو یا زیادہ زہر ہی ہوتا ہے اس لئے گناہ کم بھی ہوں تو بندہ گناہ گار ہی ہوتا ہے اور اسے گناہ گار کی حیثیت سے ہی روز حشر اللہ کے حضور پیش کیا جاتا ہے"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ نے یہ بھی بتایا تھا کہ اللہ سے بخشش کی امید رکھنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہ گار کو بھی معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ اس نے زندگی میں چاہے ایک ہی نیکی کیوں نہ کی ہو۔ میں دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن کوشش کرتا رہتا ہوں کہ نیکی کے کام بھی کروں اور ضرورت مندوں کے کام آؤں"۔ شیطرج کی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ تو پھر میرے بھی کام آؤ۔ میں بھی ضرورت مند ہوں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"حکم فرمائیں۔ میں حاضر ہوں"...... شیطرج نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تھوڑا سا بی پی چاہئے"...... عمران نے مختصراً کہا۔

"کیا۔ بی پی یعنی بلیک کوئین"...... شیطرج نے یکدم چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حیران کیوں ہو گئے ہو پیارے۔ میں نے بی پی ہی مانگا ہے تمہارا خون تو نہیں جو تم چیخ پڑے ہو"...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ مگر کیا آپ بی پی استعمال کرتے ہیں عمران صاحب"۔ شیطرج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجبوری ہے۔ جب تک کوئی بی بی نہیں ملتی، بی پی پر ہی گزارہ کروں گا"...... عمران نے بے چارگی کے انداز میں کہا تو بلیک زیرو

مسکرانے لگا۔

''لیکن بی پی تو انتہائی خطرناک اور جان لیوا نشہ ہے۔ آپ کب سے اس کے عادی ہیں''...... شیطرج نے جلدی سے پوچھا۔

''ابھی عادی نہیں ہوا۔ جب استعمال کروں گا تو ہو جاؤں گا۔ بہرحال تم مجھے بی پی کے بارے میں بتاؤ کہ یہ کہاں تیار کیا جاتا ہے اور کون بناتا ہے۔ اس کی فیکٹری کہاں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ یہ معلومات کیوں چاہتے ہیں۔ اس لئے میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ اس چکر میں نہ پڑیں تو بہتر ہو گا۔ بلیک پاور اتنی پاورفل تنظیم ہے کہ مقامی حکومت اپنی تمام تر فورس استعمال کرنے کے باوجود اسے ختم کرنا تو دور کی بات ہے اس کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگانے تک میں ناکام ہو چکی ہے''۔ دوسری طرف سے شیطرج کی آواز سنائی دی تو اس کا لہجہ خوفزدہ تھا۔

''کیوں۔ کیا اسے مغربی طاقتوں کی حمایت حاصل ہے یا وہ خلائی مخلوق ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ خلائی مخلوق تو نہیں البتہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک پاور ماورائی مخلوق کی مدد سے دھندا چلا رہی ہے اور جو ٹیم بھی اس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے کی کوشش کرتی ہے، ماورائی مخلوق کے ہاتھوں ماری جاتی ہے۔ چند ماہ میں کم از کم تین سو افراد اسی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں''...... شیطرج نے جواب میں کہا۔

''تو کیا بلیک پاور کا ابھی تک کوئی ممبر نہیں پکڑا گیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چند افراد کو مختلف اوقات میں گرفتار کیا گیا تھا لیکن انہوں نے موقع پر ہی خودکشی کر لی تھی۔ اس طرح پولیس اور انٹیلی جنس ان سے ان کے ساتھیوں اور ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم نہیں کر سکی''۔ شیطرج کی آواز سنائی دی۔

''بہرحال میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ تم کچھ جانتے ہو تو بتاؤ''۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''مجھے اس تنظیم کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے جناب۔ اگر آپ مجھے دو تین گھنٹے دیں تو میں کچھ نہ کچھ معلوم کر ہی لوں گا''...... شیطرج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں چار گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے آخر میں کہا اور فون بند کر دیا۔

شام کے سات بجے جولیا کے فلیٹ پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز ڈرائنگ روم میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ عمران کی ہدایت پر جولیا نے ممبرز کو چائے کی دعوت دی تھی۔ چونکہ ممبرز پہلے بھی بے کاری کے دنوں میں ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے تھے اس لئے کسی کے ذہن میں خیال تک نہیں آیا تھا کہ جولیا کی دعوت کا مقصد چائے پلانے کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔

''مس جولیا۔ حیرت ہے کہ آپ نے سب کو تو بلا لیا لیکن عمران صاحب کو دعوت نہیں دی''۔۔۔ چائے کے دوران خاور نے جولیا سے کہا۔

''وہ بن بلائے آ جاتا ہے جب اس کا موڈ ہوتا ہے''۔۔۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''ویسے بھی وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے ضروری

نہیں کہ اسے بھی ہم اپنی محفل میں بلائیں''۔۔۔ تنویر نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''نہیں تنویر۔ یہ محض تمہاری ذاتی سوچ ہے ورنہ ہم تو عمران صاحب کو خود سے جدا نہیں سمجھتے۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبر نہ ہونے کے باوجود ہمیشہ ہماری ٹیم کا حصہ ہوتے ہیں اور ان کے بغیر آج تک کوئی کیس حل نہیں ہوا''۔۔۔ خاور نے خشک لہجے میں کہا۔

''یہ بات بھی تو ہے کہ ہمیں سیکرٹ سروس میں عمران صاحب نے ہی بھرتی کیا تھا ورنہ اس وقت ہم دوسرے محکموں میں ہوتے یا بزنس کر رہے ہوتے''۔۔۔ صفدر نے خاور کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سمجھ نہیں آتی کہ تنویر، عمران صاحب سے اتنا کیوں الرجک ہے۔ حالانکہ عمران صاحب کے اس پر اتنے احسانات ہیں کہ اسے عمران صاحب کی غلامی کرنی چاہئے۔ بیسیوں مرتبہ عمران صاحب نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر ہمیں موت کے منہ سے نکالا ہے۔ حقیقت میں چیف سے زیادہ عمران صاحب ہمارے ہمدرد ہیں''۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لو بھئی۔ میں تو بات کر کے پھنس گیا ہوں''۔۔۔ تنویر نے شرمندہ ہو کر کہا۔

''بات کرنے سے پہلے یہ بھی تو دیکھا کرو کہ ہم عمران صاحب کی کتنی عزت کرتے ہیں اور ان کے بارے میں تمہارے ریمارکس

سے ہمیں کتنی تکلیف پہنچتی ہے''...... چوہان نے سخت لہجے میں کہا۔
جولیا خاموشی سے سر جھکائے چائے پیتے ہوئے ممبرز کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے بھی تنویر پر غصہ آیا تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ تنویر کیوں عمران سے حسد رکھتا ہے اس لئے وہ خاموش رہی تھی۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب کے بغیر یہ محفل پھیکی ہے۔ آپ انہیں فون کر کے بلائیں''...... نعمانی نے مسکرا کر جولیا سے کہا تو اسی لمحے ڈور بیل مخصوص انداز میں بج اٹھی اور تمام ممبرز چونک پڑے۔ صفدر سمجھ گیا کہ آنے والا عمران ہی ہے لیکن وہ خاموش رہا۔ اسی لمحے دوبارہ ڈور بیل بج اٹھی۔

''خاور۔ دیکھو کون ہے''...... جولیا نے خاور کی طرف دیکھ کر کہا حالانکہ اسے بھی معلوم ہو گیا تھا کہ عمران آیا ہے۔

خاور صوفے سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور تمام لوگ انتظار کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آہٹیں قریب پہنچیں تو سب نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا اور تنویر کے سوا تمام ممبرز کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ عمران اندر قدم رکھتا ہوا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔ اس کے پیچھے خاور بھی اندر آ گیا۔

''لیجئے۔ تھا جس کا انتظار وہ شاہکار آ گیا''...... خاور نے ممبرز کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کہاں۔ آ گیا۔ کدھر سے''...... عمران نے بوکھلا کر ادھر

ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا تو تمام ممبرز بے اختیار ہنس پڑے۔

''آپ کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ آیئے تشریف رکھیں''۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لیکن میں تو شاہکار نہیں ہوں بیمار ہوں، لاچار ہوں اور بے کار ہوں''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر صفدر کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہم ابھی آپ کو یاد کر رہے تھے عمران صاحب''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ ذرا سناؤ۔ کتنا یاد کر لیا ہے''...... عمران نے مخصوص انداز میں پوچھا تو ممبرز ہنسنے لگے۔

''میرا مطلب ہے آپ کا ذکر ہو رہا تھا اور آپ بھی آ پہنچے''۔ صدیقی نے جلدی سے کہا۔

''اللہ اللہ کرو یار۔ میرا ذکر یہاں کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''کیوں۔ کیا آپ کا ذکر نہیں ہو سکتا''...... نعمانی نے مسکرا کر کہا۔

''یار خوبانی۔ اوہ سوری۔ نعمانی، تم خود سوچو۔ جو لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے وہ میرا ذکر کیسے کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم بات کو کیوں الجھا رہے ہو۔ یہ کہہ رہے تھے کہ میں تمہیں فون کر کے بلاؤں''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور تم شیطان کی طرح فوراً ہی نازل ہو گئے"...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سوری پیارے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مجھ سے بڑا شیطان یہاں پہلے سے موجود ہے تو میں ہرگز نہ آتا"...... عمران نے معذرت کرتے ہوئے جوابی چوٹ کی تو تمام ممبرز بے اختیار ہنس پڑے اور تنویر تلملا کر رہ گیا۔

"چائے پیئو گے"...... جولیا نے عمران سے کہا۔

"تنویر سے اجازت لے لو۔ بڑے شیطان کی مرضی کے بغیر میں کیسے چائے پی سکتا ہوں"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو تنویر اسے غصے سے گھورنے لگا۔

"تنویر بھی چائے پی چکا ہے عمران صاحب۔ صرف آپ رہ گئے تھے"...... صفدر نے تلخی سے بچنے کے لئے جلدی سے کہا اور جولیا صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ کو معلوم تھا کہ ہم سب یہاں جمع ہیں"...... صدیقی نے عمران سے کہا۔

"نہیں۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ تم لوگ یہاں اکٹھے ہو تو میں مولوی صاحب کو بھی ساتھ لے آتا اور بینڈ باجے والوں کو بھی"...... عمران نے جواب میں کہا تو تنویر کے سوا تمام ممبرز عمران کا مطلب سمجھ کر مسکرانے لگے۔ اتنے میں جولیا، عمران کے لئے چائے لے آئی۔ اس نے چائے کا کپ عمران کے آگے میز پر رکھ دیا اور اپنی جگہ پر

بیٹھ گئی۔

"اوہ۔ اتنی جلدی چائے بنا لائی ہو۔ کیا چائے بنانے کی مشین خرید لی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس۔ خاموشی سے چائے پیئو۔ فضول باتیں مت کرو"۔ جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اچھا۔ تم لوگ یہاں کیسے آئے ہو دوستو"...... عمران نے ممبرز سے پوچھا۔

"مس جولیا نے دعوت دی تھی"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ کیا تم لوگ اتنے ہی فالتو ہو کہ محض جولیا کی دعوت پر دوڑے چلے آئے"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بات چائے کی نہیں خلوص کی ہے جناب۔ آپ بھی ہمیں دعوت دیں گے تو ہم لبیک کہیں گے"...... صدیقی نے ہنس کر کہا۔

"گویا میں تمہیں دعوت دوں کہ میرے ساتھ جہنم کی سیر کو چلو تو تم چلو گے"...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ہمیں آپ کا ساتھ دینا ہے چاہے آپ جہاں لے جائیں۔ ہمارے قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ جہاد پر چلو۔ اگر مارے گئے تو شہید، زندہ لوٹ آئے تو غازی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاد۔ کیا کافروں سے جنگ کرنی ہے"...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن وہ لوگ کافروں سے بھی بدتر اور ظالم ہیں اور میں تم میں سے صرف جرأت مند اور بہادر کو ہی ساتھ لے جاؤں گا۔ ایسا بہادر کہ وہ موت کے سامنے بھی سینہ سپر رہے"...... عمران نے جواب دیا تو تمام ممبرز حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"عمران صاحب۔ ہم میں سے کوئی بھی موت سے ڈرنے والا نہیں ہے۔ آپ بتائیں کیا معاملہ ہے اور کہاں جانا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران انہیں بلیک پاؤڈر اور بلیک پاور کے بارے میں بتانے لگا۔ چوہان، تنویر، خاور، نعمانی اور صدیقی غور سے سن رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ تو ہمیں یوں ڈرا رہے ہیں جیسے بلیک پاور، زیرو لینڈ والوں سے زیادہ خطرناک ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"بلیک پاور خطرناک نہیں لیکن اس کے مددگار بہت خطرناک ہیں۔ تاریک جنگلات کی بدروحیں اور دوسری ماورائی مخلوق کی مدد سے بلیک پاور نے خود کو محفوظ کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں جانے والے لوگ منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی ماورائی طاقتوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ بلیک پاور کے ممبرز سے زیادہ ہمیں ماورائی مخلوق سے خطرہ ہو گا جو اس علاقے میں قدم قدم پر ہمیں دبوچنے کی کوشش کریں

گی"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم ماورائی قوتوں سے نہیں ڈرتے۔ پہلے بھی کئی مہموں میں ہمارا بدروحوں، چڑیلوں اور بھوتوں سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اور ہم بالکل محفوظ رہے ہیں"...... خاور نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ کیا ہم نے کالی داس والے کیس میں بزدلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ کیا بدروحوں کے جزیرے سے ہم کامیاب ہو کر نہیں لوٹے تھے"...... چوہان نے خاور کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ (پڑھیئے عمران سیریز کے ناقابل فراموش ماورائی ایڈونچرز "کالی داس اور گھوسٹ آئی لینڈ")

"آل رائٹ۔ یقیناً تم دونوں بڑے بہادر ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ دونوں بہادر ہیں تو کیا باقی لوگ بزدل ہیں"...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں پیارے۔ تم اور تنویر تو سکہ بند بہادر ہو۔ جہاں کرنسی نوٹ نہ چلے وہاں تم دونوں چل جاتے ہو۔ بس ذرا دھکا دینا پڑتا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار ہنسنے لگے۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم کسی قابل نہیں ہیں"...... نعمانی نے صدیقی اور اپنے بارے میں کہا۔

"تم تو جالینوس سے بھی زیادہ قابل ہو پیارے۔ اس لئے تمہاری یہاں زیادہ ضرورت رہے گی"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ جالینوس تو طبیب تھا"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"ایکسٹو جیسے مریض کے لئے تم بھی طبیب ہو۔ اس کے پیٹ میں جب بھی مروڑ اٹھے گا وہ تم دونوں کو پکارے گا علاج کے لئے۔ آخر اس کا بھی تو حق ہے کہ کوئی ممبر اس کی مزاج پرسی کے لئے یہاں دستیاب ہو"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ ہمیں نہیں لے جانا چاہتے"۔ نعمانی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"یہ بات نہیں نعمانی۔ میں نہیں چاہتا کہ تم سب کو ساتھ لے جاؤں اور ایکسٹو کو یتیم کر جاؤں۔ یوں بھی اس نے مجھے صرف نصف درجن ممبروں کو لے جانے کی اجازت دی ہے۔ ایکسٹو کو علم ہو گیا کہ میں سب کو لے جا رہا ہوں تو وہ غضبناک ہو کر سب کو روک لے گا البتہ مجھے مہم کے دوران تم دونوں کی ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر کے ایک منٹ میں وہاں بلوا لوں گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ میں۔ کیا آپ جادو کریں گے"...... خاور نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں۔ کسی بدروح کو بھیجوں گا اور وہ تم دونوں کو پلک جھپکنے

میں میرے پاس لا پٹخے گی جیسے افریقہ کی گزشتہ مہم میں صفدر کی محبوبہ دیوی نے مجھے، صفدر اور سوپر فیاض کی بیوی سلمیٰ کو تاریک جنگلات سے پاکیشیا پہنچایا تھا"...... عمران نے جواب میں کہا تو صفدر کے تصورات میں مقدس دیوی کا سراپا لہرانے لگا۔

(اس کے لئے پڑھیئے عظیم الشان ماورائی نمبر" روح کا غدار")

کینیا کے دارالحکومت میں اس وقت سہ پہر کے دو بجے تھے۔ شہر کے مرکز میں واقع ایک فور اسٹار ہوٹل کے کمرے میں جولیا، صفدر، تنویر، چوہان اور خاور بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ وہ لوگ لنچ سے فارغ ہو چکے تھے اور اب عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز تین گھنٹے پہلے ایک فلائٹ کے ذریعے یہاں پہنچے تھے۔ ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ آصف نے ایکسٹو کے حکم پر اس ہوٹل میں ان کے لئے کمرے بک کرا دیئے تھے۔ لنچ سے پہلے ہی عمران، جوزف کے ساتھ ممبرز سے یہ کہہ کر کہیں چلا گیا تھا کہ وہ لوگ لنچ پر اس کا انتظار نہ کریں۔ اس مہم میں جوزف کی شمولیت پر ممبرز کو مسرت ہوئی تھی البتہ تنویر نے ناک بھوں چڑھائی تھی کیونکہ تنویر اور عمران کے آپس میں جھگڑے پر جوزف کو غصہ آ جاتا تھا اور وہ عمران کی وفاداری میں تنویر کی بے عزتی کرنے لگتا تھا۔ جوزف

کافی عرصہ بعد کسی مہم میں ٹیم کے ساتھ آیا تھا اور ممبرز جانتے تھے کہ افریقہ کے جنگلات میں جوزف ان کے لئے بے حد مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتا تھا کیونکہ جوزف خود بھی تاریک جنگلات کی پیداوار تھا اور یہاں کے قبائل اور علاقے سے اچھی طرح آشنا تھا۔ کئی کیسوں میں سیکرٹ سروس کے ممبرز محض جوزف کی وحشیانہ خصوصیات اور جرأت کے سبب موت کی آغوش میں جانے سے بچے تھے اور جوزف کے قبیلے نے بھی ان کی پذیرائی اور مدد کی تھی۔

مزید چند منٹ بعد عمران اور جوزف واپس آئے تو ممبرز نے اطمینان کا سانس لیا۔ عمران، صفدر کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا اور جوزف دیوار کے پاس رکھی کرسی پر جا بیٹھا۔ ممبرز سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ خلاف معمول عمران بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

”آپ کہاں چلے گئے تھے“...... صفدر نے عمران کو خاموش دیکھ کر پوچھا۔

”شیطرج سے ملنے گیا تھا۔ اس کی بیوی بے حد خوبصورت اور نوجوان ہے“..... عمران نے جواب میں کہا تو جولیا چونک کر اسے گھورنے لگی۔

”شیطرج کون ہے جس کی بیوی کے حسن کی آپ تعریف کر رہے ہیں“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھی چیز کی تعریف کرنا ہی پڑتی ہے۔ شیطرج کی بیوی کو

قدرت نے اتنا زیادہ حسن دیا ہے کہ اسے مردوں کی نظر بد لگ سکتی تھی اس لئے قدرت نے اسے ایک ہاتھ سے معذور کر دیا''۔ عمران نے کہا تو جولیا نے سر جھکا لیا۔ عمران کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''شیطرج کے بارے میں تو بتایئے۔ کیا وہ افریقی ہے''۔ خاور نے کہا۔

''ہاں۔ مسلمان ہونے کے بعد اس کا نام شکیل ہو گیا تھا لیکن وہ اب بھی شیطرج کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور میں اس سے بلیک پاور کے بارے میں کچھ معلومات لینے گیا تھا''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور یہ درست بھی تھا۔ گزشتہ روز شام کے وقت عمران نے شیطرج کو فون کیا تھا تو اس نے مزید وقت مانگا تھا اور عمران نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ اس سے اگلے روز رابطہ کرے گا۔ چنانچہ آج یہاں آ کر وہ خود ہی شیطرج کے پاس جا پہنچا تھا۔ شیطرج ایک کلب کا مالک تھا لیکن کلب کی آڑ میں جواء خانہ چلا رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک جرائم پیشہ گروہ کا ممبر تھا اور اس کا گروہ چوری، ڈکیتی، قتل اور اسلحہ کی اسمگلنگ جیسے جرائم کرتا تھا۔ ایک مہم کے دوران عمران ہوٹل کے کمرے میں قیام پذیر تھا اور اس کی غیر موجودگی میں شیطرج ڈکیتی کے لئے عمران کے کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن اسی وقت عمران آ گیا تھا اور اس نے شیطرج کو پکڑ لیا تھا۔ اس موقع پر دونوں میں اچھی خاصی فائٹ ہوئی تھی اور عمران نے

مار مار کر شیطرج کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ آخر شیطرج نے عمران سے جاں بخشی کی اپیل کی اور عمران نے اسے معاف کرتے ہوئے یہ پیش کش کی تھی کہ شیطرج اس کے لئے کام کرے تو اسے اتنا معاوضہ دیا جائے گا جتنا وہ چوری، ڈکیتی سے چھ ماہ میں بھی نہیں کما سکتا۔ شیطرج، عمران کی رحمدلی اور خلوص سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے عمران کی پیش کش قبول کر لی اور پھر عمران نے اسے دعوت اسلام دی تو شیطرج عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کے بعد عمران نے اسے کلب بنانے کے لئے سرمایہ فراہم کیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے اس نے عمران کو بلیک پاور کے بارے میں حاصل ہونے والی کچھ معلومات فراہم کی تھیں۔ یہ معلومات شیطرج نے مقامی منشیات فروشوں سے حاصل کی تھیں۔ ان معلومات کے مطابق ایک مقامی شخص جس کا نام ٹائیگر تھا۔ ہفتے میں ایک دن منشیات فروشوں کو بلیک کوئین سپلائی کرنے آتا تھا۔ ٹائیگر ہر اتوار کو آتا تھا اور اتفاق سے آج اتوار تھا۔ عمران کی ہدایت پر شیطرج نے اپنے ایک آدمی کو منشیات کے ایک اڈے کی نگرانی کے لئے بھیج دیا تھا تاکہ جب شام کے وقت ٹائیگر اس اڈے پر آئے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اس کا ٹھکانہ معلوم کرے۔ کیونکہ صرف ٹائیگر سے ہی بلیک پاور کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ عمران ممبرز کو یہ سب کچھ بتا کر خاموش ہو گیا۔

''تو کیا ہم ٹائیگر کے آنے تک بے کار بیٹھے رہیں گے''۔ تنویر

نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن تم نہیں بیٹھ سکتے تو کھڑے ہو کر شام تک بغلیں بجاؤ"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو تنویر اسے گھورنے لگا۔

"اگر ٹائیگر درمیانی آدمی ثابت ہوا اور وہ بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہ بتا سکا تو پھر" صفدر نے عمران سے کہا۔

"تو پھر ٹائیگر سے دوسرے شخص کے بارے میں معلوم ہو جائے گا جو ٹائیگر کو بلیک کوئین پہنچاتا ہے۔ اگر دوسرے کو بھی معلوم نہ ہو سکا تو پھر تیسرے سے معلوم کر لیں گے"...... عمران نے جواب میں کہا۔

"عمران صاحب۔ بلیک پاور اتنی بڑی تنظیم ہے تو شہر میں اس کے ایسے ممبرز بھی یقیناً موجود ہوں گے جو بلیک پاور کے مفادات کا تحفظ اور نگرانی کرتے ہوں گے"...... خاور نے کہا۔

"یقیناً ہوں گے بلکہ پولیس اور انٹیلی جنس میں بھی ہو سکتے ہیں جو تنظیم کے خلاف کئے جانے والے اقدامات کی اطلاع دیتے ہوں گے کیونکہ پوری دنیا میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس قسم کی جرائم پیشہ تنظیمیں یا گروہ پولیس کی سرپرستی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ ہمارے ملک میں بھی یہی حال ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی

سرپرستی کے سبب ہی جرائم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ان اداروں کے لالچی افسران مجرم گروہوں سے باقاعدہ بھاری معاوضہ وصول کرتے ہیں"...... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ ابھی تمہارے لئے میرے پاس کوئی کام نہیں ہے"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا تو جوزف خاموشی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے لگتا ہے اس مہم میں مس جولیا کا بھی کوئی کام نہیں ہے"...... چوہان نے مسکرا کر کہا۔

"کیوں کام نہیں ہے۔ میرے سر میں جوئیں ہیں اور عورتوں سے بہتر کوئی جوئیں نہیں نکال سکتا"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"بکومت۔ کیا میں یہاں جوئیں نکالنے کے لئے آئی ہوں"۔ جولیا نے غصے سے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم یہاں جنگلوں سے تیل نکالنے آئی ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا اسے گھورنے لگی۔

"عمران صاحب۔ کیا جنگلوں میں تیل کے کنوئیں بھی ہوتے ہیں"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہوتے تو نہیں ہیں لیکن عورتیں جو پتھر کو بھی موم کر سکتی ہیں۔ درختوں سے تیل نچوڑنا ان کے لئے کون سا مشکل کام ہے"۔ عمران نے کہا۔

''یہ تم ہمیشہ جولیا کو ہی کیوں نشانہ بناتے ہو''..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تا کہ اس کا کوئی نہ کوئی بھائی تو اس کی حمایت کرے''۔ عمران نے شریر لہجے میں کہا تو تنویر نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''اس میں کیا شک ہے۔ ہم سب مس جولیا کے بھائی ہیں اس لئے آپ ہمارے سامنے ان سے کوئی بے ہودگی والی بات نہ کریں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران گھبرا گیا۔

''ب۔ بہتر سالا صاحب۔ اب میں خاموش ہی رہوں گا''۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے اور جولیا کے لبوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''عمران صاحب۔ آئندہ کا کیا پروگرام ہے''..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خاور نے عمران سے کہا۔

''میرا پروگرام یہی ہے کہ تم چائے منگواؤ گے اور میں تازہ ذہن ہو کر سوچوں گا کہ ہنی مون تاریک جنگلات میں منایا جائے یا واپس پاکیشیا جا کر۔ ویسے دعوت ولیمہ کے لئے جنگل کی دنیا ہی بہتر رہے گی''..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ممبرز بے اختیار مسکرانے لگے۔

''آپ پھر پٹڑی سے اتر گئے ہیں جناب''..... صفدر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''جب تک چائے نہیں ملے گی، ایسا ہی چلے گا برخوردار۔ غضب

خدا کا۔ تم لوگوں نے تو چائے پی لی لیکن مجھے پوچھا تک نہیں۔ قبول کنفیوشس میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں، کاش پوچھو چائے پیو گے''..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو خاور میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ اس نے روم سروس کو کمرے میں چائے بھجوانے کا آرڈر دیا اور فون بند کر دیا۔

تقریباً تین گھنٹے اسی طرح گپ شپ میں گزر گئے اور پھر اچانک ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے فوراً رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔ پرنس بول رہا ہوں''..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''شیطرج بول رہا ہوں جناب۔ ٹائیگر آ گیا ہے''..... دوسری طرف سے شیطرج کی آواز سنائی دی۔

''تو ٹائیگر کو ہڈی ڈالوں یا کوئی بھیڑ بکری بھیجوں اس کے لئے''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا نہیں جناب''..... شیطرج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بھی نہیں سمجھا کہ ٹائیگر کہاں سے آیا ہے اور اس وقت کہاں ہے''..... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''سوری سر۔ ٹائیگر سپلائی کے لئے چارلی کلب آیا تھا اور وہاں سے روانہ ہوا تو میرے آدمی نے اس کا تعاقب کیا۔ میرے آدمی نے ہوٹل ڈی فرانس تک کامیابی سے اس کا پیچھا کیا اور مجھے ابھی

فون پر اطلاع دی ہے کہ ٹائیگر اسی ہوٹل کے سیکنڈ فلور پر روم نمبر فورٹین میں مقیم ہے اور اس وقت اپنے کمرے میں ہی ہے"۔ شیطرج نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو شیطرج نے ٹائیگر نامی شخص کا حلیہ بیان کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنے آدمی سے کہو کہ میرے آنے تک ٹائیگر کی نگرانی کرتا رہے اور اس دوران ٹائیگر کہیں جائے تو اس کا تعاقب کرے۔ او کے"...... عمران نے تیزی سے کہا اور فون بند کر دیا۔

"میں جا رہا ہوں۔ تنویر، تم میرے ساتھ چلو"...... عمران نے صوفے سے کھڑے ہو کر ساتھیوں سے کہا تو تنویر صوفے سے اٹھا اور عمران اس کے ساتھ کمرے سے نکل کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک منٹ بعد اس کی کار ہوٹل ڈی فرانس کی طرف دوڑ رہی تھی۔

"کیا ٹائیگر کو اغوا کر کے لانا ہے"...... عقبی نشست پر بیٹھے تنویر نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی الگ ٹھکانہ تو ہے نہیں کہ اسے اغوا کر کے وہاں لے جائیں۔ اس لئے ٹائیگر سے اس کے کمرے میں ہی نمٹیں گے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چوراہے سے بائیں جانب کار موڑ دی۔ پھر ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس میں رکھے دو سائیلنسرڈ ریوالور نکال کر ایک اپنی جیب میں رکھنے کے بعد دوسرا

تنویر کے حوالے کر دیا۔ اس کی ہدایت پر ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ نے تین کاریں ان کے رہائشی ہوٹل پہنچا دی تھیں اور ہر کار میں دو، دو ریوالور بھی رکھ دیئے تھے۔ تینوں گاڑیوں کی چابیاں اگنیشن سوئچ میں چھوڑ دی گئی تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد عمران نے ایک مصروف سڑک پر واقع ہوٹل ڈی فرانس کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ شیطرج نے اپنے کلب کے ایک ملازم پیٹر کو اس کی موجودگی میں چارلی کلب کی نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔ عمران کار سے اتر کر تنویر کے ساتھ ہوٹل کے گیٹ سے کمپاؤنڈ میں داخل ہوا تو سیاہ فام پیٹر وہاں نظر نہ آیا۔ شاید وہ ٹائیگر کی نگرانی کے لئے سیکنڈ فلور پر تھا۔ عمران اور تنویر ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے اور ہال کے اختتام پر واقع سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ وہ چند لمحوں بعد سیڑھیاں چڑھ کر سیکنڈ فلور پر پہنچے تو وہاں بھی پیٹر نہ دکھائی دیا تو عمران کو حیرت ہوئی۔

روم نمبر فورٹین بائیں ہاتھ پر چوتھا کمرہ تھا۔ کمرے کا دروازہ بند نظر آ رہا تھا۔ راہداری میں اس وقت کوئی نہ تھا۔ عمران نے تنویر کو سیڑھیوں کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی اور خود روم نمبر فورٹین کی طرف بڑھ گیا جس میں ٹائیگر مقیم تھا۔ وہ دبے پاؤں کمرے کے دروازے کے قریب آیا اور جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی تو اندر تاریکی تھی۔ عمران نے دروازے سے کان لگا کر سننے کی کوشش کی تو اندر سے کوئی آواز نہ سنائی دی تب اس نے دروازے کا ہینڈل

گھمایا تو چونک پڑا۔ دروازہ لاک تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر اندر موجود نہیں تھا اور ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے کہیں چلا گیا تھا۔ یقیناً شیطرج کا ملازم پیٹر اس کے تعاقب میں گیا ہو گا۔ یہ اندازہ کر کے عمران نے مناسب سمجھا کہ کمرے کی تلاشی لی جائے۔ ہو سکتا ہے کچھ معلومات مل جائیں۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس نے سائیلنسر ڈ ریوالور کی نال لاک کے چابی والے سوراخ پر رکھ کر فائر کیا تو ہلکے سے کھٹکے کے ساتھ لاک بے کار ہو گیا اور عمران دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ راہداری سے اندر آنے والی روشنی میں کمرہ خالی دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ روشنی میں عمران نے کمرے کی تلاشی لی لیکن مطلب کی کوئی چیز نہ ملی۔ وہاں کسی قسم کا سامان تک موجود نہ تھا چنانچہ عمران کونے میں واقع واش روم کی طرف بڑھ گیا جس کا دروازہ بند تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ واش روم کے فرش پر شیطرج کا آدمی پیٹر بے سدھ آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ عمران نے جلدی سے جھک کر پیٹر کو ہلایا جلایا لیکن پیٹر بے ہوش تھا اور اس کے سر پر گومڑ سا ابھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یقیناً اس کے سر پر چوٹ لگائی گئی تھی جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

عمران کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کہ ٹائیگر اپنی نگرانی سے

باخبر ہو گیا تھا اور وہ پیٹر کو بے ہوش کر کے وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔ اس نے پیٹر کو اٹھا کر واش روم سے باہر فرش پر لٹایا اور دروازہ کھول کر تنویر کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو تنویر اندر آ گیا۔

"اوہ۔ یہ کون ہے"...... تنویر نے پیٹر کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"شیطرج کا ملازم پیٹر۔ تم اسے ہوش میں لاؤ گے تو اس سے کچھ معلوم ہو سکے گا"...... عمران نے جواب میں کہا تو تنویر، پیٹر کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ عمران نے واش روم میں داخل ہو کر غور سے وہاں کا جائزہ لیا لیکن اسے مایوسی ہوئی۔ ٹائیگر نے وہاں سے فرار ہوتے وقت کوئی ایسا کلیو نہیں چھوڑا تھا جس سے عمران کوئی فائدہ اٹھا سکتا۔ وہ واش روم سے نکل آیا۔ چند منٹ بعد پیٹر کو ہوش آ گیا۔ اور وہ عمران کو پہچان کر حیران رہ گیا پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"سر آپ۔ ٹائیگر کہاں گیا"...... پیٹر نے فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم واش روم میں آرام کر رہے تھے۔ کمرے میں کوئی نہ تھا اور یہ دروازہ بھی باہر سے لاک تھا۔ باقی واقعہ تم بتاؤ"...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے باس کو ٹائیگر کے اس جگہ پہنچنے کی رپورٹ دی تھی اور باس نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں ٹائیگر کے کمرے کے

قریب رہ کر اس کی نگرانی کرتا رہوں چنانچہ میں دروازے کے قریب آیا تاکہ کی ہول سے اندر جھانکوں لیکن اسی لمحے مجھے اندر سے آواز سنائی دی تو میں نے دروازے سے کان لگا دیا۔ اندر ٹائیگر کسی ٹرانسمیٹر پر اپنے باس سے گفتگو کر رہا تھا کیونکہ اس کے باس کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر کے باس نے ٹائیگر سے کہا کہ فوری طور پر کمرہ چھوڑ کر کسی دوسرے ہوٹل میں ٹھکانہ بنائے کیونکہ کسی شخص نے منشیات کے چند اڈوں سے بلیک پاور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے ٹائیگر کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے لہٰذا وہ ٹھکانہ تبدیل کر لے اور صبح واپس ہیڈ کوارٹر چلا جائے۔ اس گفتگو کے بعد اندر خاموشی پھیل گئی تو میں دروازے سے ہٹ کر سیڑھیوں کے پاس جا کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر ایک بریف کیس اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر اس نے یکدم جیب سے ریوالور نکال کر میرے سینے سے لگا دیا۔ وہ ریوالور کی نال پر مجھے کمرے میں لایا اور اچانک ریوالور کا دستہ میرے سر پر مار دیا جس سے میں فرش پر گر گیا پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا''...... پیٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

پیٹر سے پورا واقعہ سن کر عمران نے چند لمحوں کے لئے سوچا اور میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر اپنے ہوٹل کے نمبرز پریس کرنے کے بعد اپنے کمرے کا ایکسٹینشن نمبر بھی پریس کر دیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ ہمارا مطلوبہ شخص ٹائیگر یہاں سے فرار ہو کر کسی دوسرے ہوٹل میں شفٹ ہو گیا ہے۔ صفدر، خاور اور چوہان کو فوراً شہر کے ہوٹلوں کو چیک کرنے بھیج دو۔ وہ تینوں الگ الگ ٹیکسی میں جائیں اور ٹائیگر کا کھوج لگائیں اور تمہیں واچ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیں۔ ٹائیگر کا حلیہ انہوں نے سن لیا تھا۔ انہیں دوبارہ بتا دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر کا حلیہ بتا دیا۔

''ٹیکسیوں کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے مقامی ایجنٹ نے تین گاڑیاں جو فراہم کی تھیں کیا انہیں استعمال نہیں کیا جائے گا''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایک کار میں لے آیا ہوں۔ دو ہوٹل کی پارکنگ میں موجود ہیں ان میں ریوالور بھی ہیں۔ صفدر اور خاور ایک کار میں اور چوہان دوسری کار میں جائے''...... عمران نے سر ہلا کر کہا اور دونوں کاروں کے نمبر اور کلر بتا کر فون بند کر دیا۔

''پیٹر۔ تم بھی جاؤ اور ٹائیگر کو دوسرے ہوٹلوں میں تلاش کرو۔ مل جائے تو شیطرج کو اطلاع دینا لیکن اس مرتبہ بے حد محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ دوسری مرتبہ ٹائیگر تمہیں ختم کر دے''...... عمران نے پیٹر سے کہا۔

"رائٹ سر"...... پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اسے اپنے ہوٹل کا نمبر کیوں نہیں دیا۔ پیٹر پہلے شیطرج کو رپورٹ دے اور پھر شیطرج تمہیں کال کرے تو زیادہ وقت ضائع ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ اتنی دیر میں ٹائیگر پھر ٹھکانہ تبدیل کر لے"۔ تنویر نے عمران سے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن یہ بھی سوچو کہ اگر پیٹر بلیک پاور کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ لوگ پیٹر سے ہمارے ہوٹل کا فون نمبر معلوم کر لیں گے اور ہم پر حملہ کر دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

جولیا، عمران کے کمرے میں بیٹھی بے تابی سے عمران کا انتظار کر رہی تھی۔ صفدر، چوہان اور خاور کو رخصت ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ جولیا نے چند منٹ مزید انتظار کرنے کے بعد سوچا کہ جوزف کو یہاں بلا لے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور وہ چونک کر رک گئی۔

"کون ہے"...... جولیا نے ایک لمحہ بعد پوچھا۔

"گھر آیا میرا پردیسی"...... باہر سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی تو جولیا آگے بڑھی اور اس نے قریب پہنچ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر عمران اور تنویر کھڑے تھے۔ وہ اندر آ گئے تو جولیا نے دروازہ بند کر دیا اور تینوں صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا تھا۔ ٹائیگر کیسے فرار ہو گیا"...... جولیا نے عمران سے

پوچھا تو عمران نے پیٹر کا بیان دہرا دیا۔

"ٹائیگر نہ ملا تو تم کیا کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"پھر میں کسی جادوگر کی خدمات حاصل کروں گا۔ وہ جادو کے ذریعے ٹائیگر ہی نہیں اس کے باس اور ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی معلوم کر لے گا۔ تم جانتی ہو افریقی کتنے زبردست جادوگر ہوتے ہیں"...... عمران نے بے پروائی سے کہا۔

"اگر کسی جادوگر سے سب کچھ معلوم ہو سکتا ہے تو تم نے صفدر، خاور اور چوہان کو ٹائیگر کی تلاش میں کیوں بھیجا ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کی بوریت دور کرنے کے لئے۔ چاہو تو تم بھی تفریح کے لئے چلی جاؤ"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں۔ مجھے تفریح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"لیکن مجھے تو ہے چائے کی ضرورت"...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو پی کر گئے تھے"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ وقت گزاری کے لئے چائے پینے کا خیال اچھا ہے"...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھایا اور روم سروس کو فون کر کے چائے بھیجنے

کی ہدایت کی اور عمران چیونگم کا پیس نکال کر اس کا ریپر الگ کرنے لگا۔

جلد ہی ویٹر چائے لے آیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد وہ تینوں چائے پینے لگے۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ پرنس بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"شیطرج بول رہا ہوں جناب۔ پیٹر نے ٹائیگر کا دوبارہ سراغ لگا لیا ہے۔ ٹائیگر نیروبی ہوٹل کے روم نمبر تھرٹی فور میں مقیم ہے اور آپ کی ہدایت کے مطابق پیٹر ہوٹل سے باہر رہ کر اس کی نگرانی کر رہا ہے"...... دوسری طرف سے شیطرج کی آواز آئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنا آدمی وہاں بھیج رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور فون بند کر دیا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اسے کال کرنے لگا۔

"ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس عمران صاحب۔ صفدر اٹینڈنگ یو۔ اوور"...... چند سیکنڈ بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز ابھری۔

"تم فوراً نیروبی ہوٹل پہنچو۔ وہاں روم نمبر تھرٹی فور میں ٹائیگر موجود ہے۔ اس کی نگرانی کرو اور وہ کہیں جائے تو اس کا پیچھا کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی اور ساتھی بھی ٹریس ہو جائے۔ اوور"...... عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔ کیا میں تنہا جاؤں۔ اوور"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ خاور کو واپس یہاں بھیج دو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم اسے پکڑ کر پوچھ گچھ کرو اور اس سے بلیک پاور کے دوسرے ممبرز کے بارے میں معلوم کرلو"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں جولیا۔ اجنبی ملک میں اس قسم کا فوری ایکشن لینا مناسب نہیں ہے۔ اس قسم کی سٹرانگ تنظیموں کے خلاف سوچ بچار کے بغیر قدم اٹھانا بعض دفعہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم خاور کو بھی صفدر کے ساتھ جانے دیتے۔ وہ باری باری ٹائیگر کی نگرانی کرتے"...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے وہاں ٹائیگر کے اور ساتھی بھی موجود ہوں اس صورت میں ہمارے آدمی ان کی نگاہوں میں آ جاتے اور میں مشن کی ابتدا میں ہی اپنے کسی ساتھی کا خیال برداشت نہیں کر سکتا۔ بلیک پاور کے سامنے یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس بھی بے بس معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے تو پھر بلیک پاور کے ایک آدمی کو دریافت کر لیا۔ مقامی حکومت تو اتنا بھی نہیں کر سکی اور اگر خوش قسمتی سے بلیک پاور سے تعلق رکھنے والے دو چار آدمی گرفت میں آ بھی گئے تھے تو انہوں نے پوچھ گچھ ہونے سے پہلے

ہی خودکشی کر لی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خود بلیک پاور نے کسی خفیہ طریقے سے انہیں ہلاک کر دیا ہو اور پولیس یہی سمجھی ہو کہ انہوں نے خودکشی کی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا خاموش رہی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کالنگ۔ اوور"......واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز بلند ہوئی۔

"یس صفدر۔ عمران اٹینڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"میں نیروبی ہوٹل سے کال کر رہا ہوں۔ ٹائیگر اپنے کمرے میں موجود ہے لیکن یہاں وہ فرضی نام سے مقیم ہے۔ میں نے ہوٹل کاؤنٹر سے معلوم کیا تھا کہ روم نمبر تھرٹی فور میں ٹائیگر موجود ہے تو کلرک نے بتایا کہ اس کمرے میں پارکر نام کا شخص مقیم ہے لیکن میں نے کمرے میں دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا تو آپ کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق وہ ٹائیگر ہی تھا۔ اوور"......صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اس کی نگرانی کرتے رہو۔ ہوٹل کے باہر شیطرج کا ماتحت پیٹر بھی موجود ہے۔ اگر ٹائیگر رات نو بجے تک کہیں نہیں جاتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ صبح تک ہوٹل نہیں چھوڑے گا۔ اس صورت میں تم واپس آ جانا اور پیٹر اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا میں پیٹر سے اس کا سیل نمبر لے سکتا ہوں۔ اوور"۔ صف
کی آواز سنائی دی۔

"نہیں اس سے ملنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں شیطرج سے اس کا نمبر لے لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم دونوں فی الحال اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ ڈنر کے لئے نو بجے آ جانا"...... عمران نے جولیا اور تنویر سے کہا تو وہ دونوں خاموشی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر چوہان سے رابطہ کر کے اسے واپس آ جانے کی ہدایت کی اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے خاور بھی آ گیا۔ عمران نے اسے بھی آرام کرنے کی ہدایت کی اور اس کے جانے کے بعد فون کا رسیور اٹھا کر شیطرج کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ شیطرج بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر شیطرج کی آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں۔ پیٹر کو ہدایت کر دو کہ اگر نو بجے تک ٹائیگر اپنے کمرے سے باہر نہ جائے تو پیٹر اسی فلور پر ایک کمرہ حاصل کرے اور صبح تک اس کی نگرانی کرتا رہے۔ پیٹر کا سیل فون نمبر مجھے دے دو تا کہ میں اس سے ڈائریکٹ رپورٹ لیتا رہوں۔ صبح میں خود ٹائیگر کو دیکھ لوں گا"...... عمران نے شیطرج سے کہا۔

"رائٹ سر"...... شیطرج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پیٹر کا سیل فون نمبر بتا دیا جو عمران نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ میں پیٹر کو آپ کا نمبر دے دوں تا کہ ایمرجنسی کی صورت میں وہ آپ کو فوراً کال کر سکے"...... شیطرج نے نمبر بتانے کے بعد تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے میرا نمبر دے دو"...... عمران نے کہا اور فون بند کر دیا اس نے جیب سے چیونگم کا پیس نکال کر منہ میں رکھا اور چیونگم کچلتے ہوئے آنکھیں بند کر کے سوچنے لگا۔

دوسری صبح عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبرز عمران کے کمرے میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تمام ممبرز چونک پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔ پرنس بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پیٹر بول رہا ہوں جناب۔ ٹائیگر ہوٹل سے روانہ ہو گیا ہے اور میں اس کے تعاقب میں جا رہا ہوں''...... دوسری طرف سے پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ کہاں جا رہا ہے اور تم اس وقت کہاں ہو''...... عمران نے جلدی سے پوچھا۔

''وہ بندرگاہ کی طرف جا رہا ہے سر اور میں بھی اس وقت اسی سڑک پر ہوں''...... پیٹر کی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ اسے نگاہوں سے

اوجھل نہ ہونے دینا۔ او کے''...... عمران نے کہا اور فون بند کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

''پیٹر نے رپورٹ دی ہے کہ ٹائیگر بندرگاہ کی طرف جا رہا ہے۔ تم لوگ ناشتے سے فارغ ہو کر میری کال کا انتظار کرو''۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں''...... صفدر نے جلدی سے کہا۔

''نہیں فی الحال میں تنہا ہی کافی ہوں۔ ضرورت پڑی تو میں واچ ٹرانسمیٹر پر ہدایت دوں گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دو منٹ بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک چوراہے سے کار بندرگاہ کو جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ تقریباً نصف گھنٹہ بعد وہ بندرگاہ پہنچا تو پارکنگ میں پیٹر بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ عمران کار کا انجن بند کر کے کار سے اترا تو پیٹر عمران کو دیکھ کر تیز قدموں سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

''سر۔ ٹائیگر ابھی ابھی ایک اسٹیمر پر ساحل سے روانہ ہوا ہے۔ اسٹیمر پر اس کے دو ساتھی پہلے سے موجود تھے''...... پیٹر نے گھبرائے ہوئے انداز میں جلدی سے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''جلدی کرو۔ ہم اس کے پیچھے جائیں گے۔ کرایہ پر کوئی اسٹیمر

لے لو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پیٹر کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ کرایہ پر ایک اسٹیمر حاصل کرنے میں انہیں زیادہ دیر نہ لگی اور پیٹر نے انجن اسٹارٹ کر کے اسٹیمر کا رخ اس جانب کر دیا جس طرف اس نے ٹائیگر کا اسٹیمر جاتے دیکھا تھا۔ عمران نے سوچا کہ ہوسکتا ہے ٹائیگر کے اسٹیمر تک پہنچنے میں کافی ٹائم لگ جائے اس لئے ممبرز کو مطلع کر دینا ضروری تھا تا کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ چنانچہ اس نے کیبن میں آ کر واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور صفدر کو کال کرنے لگا۔

''ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس عمران صاحب۔ صفدر اٹینڈنگ یو۔ اوور''...... فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا اور صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر اور اس کے ساتھی ایک اسٹیمر میں بندر گاہ سے نامعلوم سمت میں روانہ ہو گئے تھے اور اب میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ تم کچھ سامان لے کر بندر گاہ پر آ جاؤ اور میرا انتظار کرو۔ اوور''۔ عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور مطلوبہ سامان کے بارے میں بتانے لگا۔

''بہتر۔ آپ کب واپس آئیں گے۔ اوور''...... دوسری طرف سے صفدر نے پوچھا۔

''جب تک اسٹیمر کا فیول ساتھ دے گا۔ فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ باقی ممبرز ہوٹل میں ہی رہیں۔ اوور اینڈ آل''...... عمران

نے آخر میں کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ وہ کیبن سے نکل کر پیٹر کے قریب آ کھڑا ہوا اور بیکراں سمندر کا جائزہ لینے لگا۔ وہ بندر گاہ سے تقریباً پندرہ کلو میٹر دور کھلے سمندر میں پہنچ چکے تھے لیکن ابھی تک اس سمت میں ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کا اسٹیمر نظر نہیں آیا تھا۔ تین گھنٹے تک اسٹیمر سمندر کے سینے پر دوڑتا رہا اور پھر پیٹر نے بتایا کہ اسٹیمر میں صرف اتنا تیل رہ گیا ہے کہ وہ واپس بندر گاہ تک سفر کر سکیں گے تو عمران نے اسے واپس چلنے کی ہدایت کی اور پیٹر اسٹیمر کا رخ موڑ کر واپس بندر گاہ کی طرف اسٹیمر دوڑانے لگا۔

وہ بندر گاہ پر پہنچے تو جیٹی پر صفدر موجود تھا اور وہ ایک بیگ میں عمران کی مطلوبہ اشیاء لایا تھا۔ اسٹیمر ڈیک پر لگا تو عمران کے اشارے پر صفدر اسٹیمر پر چڑھ آیا اور عمران اسے کیبن میں لے آیا۔

''پیٹر۔ تم ٹینکی فل کرالو اور ایکسٹرا تیل بھی لے لو جو اٹھارہ بیس گھنٹے تک چل جائے''...... عمران نے پیٹر سے کہا اور اسے تیل کے لئے رقم دی تو پیٹر کیبن سے نکل گیا۔ عمران نے صفدر کا لایا ہوا بیگ کھول کر سامان کا جائزہ لیا۔ اس میں غوطہ خوری کے لباس سمیت اس کی تمام مطلوبہ اشیاء موجود تھیں۔ عمران نے اس میں سے میک اپ بکس نکالا اور میک اپ کرنے لگا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ دوبارہ جائیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسٹیمر میں تیل کم نہ ہوتا تو میں شاید واپس نہ آتا''۔

عمران نے سر ہلا کر کہا۔

''میں اور باقی ممبرز کیا کریں۔ کم از کم آپ ایک دو ممبرز کو تو ساتھ لے لیں''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں پیارے۔ جب تک آگے کی صورت حال واضح نہ ہو جائے، میں تم لوگوں کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ تم لوگ فی الحال ہوٹل میں ہی ٹھہرے رہو۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر میرا تم سے رابطہ رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر میں تم لوگوں کو بلا لوں گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم۔ ویسے پیٹر کی جگہ میں آپ کے ساتھ جاؤں تو کیا حرج ہے''...... صفدر نے کہا۔

''پیٹر افریقی ہے اور ساحلی علاقوں سے بھی واقف ہے۔ جبکہ تمہارا باقی ممبرز کے پاس رہنا ضروری ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے دوبارہ اصرار نہ کیا۔ عمران نے میک اپ مکمل کیا تو وہ سیاہ فام افریقی دکھائی دے رہا تھا۔

''اب تم واپس جاؤ۔ ضرورت پڑنے پر اپنے فارن ایجنٹ آصف سے رابطہ قائم کرنا''...... عمران نے صفدر سے کہا اور ایکسٹو کے ایجنٹ آصف کا فون نمبر بتا دیا تو صفدر واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتنی دیر میں پیٹر نے اسٹیمر کا تیل ٹینک بھروانے کے علاوہ تیل سے بھرے چند بیرل بھی خرید کر اسٹیمر پر رکھ لئے تھے۔ عمران کے حکم پر وہ دوبارہ گیا اور کھانے پینے کی اشیا بھی کافی مقدار میں

لے آیا۔ عمران نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر وہ اس کی ہدایت پر اسٹیمر اسٹارٹ کر کے دوبارہ اسی سمت میں روانہ ہو گیا جس طرف ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کا اسٹیمر گیا تھا۔ شام تک سفر جاری رہا اور پھر ایک ساحل کو دیکھ کر عمران کو خیال آیا کہ شاید ٹائیگر اور اس کے ساتھی اسی طرف جنگل میں گئے ہوں۔ یوں بھی شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا اور اندھیرے میں مزید سفر کرنا دشوار تھا۔ اس لئے عمران نے اس ساحل پر رکنے کا فیصلہ کیا اور پیٹر اس کے حکم پر اسٹیمر ساحل پر لے آیا۔ ساحل سے چند قدم کے فاصلے پر درختوں کا ایک طویل سلسلہ دائیں سے بائیں پھیلا ہوا تھا۔ عمران اسٹیمر سے اترا اور اس جنگل کے ابتدائی درختوں تک زمین کا جائزہ لینے لگا تو وہاں انسانی قدموں کے نشانات دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ اس ساحل پر لوگوں کی آمد و رفت ہوتی تھی۔ اس وقت اس جنگل میں اندھیرا تھا اور تاریکی میں جنگل کے اندر جانا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ عمران نے فیصلہ کیا کہ صبح دن کی روشنی میں جنگل کا جائزہ لے گا اور کسی قبائلی سے بلیک پاور کے ممبرز کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا۔ وہ واپس مڑا اور اسٹیمر پر آ کر پیٹر کو بتایا کہ رات یہیں گزاری جائے گی۔

''سر۔ یہ خطرناک ہو گا۔ جنگلی درندے کسی وقت بھی ہم پر حملہ کر سکتے ہیں''...... پیٹر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا۔ ہمارے پاس اسلحہ ہے۔ ابھی

تم آرام کرو۔ میں پہرہ دیتا ہوں۔ چند گھنٹوں بعد تم نگرانی کرنا اور میں تھوڑا آرام کر لوں گا''...... عمران نے پیٹر سے کہا تو اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ عمران نے اسے کھانا نکالنے کی ہدایت کی۔ عمران نے بندرگاہ سے خشک خوراک کے کئی ڈبے خرید لئے تھے۔ دونوں نے کھانا کھایا۔

''سر۔ مجھے تو ابھی نیند نہیں آئے گی۔ آپ سو جائیں۔ جب مجھے نیند آئے گی تو میں آپ کو بیدار کر دوں گا''...... کھانے کے بعد پیٹر نے عمران سے کہا تو عمران نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا اور پیٹر اپنا ریوالور نکال کر اسٹیمر پر ٹہلنے لگا۔ عمران اسٹیمر سے اترا اور ساحل کی خشک ریت پر چند منٹ ٹہلتے ہوئے چیونگم چباتا رہا۔ پھر دوبارہ اسٹیمر پر آیا اور کیبن میں جا کر لیٹ گیا۔ جلد ہی اسے نیند آ گئی اور وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا چلا گیا۔

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ فوری طور پر اسے آسمان پر جھلملاتے ستارے دکھائی دیئے جبکہ چاند دور مغرب میں ڈوب رہا تھا لیکن عمران کو اپنے آس پاس تاریکی محسوس ہوئی تو اس نے چونک کر چہرہ دائیں بائیں گھمایا اور بے اختیار اچھل پڑا۔

'' وہ اسٹیمر کی بجائے ساحل کی ٹھنڈی ریت پر پڑا تھا اور کچھ فاصلے پر اسٹیمر ہیولے کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔ عمران چکرا کر رہ گیا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ اسٹیمر کے کیبن سے ساحل پر کیسے آ پہنچا

تھا جبکہ سونے سے پہلے اس نے پیٹر کو ہدایت کی تھی کہ وہ جب سونا چاہے تو اسے جگا دے گا لیکن اب وہ کیبن کی بجائے اسٹیمر سے باہر ریت پر موجود تھا۔ ساحل سے چند قدم آگے گھنے جنگل کی سیاہی نظر آ رہی تھی۔ عمران کو یاد تھا کہ اس کے سونے سے پہلے اسٹیمر کی بتیاں روشن تھیں اور اس نے پیٹر کو ہدایت کی تھی کہ اسٹیمر کی بتیاں جلتی ہی رہیں تاکہ جنگل کے جانور قریب آنے اور اسٹیمر پر چڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ بھی امکان تھا کہ پیٹر نے بیٹری ڈاؤن ہو جانے کے اندیشے سے روشنیاں بجھا دی ہوں لیکن جو بات عمران کے لئے شدید حیرت کا سبب تھی وہ یہی تھی کہ وہ نیند کے دوران کیبن سے ساحل کی ریت پر کیسے پہنچا تھا۔ کیا وہ نیند میں خود ہی اسٹیمر سے اتر کر ساحل پر آ لیٹا تھا یا کسی نے اسے کیبن سے نکال کر وہاں ڈال دیا تھا۔ کیا وہ واقعی اتنی بے ہوشی کی نیند سویا تھا کہ اسٹیمر سے ساحل پر منتقلی کا اسے احساس تک نہ ہو سکا تھا۔ یہی کچھ سوچتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسٹیمر کی طرف بڑھنے لگا۔

اسٹیمر پر نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عمران محتاط انداز میں اسٹیمر کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس نے احتیاطاً جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا لیکن اسٹیمر کے قریب پہنچتے ہی اس کی نگاہ اسٹیم کے پائیدان پر پڑی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں پائیدان پر ایک انسانی بازو لٹکا ہوا تھا۔ پائیدان پانی کی سطح سے تقریباً ایک فٹ بلند تھا جس پر انسانی بازو کی پوزیشن اس طرح تھی کہ ہاتھ پائیدان پر ٹکا ہوا تھا اور کہنی تک بازو پانی میں ڈوبا ہوا تھا جیسے پائیدان کا سہارا لینا چاہتا ہو لیکن وہ بازو ساکت جس کا مطلب تھا کہ اس کا پانی میں ڈوبا جسم بھی ساکت ہو چکا گا۔ بہرحال اس بازو کو دیکھ کر عمران کو پہلا شبہ یہی ہوا کہ وہ پیٹر بازو ہے۔ شاید اسٹیمر پر پہرہ دینے کے دوران غنودگی کے عالم وہ اسٹیمر سے پانی میں آ گرا تھا اور پائیدان کو پکڑنے کی کوش

کرتے ہوئے اس کا دم نکل گیا تھا۔ یہی سوچ کر عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر اس بازو کو پکڑا مگر کھینچتے ہی عمران کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ کندھے سے کٹا ہوا بازو تھا۔

عمران حیرت سے گم صم کھڑا اس کٹے ہوئے بازو کو ہاتھ میں لٹکائے دیکھ رہا تھا اور اس کا دماغ برق رفتاری سے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ چکر کیا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے بازو کندھے سے کاٹ کر پائیدان میں لٹکا دیا گیا تھا تاکہ اسٹیمر پر چڑھنے والا شخص اس بازو کو دیکھ کر اپنے انجام کو یاد رکھے۔ چند لمحوں بعد عمران نے پیچھے ہٹ کر دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالا اور پنسل ٹارچ نکال کر روشن کر لی لیکن ٹارچ کی روشنی میں بازو کا جائزہ لینے پر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ بازو پیٹر کا نہیں بلکہ کسی اور شخص کا تھا۔ اس کی کہنی سے ذرا اوپر شانے پر انگریزی کے دو حرف بی پی کندہ تھے۔ عمران کو یہ جان کر اطمینان ہوا کہ وہ بازو پیٹر کا نہیں تھا لیکن اس کے ذہن میں یہ بات الجھن پیدا کر رہی تھی کہ وہ بازو منشیات کے کسی اسمگلر کا تھا اور اس پر کندہ بی پی کے حروف اسے بلیک پاور کا ممبر ظاہر کر رہے تھے۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ کٹا ہوا بازو اسٹیمر کے پائیدان میں کیوں ڈالا گیا تھا۔ کیا بلیک پاور نے عمران کی آمد کا مقصد جان کر اسے وارننگ دینے کی کوشش کی تھی کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔ ورنہ اس کے بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں

گے۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد عمران نے کٹا ہوا بازو ریت پر ڈالا اور آگے بڑھ کر اسٹیمر پر چڑھ گیا کہ شاید پیٹر اسٹیمر پر موجود ہو لیکن پیٹر وہاں نظر نہ آیا۔ عمران نے اسے پکارا پھر کیبن میں آیا تو پیٹر وہاں بھی موجود نہیں تھا۔ نہ جانے وہ کہاں چلا گیا تھا۔ عمران کیبن سے باہر آیا اور حالات پر غور کرنے لگا کہ شاید اس کے سونے کے دوران بلیک پاور کے آدمیوں نے اسٹیمر پر حملہ کیا اور پیٹر کو اغوا کر کے لے گئے اور اگر انہوں نے ایسا ہی کیا تھا تو اس کی آنکھ کیوں نہیں کھلی۔ وہ نشہ پی کر تو نہیں سویا تھا کہ اسے اپنے جسم کے متحرک ہونے کا احساس ہی نہ ہوا تھا اور ٹھنڈی ریت پر بھی اس کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔

عمران کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا ہوگا۔ اس نے سر جھٹکا اور اسٹیمر کی تمام لائٹس روشن کر کے ان کی روشنی میں اسٹیمر کے اردگرد پانی میں جھانکنے لگا کہ شاید پیٹر کی لاش نظر آ جائے۔ شفاف پانی میں مچھلیاں تو دکھائی دے رہی تھی لیکن کوئی انسانی وجود نظر نہ آیا تو عمران نے باور کر لیا کہ پیٹر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس نے دوبارہ کٹے ہوئے بازو کا جائزہ لینے کا ارادہ کیا اور اس بازو کو ساحل سے اٹھانے کے لئے وہ اسٹیمر سے اترنے کے لئے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک فضا میں ہلکی سی گونج سنائی دی اور عمران اچھل پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی شے زناٹے کے ساتھ اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی ہو۔ اس نے بے اختیار سر

اٹھا کر اوپر دیکھا تو خوف کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں سرایت کر گئی۔ وہ ایک ننھا سا انسانی وجود تھا۔ اس کی جسامت کسی چند ماہ کے نوزائیدہ بچے سے زیادہ نہ تھی لیکن شکل و ہئیت سے وہ بالغ اور جوان لگتا تھا۔ اس بچے کی آنکھیں بلور کی مانند چمک رہی تھیں اور چہرے پر مونچھیں بھی دکھائی دے رہی تھیں لیکن اس کے جسم پر صرف ایک لنگوٹ کسا ہوا تھا اور باقی جسم لباس سے عاری تھا۔ اس کے دونوں بازو اڑنے کے انداز میں پھیلے ہوئے تھے اور وہ فضا میں تیرتا ہوا عمران کی طرف آ رہا تھا۔ عمران نے اپنی زندگی میں اب تک کئی بونے آدمی دیکھے تھے لیکن اتنا ننھا بونا جس کا قد ایک فٹ سے بھی کم تھا، وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا اور اسی لئے عمران کے ذہن پر خوف طاری ہوتا جا رہا تھا۔ گونج نما آواز اسی ننھے انسانی وجود سے ابھر رہی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ بونا عمران کے قریب پہنچا، عمران یکدم بیٹھ گیا۔ ایک لمحہ بعد اس نے یہ سوچ کر اوپر دیکھا کہ وہ پہلے کی طرح گزر گیا ہوگا لیکن اسے اسٹیمر کے کیبن کی چھت پر بیٹھے دیکھ کر عمران بوکھلا گیا۔ وہ بونا بھی عمران کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران حیرت و خوف سے اپنی جگہ بیٹھا اس پراسرار بونے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اجنبی۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا''...... دفعتاً اس ننھے آدمی کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی اور عجیب سی سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کک۔ کہاں''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ بونا افریقی زبان کی بجائے شستہ پاکیشیائی زبان میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔ حالانکہ شکل وصورت سے وہ سیاہ فام افریقی نظر آ رہا تھا۔

''زبسی میں۔ سریشم دیوی کی خدمت میں''...... ننھے آدمی نے جواب میں کہا۔

''مم۔ مگر۔ کیوں''...... عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

''اگر، مگر اور کیوں، کیا مت کرو اجنبی۔ تم اتنے بزدل معلوم نہیں ہوتے جتنا خود کو ظاہر کر رہے ہو۔ یہ دیوی کا حکم ہے کہ میں تمہیں اس کی خدمت میں پیش کروں اور مجھے اس کے حکم کی تعمیل کرنی ہے''۔ بونے نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کو اس کی چہرہ شناسی پر حیرت ہوئی۔

''مگر تم کون ہو''...... عمران نے اسے غصے میں دیکھ کر آہستہ سے پوچھا تو وہ آدمی نما بچہ بھڑک اٹھا۔

''پھر وہی بکواس۔ تمہیں کیا میں گدھا نظر آتا ہوں جو تم انجان بن رہے ہو۔ شرافت سے سیدھی طرح میرے ساتھ چلو۔ ورنہ تمہارا بھی اس جیسا ہی حشر کروں گا''...... ننھے آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ساحل کی طرف اشارہ کیا اور عمران نے چہرہ گھما کر اس طرف دیکھا تو اس کے جسم میں خوف کی

لہر دوڑ گئی۔ اس جانب ہوا میں وہی کٹا ہوا بازو اس طرح معلق تھا جیسے کسی غیبی ہاتھ نے اسے لٹکا رکھا ہو۔

''تو۔ تو کیا تم نے ہی وہ بازو کاٹا ہے''...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا تو اس ننھے آدمی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

''اف۔ تم کتنے احمق آدمی ہو اجنبی۔ لگتا ہے تمہارے دماغ میں عقل کی بجائے گوبر بھرا ہوا ہے جو میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کاش مجھے تمہاری زبان میں بات کرنے کا حکم نہ ہوتا۔ پھر میں دیکھتا کہ تم مجھ سے کیسے سوال و جواب کرتے''۔ اس ننھے آدمی نے بیزار سے لہجے میں کہا تو اس کے انداز میں ایسا مسخرہ پن تھا کہ عمران اس کے مقابلے میں خود کو چغد محسوس کرنے لگا۔ بہرحال اسے حوصلہ ہوا کہ وہ ننھا آدمی اسی کی قبیل کا تھا جو بالکل کسی جھلائے ہوئے شخص کی طرح باتیں کر رہا تھا۔ عمران کو خیال آیا کہ اس سے سریشم دیوی کے بارے میں پوچھے اور پیٹر کے متعلق سوال کرے لیکن اسی لمحے اس کی غراہٹ بھری آواز بلند ہوئی۔

''خبردار۔ مجھ سے ایسے سوالات مت کرنا اجنبی۔ ورنہ مجھے غصہ آ جائے گا اور تم تو سمجھتے ہی ہو کہ غصہ کتنی بری بلا ہے۔ پھر میرا غصہ، وہ تو تم نے ابھی دیکھا ہی نہیں ورنہ''...... ننھے آدمی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران چکرا کر رہ گیا۔ وہ ننھا شخص اس کے

خیالات سے واقف ہو گیا تھا۔ یقیناً وہ برین ریڈنگ میں بھی ماہر تھا اور اس نے عمران کا ذہن پڑھ لیا تھا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا ہوتا"...... عمران نے بے ساختہ کہا۔

"وہی جو شیر کو غضبناک دیکھ کر خرگوش کا ہوتا ہے۔ تمہارا دل پھٹ جاتا، پھیپھڑے سانس لینے سے معذور ہو جاتے اور مجھے دیوی کی خدمت میں تمہاری لاش پیش کرنا پڑتی۔ بہرحال کیا تم میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو"...... ننھے آدمی نے ہنس کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو۔ نیچے اتر آؤ اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"...... اس نے دوبارہ پہلے کی طرح سخت لہجے میں کہا اور اسٹیمر کے کیبن کی چھت سے ہوا میں تیرتا ہوا ساحل پر جا کر معلق ہو گیا۔ عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ اس پراسرار اور ماورائی ننھے آدمی کے ساتھ جائے گا اس طرح وہ کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر جنگل میں پہنچ جائے گا اور شاید دیوی سے ملنے کے بعد بلیک پاور تک پہنچنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ وہ اسٹیمر سے نیچے اترا اور اسی لمحے ہوا میں معلق کٹا ہوا انسانی بازو یکدم نیچے آ گرا تو عمران اچھل پڑا۔ اس نے اوپر دیکھا تو ننھا آدمی زمین سے تقریباً چھ فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔

"چلو۔ میرے پیچھے آؤ۔ دیر ہو گئی تو سریشم دیوی مجھ پر قہر نازل کر دے گی"...... ننھے آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور تیرتا ہوا جنگل کی طرف بڑھا تو عمران اس کے تعاقب میں قدم بڑھانے

لگا۔ ننھے آدمی کی رفتار زیادہ نہ تھی۔ پھر جیسے ہی وہ جنگل میں داخل ہوا اس کے ننھے وجود سے عجیب سی روشنی پھوٹنے لگی۔ وہ روشنی جنگل کی تاریکی دور کرنے کے لئے کافی تھی۔ عمران حیرت زدہ تھا کہ اس بونے شخص کے جسم سے ریڈیم جیسی روشنی کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس روشنی میں عمران کو چلنے میں کوئی دشواری پیش نہ آ رہی تھی اور وہ درختوں اور جھاڑیوں سے بچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ننھے آدمی کا ہوا میں تیرنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ زمین پر چل رہا ہو اور اس نے ایک مرتبہ بھی مڑ کر عمران کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شاید اسے یقین تھا کہ عمران رکنے یا دوسری طرف جانے کی کوشش نہیں کرے گا لیکن تھوڑی دیر بعد اچانک کسی شیر کے دھاڑنے کی خوفناک آواز سے جنگل گونج اٹھا تو عمران یکدم ٹھٹک کر رک گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شیر کی دھاڑ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ قریب ہی کہیں موجود تھا اور عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ شیر یکدم کسی جھاڑی سے نکل کر اس پر حملہ نہ کر دے۔

"رکو مت اجنبی"...... اسی لمحے ننھے وجود کی سخت آواز سنائی دی اور عمران نے اس کی طرف دیکھا تو وہ ہوا میں ٹھہرا ہوا تھا لیکن اس کی پشت بدستور عمران کی طرف تھی۔

"مگر۔ وہ شیر"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم بھی شیر بنو۔ بکری کے بچے کیوں بن رہے ہو۔ یہ جنگل شیروں اور دوسرے خونخوار درندوں سے بھرا ہوا ہے لیکن میری

اجازت کے بغیر وہ تمہارا بال بھی نہیں اکھاڑ سکتے''...... ننھے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو عمران کو غصہ آ گیا۔

''تو کیا تم اس جنگل کے بادشاہ ہو''......عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''بادشاہ ہوتا تو اب تک تمہاری تکہ بوٹی کر چکا ہوتا اجنبی کیونکہ تم اس قابل ہی نظر نہیں آتے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تمہارا مر جانا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے''...... ننھے وجود نے پہلے کی طرح طنز کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو عمران کی کھوپڑی گھوم گئی۔ وہ ننھا سا آدمی یقیناً ماورائی مخلوق اور پر اسرار قوتوں کا مالک تھا اور جس انداز میں وہ بات بات پر دھمکی دے رہا تھا اس سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے اپنی ماورائی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمران کے بازو کندھوں سے الگ کر دے گا اس لئے اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے عمران کو غصہ ضبط کرنا پڑا اور وہ دوبارہ قدم اٹھانے لگا تو ننھا آدمی بھی آگے بڑھنے لگا لیکن ابھی عمران نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ شیر ایک مرتبہ پھر دھاڑا اور دوسرے ہی لمحے وہ قریب کی ایک جھاڑی سے یکدم نمودار ہو کر عمران اور ننھے آدمی کے درمیان آ کھڑا ہوا۔ شیر کو دیکھ کر عمران کے قدم رک گئے اور وہ بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے شیر کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ عام شیروں کی نسبت کافی لحیم شحیم شیر تھا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے دانت کچکچائے اور دم ہلاتے ہوئے اپنے اگلے پنجے یوں مضبوطی

سے زمین میں گاڑ دیئے جیسے وہ عمران پر چھلانگ لگانے ہی والا ہو لیکن اسی لمحے ننھے وجود نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا اور یکدم عمران کا جسم کسی بے وزن غبارے کی مانند زمین سے بلند ہوتا گیا۔

خونخوار شیر نے عمران کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا تو اس نے فوراً ہی عمران کو دبوچنے کے لئے چھلانگ لگا دی لیکن وہ عمران کے پاؤں تک بھی نہ پہنچ سکا اور صرف چند فٹ دور جا گرا۔ عمران حقیقتاً حیران و پریشان تھا کیونکہ وہ زمین سے تقریباً دس فٹ بلند ہو چکا تھا اور درختوں کی شاخیں اس کے سر کو چھو رہی تھیں۔ یقیناً اس ننھے آدمی کی آنکھوں میں کوئی ماورائی طاقت تھی جس نے عمران کو زمین سے اوپر بلند کر دیا تھا۔ نیچے شیر سنبھل کر عمران کی طرف سر اٹھائے غرا رہا تھا۔ پھر عمران نے اس ننھے وجود کی ماورائی قوت کا ایک اور مظاہرہ دیکھا۔ اس آدمی کی چمکدار آنکھوں سے یکدم ایک تڑپتی ہوئی برق سی نکل کر شیر سے ٹکرائی اور دوسرے ہی لمحے وہ جیتا جاگتا شیر جل کر کوئلہ بن گیا۔ شیر کے مرتے ہی عمران کا جسم یکدم نیچے زمین پر آ گرا لیکن اسے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ وہ سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور حیرت سے شیر کے جلے ہوئے جسم کی طرف دیکھنے لگا۔

''میں تمہیں بھی اسی طرح جلا کر راکھ کر سکتا ہوں اجنبی لیکن تم دیوی کو مطلوب ہو اور میں اس کا بے حد حقیر غلام ہوں۔ آؤ چلیں''...... ننھے وجود نے ہنستے ہوئے کہا اور مڑ کر ہوا میں تیرنے لگا

تو عمران بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا لیکن اب حقیقتاً وہ اس آدمی سے خوف محسوس کر رہا تھا جس کی طاقت کا مظاہرہ اس نے ابھی ابھی دیکھا تھا۔ محض اس کی آنکھوں کی طاقت نے عمران کو اس طرح زمین سے کئی فٹ تک بلند کر دیا تھا جیسے عمران پلاسٹک کا معمولی سا کھلونا ہو اور پھر اس ننھے وجود کی آنکھوں سے شیر کی طرف کوندنے والی آسمانی بجلی جس نے پلک جھپکنے سے بھی پہلے شیر جیسے درندے کو کسی تنکے کی مانند جلا ڈالا تھا یہ اس کی ماورائی طاقت کے مظاہرے تھے۔ عمران جیسا شخص جو اپنے مقابل طاقتور سے طاقتور آدمی کو بھی ایک منٹ میں ناک آؤٹ کرنے کی طاقت و مہارت رکھتا تھا، اس شیطانی وجود کے سامنے خود کو ایک چیونٹی سے بھی زیادہ کمزور اور بے بس محسوس کر رہا تھا۔ وہ ننھا وجود اسے کسی نا معلوم مقام پر لے جا رہا تھا جس کا نام اس نے نربسی بتایا تھا اور جہاں سریشم دیوی عمران کا انتظار کر رہی تھی۔ عمران کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ریوالور نکالے اور ایک ہی فائر میں اس جہنمی ننھے شخص کو ہلاک کر دے لیکن اس کا دماغ اسے اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا کہ اگر وہ اس ماورائی مخلوق کو ہلاک کرنے میں ناکام رہا تو ننھا وجود اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اور عمران ریوالور کی گولیوں سے تو خود کو بچا سکتا تھا لیکن اس برقی لہر سے بچنا ناممکن تھا جس نے شیر کو جلا کر کوئلہ بنا دیا تھا اس لئے عمران نے خود پر قابو رکھا۔

تقریباً پندرہ منٹ مزید سفر کرنے کے بعد وہ دونوں درختوں

سے نکل کر ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ یہ جنگل کے وسط میں ایک وسیع و عریض میدان سا تھا جس میں کوئی بستی واقع تھی اور ستاروں کی مدھم روشنی میں وہاں بے شمار جھونپڑے دکھائی دے رہے تھے جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ سامنے ہی بستی میں داخل ہونے کا آٹھ دس فٹ کشادہ راستہ تھا جو جھونپڑوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ بستی کے جھونپڑے دائرے کی شکل میں قائم کئے گئے تھے لیکن وہ پر اسرار ننھا وجود جس کا ابھی تک عمران کو نام معلوم نہ ہو سکا تھا۔ بستی میں داخل ہونے کی بجائے بائیں جانب کے جھونپڑوں کے عقب سے گزرنے لگا۔ البتہ جنگل سے باہر آتے ہی اس کے وجود سے روشنی پھوٹنا بند ہو گئی تھی۔ شاید اس لئے کہ یہاں ستاروں کی مدھم روشنی میں سفر کیا جا سکتا تھا لیکن پھر اچانک ہی بستی کے اندر سے کتوں کے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو عمران کے ذہن کو خوف کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ بلیاں اور کتے اسی وقت ہی روتے ہیں جب انہیں کوئی بدروح یا ماورائی مخلوق نظر آ جائے یا اس کی بو محسوس ہو۔ عمران کے ذہن میں فوراً ہی یہ سوال ابھرا کہ کیا وہ ننھا وجود بھی کوئی بدروح یا جن ہے جس کی موجودگی محسوس کر کے بستی کے کتے رونے لگے تھے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک بستی سے ڈھول پیٹنے کا شور بلند ہونے لگا۔ بستی میں کوئی تیزی سے نقارے پر چوٹ لگا رہا تھا۔ ننھے وجود نے ان آوازوں کا کوئی نوٹس نہ لیا اور نہ ہی اس نے اپنی رفتار میں

کمی و بیشی کی لیکن عمران فکر مند ہو گیا تھا کیونکہ اب ڈھول کی آواز میں انسانی آوازوں کا شور بھی شامل ہو گیا تھا۔ عمران سمجھ نہ سکا کہ وہ بستی جو ان کی آمد سے قبل پر سکون اور خاموش تھی یکدم کیوں بیدار ہو گئی تھی۔

عمران ننھے وجود کے ساتھ بستی کے آخری جھونپڑوں کے عقب میں پہنچ گیا مگر ڈھول کی آواز اور انسانی شور بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ پھر اچانک ہی عمران کو عقب میں شور کے ساتھ روشنی کا بھی احساس ہوا تو اس نے مڑ کر دیکھا اور بوکھلا گیا۔ تقریباً بیس پچیس جنگلی افراد ہاتھوں میں نیزے اور جلتی ہوئی مشعلیں لئے شور مچاتے ان کے پیچھے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ عمران کو یقین ہو گیا کہ وہ اسے پکڑنے کے لئے آ رہے ہیں کیونکہ شیر کے واقعہ سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ پر اسرار ننھا وجود شیر کو نظر نہیں آیا تھا۔ اسے صرف وہی دیکھ سکتا تھا اور وہ دوسروں کی نگاہوں سے غائب رہتا تھا۔ اسی لئے عمران نے جنگلیوں کے اپنے پیچھے دوڑنے سے بھی یہی باور کیا تھا کہ ننھا آدمی جنگلیوں کو نظر نہیں آ رہا جس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ صرف اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ یہ سوچ کر عمران نے اپنی رفتار بڑھاتے ہوئے ننھے وجود کی طرف دیکھا تو وہ معمول کے مطابق ہوا میں تیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا گویا وہ جنگلیوں کے شور اور آمد سے بے خبر تھا۔ چند لمحوں بعد جنگلی عمران کے قریب آ پہنچے۔ اتنی دیر میں عمران اور ننھا آدمی بستی کے جھونپڑوں سے آگے کھلی جگہ

پر پہنچ چکے تھے اور وہ پر اسرار وجود عمران سے تقریباً پندرہ قدم آگے تھا۔

''رک جاؤ اجنبی۔ ورنہ مارے جاؤ گے''...... دفعتاً عمران کے عقب سے ایک غراہٹ بھری آواز بلند ہوئی تو عمران نے بے اختیار رکتے ہوئے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ بستی کے جنگلی اس سے تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر آ چکے تھے اور ان میں سب سے آگے ایک غیر مسلح شخص تھا۔ مشعلوں کی روشنی میں تمام جنگلی بالائی جسم سے ننگے نظر آ رہے تھے البتہ زیریں جسم پر انہوں نے گھٹنوں سے اوپر کپڑے سے ستر پوشی کر رکھی تھی۔ ان کے غیر مسلح شخص ساتھی نے کسی جانور کی کھال اپنے جسم پر اس انداز سے لپیٹی ہوئی تھی کہ اس کا نصف سینہ اور ایک کندھا ننگا تھا اور اس نے اپنے سر کے گرد ایک پٹی لپیٹ رکھی تھی جس میں دائیں بائیں کسی پرندے کے پر اڑسے ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے وہ جنگلی باقی لوگوں میں ممتاز حیثیت کا حامل معلوم ہوتا تھا۔ عمران افریقی قبائل اور ان کی زبان سے اچھی طرح واقف تھا اور انہی کے لب و لہجے میں بول بھی سکتا تھا۔ عمران کے رکنے پر وہ لیڈر نما جنگلی آگے بڑھا اور قریب آ کر غور سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

''تم کہاں سے آئے ہو۔ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے''۔ ایک لمحہ بعد جنگلی نے کڑکدار لہجے میں پوچھا کیونکہ اگرچہ عمران نے میک اپ سے خود کو سیاہ فام افریقی بنا رکھا تھا لیکن اس کا لباس

شہری تھا۔ اس لئے وہ سوچ میں پڑ گیا کہ جواب میں کیا کہے۔ دوسرے جنگلیوں نے عمران کو گھیرے میں لے لیا تھا اور وہ عمران کو اس طرح گھور رہے تھے جیسے قصائی بکرے کو دیکھتا ہے۔ دفعتاً عمران کو ننھے وجود کا خیال آیا اور اس نے مڑ کر دیکھا تو ننھا وجود غائب تھا۔ شاید وہ رکے بغیر سیدھا دوسری طرف کے جنگل میں داخل ہو گیا تھا یا پھر اس نے خود کو عمران کی نگاہوں سے پوشیدہ کر لیا تھا۔

''سپہ سالار کے سوال کا جواب دو اجنبی''...... دفعتاً ایک جنگلی نے عقب سے عمران کی کمر میں نیزے کی انی چبھوتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ پروں کی ٹوپی والا غیر مسلح شخص ان جنگلیوں کا سپہ سالار تھا۔

''میں شہر سے آیا ہوں۔ راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلا ہوں''۔ عمران نے جواب میں کہا۔

''جھوٹ مت بولو اجنبی۔ تم یقیناً زیوند قبیلے کے جاسوس ہو''۔ سپہ سالار جنگلی نے یکدم غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم یقین کرو سپہ سالار۔ میں مہذب شہری علاقے سے آیا ہوں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تم لوگ کون ہو اور میں کہاں ہوں''۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

''اسے سردار کے پاس لے چلو۔ وہی اس کا فیصلہ کرے گا''۔ سپہ سالار نے تحکمانہ لہجے میں جنگلیوں سے کہا تو عمران کے عقب

میں کھڑے جنگلی نے دوبارہ عمران کی کمر میں نیزے کی نوک چبھوئی۔

''چلو''...... جنگلی نے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے ہی لمحے اس آدمی کی کربناک چیخ سے جنگل گونج اٹھا۔ عمران نے فوراً مڑ کر دیکھا تو وہ جنگلی زمین پر پڑا بری طرح تڑپ رہا تھا اور اس کا ایک بازو کندھے سے اس طرح کٹا ہوا تھا جیسے کسی نے تلوار سے کاٹا ہو۔ اس کا انجام دیکھ کر عمران بوکھلا گیا اور خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوتے چلے گئے۔

تمام جنگلیوں پر سراسیمگی طاری تھی اور وہ خوفزدہ نگاہوں سے زمین پر پڑے تڑپنے والے شخص کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران نے سپہ سالار کی طرف دیکھا تو وہ بھی خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے اچانک عمران کی طرف غضبناک نگاہوں سے دیکھا جیسے عمران نے ہی اس سپاہی کا بازو کاٹا ہو۔ دوسرے ہی لمحے سپہ سالار نے جھپٹ کر ایک جنگلی جو یقیناً اس کا ماتحت سپاہی تھا، کے ہاتھ سے نیزہ جھپٹا اور نیزے کی انی عمران کی گردن پر رکھ دی۔

''جلدی بتاؤ۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے جس نے میرے سپاہی کا بازو کاٹا ہے''...... سپہ سالار نے غراتے ہوئے کہا۔

''سپہ سالار''...... عمران کے بولنے سے پہلے ہی فضا میں ایک غضبناک آواز گونجی اور وہ آواز تھی یا بم کا دھماکا کہ اسے سنتے ہی

تمام جنگلی یکدم خوف سے چیخے۔ دوسرے ہی لمحے وہ اپنے نیزے زمین پر پھینک کر رکوع کے انداز میں جھک گئے اور اس طرح گڑگڑانے لگے جیسے کسی سے زندگی کی بھیک مانگ رہے ہوں۔ ان میں سپہ سالار سب سے پہلے جھکا تھا اور اس پر یوں لرزہ طاری تھا کہ جیسے اس نے موت کا منہ دیکھ لیا ہو۔ عمران ان کی اس حالت پر حیرت سے دم بخود رہ گیا تھا۔ حالانکہ جس آواز کو سن کر جنگلیوں پر دہشت طاری ہوئی تھی اسے عمران نے پہچان لیا تھا اور وہ آواز ماورائی ننھے وجود کی تھی۔ عمران نے اس طرف دیکھا جس سمت سے آواز سنائی دی تھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ننھا آدمی کچھ فاصلے پر ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا تھا اور اس کی آنکھیں خون آشام بلی کی مانند چمک رہی تھیں۔ عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کے جسم میں نیزے کی انی چبھونے کے جرم میں اس ننھے وجود نے ہی جنگلی سپاہی کو سزا دی تھی اور اپنی ماورائی طاقت سے سپاہی کا بازو اس کے کندھے سے الگ کر دیا تھا۔ تمام جنگلی خوفزدہ آوازوں میں گڑگڑا رہے تھے۔ ان کے شور میں عمران کو ان کے الفاظ سمجھ نہیں آ رہے تھے صرف یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ کسی سے معافی مانگ رہے ہوں۔

''بدبخت جنگلیوں۔ تم نے اپنی مقدس دیوی کے مہمان کو تکلیف پہنچانے کی جرأت کیسے کی''...... دفعتاً اس ننھے وجود نے غضبناک لہجے میں جنگلیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو تمام جنگلی سیدھے

کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مؤدبانہ انداز میں سینوں پر ہاتھ باندھ لئے لیکن ان کے سر بدستور جھکے ہوئے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی ننھے وجود کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

''مقدس پاپڑا۔ ہم سے گناہ ہوا ہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ اجنبی مقدس دیوی کا مہمان ہے''...... دفعتاً سپہ سالار کے حلق سے کپکپاتی ہوئی آواز نکلی تو عمران سمجھ گیا کہ مقدس پاپڑا اسی ننھے وجود کا ہی نام تھا۔

''تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تمہاری بستی کی حفاظت سریشم دیوی کرتی ہے، تمہیں تمہارے دشمنوں سے بچاتی ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی دشمن بستی کی حدود میں داخل نہیں ہوسکتا تو پھر تم نے اس اجنبی کو کیوں اپنا دشمن سمجھ کر اسے گرفتار کیا''...... ننھے وجود نے غصے سے کہا۔

''مقدس پاپڑا۔ ہم اپنے اس گناہ کا کفارہ دینے کو تیار ہیں۔ ہمیں معاف کر دو''...... سپہ سالار نے خوف سے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''بکومت۔ معاف کرنا صرف مقدس دیوی کا کام ہے اور تمہارا فیصلہ صبح وہ خود کرے گی۔ اب تم فوراً واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں سب کو فنا کر دوں گا اور تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں سریشم دیوی کا سب سے طاقتور اوتار ہوں''...... ننھے آدمی مقدس پاپڑا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو سپہ سالار نے چیخ کر جنگلیوں سے کچھ

کہا اور سپہ سالار سمیت تمام جنگلی شور مچاتے ہوئے واپس بھاگنے لگے۔ ان کی بدحواسی دیکھ کر عمران کو ایک مرتبہ پھر اس ننھے وجود سے خوف محسوس ہونے لگا جس نے خود کو مقدس دیوی کا اوتار بتایا تھا۔ یقیناً وہ اس قدر طاقتور تھا کہ تمام جنگلیوں کو ایک لمحہ میں موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ دفعتاً مقدس پاپڑا کا وجود دوبارہ روشن ہو گیا۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو مقدس پاپڑا درخت کی شاخ کی بجائے زمین سے چھ فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔

''آؤ۔ اجنبی۔ ان کم بختوں کی وجہ سے ہمیں مزید دیر ہو گئی ہے''...... مقدس پاپڑا نے آگے روانہ ہوتے ہوئے فکرمندی سے کہا تو عمران اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ مقدس پاپڑا کے ننھے وجود سے پھوٹنے والی پراسرار روشنی کے سبب ماحول واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا۔

''بھائی پاپڑا''...... عمران نے چلتے چلتے اس سے بات کرنے کے لئے اسے مخاطب کیا۔

''خاموش فانی آدمی۔ میرا نام بھائی نہیں ہے۔ میں اوتار مقدس پاپڑا ہوں''...... ننھے وجود نے یکدم دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی ڈانٹ سن کر عمران کو ایک بار پھر اس پر شدید غصہ آیا لیکن وہ ضبط کر گیا۔ اب وہ جنگل کے درختوں اور جھاڑیوں میں سفر کر رہے تھے اور زمین کی سطح بلند وسخت ہوتی جا رہی تھی۔ شاید چٹانی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ زمین ناہموار اور پتھریلی ہوتی جا رہی

تھی اور درختوں کا آپس میں فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ عمران نے اس بدتمیز اور وحشی مقدس پاپڑا سے دوبارہ بات کرنے سے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا اور اس کے تعاقب میں آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کافی بلندی پر پہنچ گئے تو عمران کو فضا میں ہلکا ہلکا شور سنائی دینے لگا۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے گئے شور تیز ہوتا گیا۔ عمران کو محسوس ہوا کہ وہ شور پانی کا تھا جو بلندی سے سنگلاخ زمین پر گر رہا تھا۔ تھوڑی دور آنے پر زمین کی سطح ڈھلوان ہونے لگی۔ وہاں درخت کثیر تعداد میں تھے اور ستاروں کی مدھم روشنی میں کچھ فاصلے پر پہاڑیوں اور چٹانوں کے سیاہ ہیولے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ انہی پہاڑیوں سے پانی کی چادر پتھریلی زمین پر گر رہی تھی جس سے شور پیدا ہو رہا تھا۔ مزید آگے بڑھنے سے منظر واضح ہو گیا۔ پانی ایک پہاڑی سے آبشار کی مانند نیچے گر رہا تھا اور جہاں پانی گر رہا تھا، وہاں ایک وسیع تالاب سا بنا ہوا تھا جو یقیناً قدرتی تھا۔ عمران مقدس پاپڑا کا پیچھا کرتا ہوا اس تالاب نما جھیل کے پاس پہنچا تو پاپڑا کے جسم کی روشنی سے پانی چمکنے لگا لیکن پانی کو دیکھ کر عمران کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ پہاڑی سے گرنے والا پانی صاف و شفاف تھا لیکن تالاب کا پانی سرخ تھا اور اس میں چند مرغابیاں تیر رہی تھیں جو عام مرغابیوں سے تین گنا بڑی تھیں۔ وہاں پہنچ کر مقدس پاپڑا فضا میں رک گیا تو عمران نے بھی قدم روک لئے۔

"مقدس دیوی۔ میں اجنبی کو لے آیا ہوں"...... دفعتاً فضا میں

مقدس پاپڑا کی انتہائی مؤدبانہ آواز گونجی اور عمران نے حیران ہوتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا تو وہاں اسے کوئی دیوی نظر نہ آئی۔ چند سیکنڈ بعد مقدس پاپڑا کے جسم سے پھوٹنے والی روشنی یکدم بجھ گئی اور وہاں تاریکی پھیل گئی تو عمران کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ ایک لمحہ بعد اچانک ہی آبشار کے تالاب سے ایک روشن مرغولہ بلند ہوتا دکھائی دیا تو عمران چونکا اور اس نے روشن مرغولے پر نگاہیں جما دیں۔ اس مرغولے کی روشنیاں قوس قزح کے رنگوں سے مزین تھیں لیکن وہ ساتوں رنگ برنگی روشنیاں دائرے میں گردش کر رہی تھیں اور عمران کی نگاہیں بمشکل اس پر ٹک پا رہی تھیں۔

ست رنگا روشن مرغولہ پانی کی سطح سے تقریباً سات فٹ کی بلندی پر پہنچ کر رک گیا اور عمران نے اس سے نگاہیں ہٹا کر نیچے تالاب کے پانی کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا۔ چند لمحے پہلے پانی میں تیرنے والی مرغابیاں غائب ہو چکی تھیں۔ اس نے دوبارہ روشن مرغولے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اسی لمحے اس مرغولے سے ایک نورانی پیکر نمودار ہوا اور مرغولے کی روشنیاں یکدم ماند پڑ گئیں۔ نورانی پیکر کے خدو خال نسوانی تھے جو تیزی سے واضح ہوتے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ نسوانی پیکر مکمل طور پر واضح ہو گیا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران جو حسن پرست نہیں تھا اور اس نے اب تک کی زندگی میں ہزاروں حسین اور خوبصورت لڑکیاں دیکھی تھیں، قریب سے بھی اور دور سے بھی

لیکن اس نسوانی حسن میں ڈھلے ہوئے وجود کو دیکھ کر اسے لگ رہا تھا کہ زندگی میں وہ پہلی بار حسن کا ایک مکمل ترین شاہکار دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس نے اس سے بڑھ کر کوئی اتنا بھرپور متناسب الاعضاء اور حسن وجمال کا مرقع کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ نسوانی جسم اتنا حسین وملکوتی تھا کہ اس کے لئے چاند کی مثال بھی انتہائی معمولی لگتی تھی اور عمران کا دل کہہ رہا تھا کہ اس حسن لازوال سے بڑھ کر اور کوئی روئے زمین پر حسین نہیں ہوسکتا۔ اس مہ پیکر کے سنہری بال اس کے شانوں سے نیچے اس کے سینے پر بکھرے ہوئے تھے۔ عمران کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس شعلہ پیکر، حسن بیکراں اور مرقع شباب کی تعریف میں ہزاروں صفحات سیاہ کر دیئے جائیں تو بھی اس کے حسن کا ایک باب بھی مکمل نہیں ہو سکے گا۔ وہ اس پری وش کی مستی بھری نگاہیں اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا اور اس کے گلاب کی پتیوں سے بھی نازک لبوں پر رقصاں توبہ شکن تبسم عمران کے قلب وجگر کو جکڑ رہا تھا۔ عمران حقیقتاً دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا اور اس کی نگاہیں اس مجسمہ حسن کی ضیاپاشیوں سے خیرہ ہوتی جا رہی تھیں۔ اس کے دل کی دھڑکنیں جام ہوتی جا رہی تھیں اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس نسوانی وجود کے رعب حسن سے غش کھا کر گر پڑے گا لیکن اچانک اس حسن کے شاہکار کے پنکھڑی لبوں میں حرکت ہوئی اور فضا کے دوش پر تیرتی ایک انتہائی مترنم آواز عمران کے کانوں میں رس گھول گئی جس کا لب ولہجہ اور

زبان پاکیشیائی تھی۔

”علی عمران۔ خوش آمدید“...... اس نوجوان لڑکی نے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے جلترنگ بج اٹھا ہو لیکن اس کے منہ سے اپنا نام سن کر عمران کے ذہن کو شدید جھٹکا لگا اور اسے یکدم ہوش سا آ گیا۔ حیرت کے عفریت نے اس کے ذہن وقلب کو جکڑ لیا کہ وہ مہ پارہ اسے اس کے نام سے پہچانتی تھی اور اسے ویلکم کہہ رہی تھی۔ اس کے لہجے میں ذرا بھی اجنبیت نہیں تھی جیسے وہ اسے عرصہ دراز سے جانتی پہچانتی تھی۔ حیرت کی شدت نے عمران کی زبان پر قفل ڈال دیا تھا اور جلال حسن نے اس کی قوت گویائی سلب کر لی تھی۔

”اجنبی۔ ہوش میں آ جاؤ۔ تم مقدس سریشم دیوی کے حضور میں کھڑے ہو۔ سجدہ ریز ہو جاؤ“...... دفعتاً مقدس پاپڑا کی دبی دبی سی غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور عمران کے ذہن پر طاری مدہوشی کافور ہونے لگی۔ یقیناً وہی حسن کا پیکر سریشم دیوی تھی۔

”نہیں پاپڑا۔ اسے سجدہ ریز ہونے کی ضرورت نہیں ہے“۔ دیوی کی مترنم آواز ابھری۔

”اوہ۔ مقدس دیوی“...... مقدس پاپڑا کے منہ سے بے ساختہ ایسی آواز نکلی جس میں حیرت وتعجب کا سمندر موجزن تھا۔

”ہاں پاپڑا۔ میں طویل عرصہ سے اس کے انتظار میں تھی۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ یہ کس حیثیت کا حامل انسان ہے لیکن فی

الحال یہ باتیں تمہارے فہم و ادراک سے ماورا ہیں''...... مقدس دیوی نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا تو عمران ایک مرتبہ پھر بے حواس ہونے لگا۔

''مم۔ مقدس دیوی۔ میرا دل پھٹ جائے گا''...... مقدس پاپڑا نے بکری کے بچے کی طرح ممیاتے ہوئے کہا۔

''مت سوچو پاپڑا اور اسے میری خلوت گاہ میں پہنچا دو''۔ مقدس دیوی نے مترنم انداز میں ہنس کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے گرد ست رنگی روشنیاں گردش کرنے لگیں تو مقدس دیوی کا نسوانی پیکر گردش کرتی روشنیوں میں مدغم ہوتا چلا گیا اور صرف روشن مرغولہ دکھائی دینے لگا پھر وہ روشن مرغولہ آہستہ آہستہ پانی میں اترتا ہوا غائب ہو گیا لیکن عمران ہوش و حواس سے بیگانا کئی لمحوں تک پانی کی سطح کو خالی خالی نگاہوں سے دیکھتا رہا جہاں روشن مرغولہ غائب ہوا تھا۔ پھر پانی پر ارتعاش کی کیفیت پیدا ہوئی تو عمران کی پلکیں جھپک گئیں اور اسے ہوش آ گیا کیونکہ پر اسرار مرغابیاں اب دوبارہ پانی میں تیرتی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ سب کچھ عمران کی عقل سے ماورا تھا کہ مقدس دیوی طویل عرصہ سے اس کا انتظار کر رہی تھی اور وہ اس سے انتہائی عقیدت رکھتی تھی۔ یہی نہیں بلکہ وہ عمران کا نام بھی جانتی تھی اور اس کی ہم زبان بھی تھی۔ وہ شستہ پاکیشیائی زبان میں بولتی رہی تھی۔ ان باتوں سے عمران کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے کوئی حسین اور حیرت انگیز خواب دیکھا ہو لیکن

مقدس پاپڑا نے اسے غور کرنے کا موقع نہ دیا۔

''اجنبی۔ ہوش میں آؤ۔ کیا تم پتھر بن چکے ہو''...... مقدس پاپڑا نے بلند آواز میں اس سے کہا تو عمران یکدم چونک پڑا۔

''نن۔ نہیں تو۔ کیا وہ چلی گئی''...... عمران نے گھبرا کر کہا تو مقدس پاپڑا ہنسنے لگا۔

''ہاں۔ لیکن صبر کرو۔ ابھی تم اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ وہ مدتوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہے اور تم چند منٹ بھی انتظار اس کا نہیں کر سکتے''...... مقدس پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا وہ اس جھیل میں رہتی ہے''...... عمران نے تالاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ تم اسے مچھلی سمجھ رہے ہو نادان آدمی۔ ارے وہ تمہیں اتنی عزت دے رہی ہے کہ جیسے تم دیوتا ہو اور تم ہو کہ اسے معمولی مچھلی سمجھ رہے ہو۔ خبردار پھر کبھی ایسی بات نہ سوچنا جس سے مقدس دیوی کی تحقیر ہو۔ ورنہ پچھتاؤ گے''...... مقدس پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا تو عمران کو اس خبیث کی دھمکی پر غصہ آنے لگا۔

''چلو۔ میرے پیچھے آؤ''...... مقدس پاپڑا نے تالاب کے بائیں جانب بڑھتے ہوئے کہا اور عمران خاموشی سے اس کے پیچھے قدم بڑھانے لگا، وہ تمام تیز طراریاں اور عیاریاں بھول چکا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پاپڑا کس قسم کی مخلوق ہے کہ کبھی تو اس سے خوف محسوس ہونے لگتا تھا اور کبھی اس کی باتوں پر اس کا ہنسنے کو

جی چاہتا تھا۔ عمران اس ننھے آدمی کی حقیقت جاننے کے لئے بے تاب ہو گیا تھا اور اس نے مقدس پاپڑا سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

''پاپڑا''...... عمران نے چلتے چلتے آہستہ سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تو مقدس پاپڑا یکدم بھڑک اٹھا۔

''پھر وہی پاپڑا۔ کہیں تم اپنی دنیا میں پاپڑ تو نہیں بیچتے رہے ہو''...... مقدس پاپڑا نے چہرہ موڑ کر غضبناک لہجے میں کہا۔

''معاف کرنا مقدس پاپڑا''...... عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑا۔



''ہاں۔ اب ٹھیک ہے۔ مجھے یہ عزت سریشم دیوی نے بخشی ہے کہ ہر کوئی مجھے مقدس پاپڑا کہے اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی میری عزت گھٹائے۔ میں اپنی تحقیر کرنے والے کی زبان منہ سے کھینچ لیا کرتا ہوں۔ کیا سمجھے''...... مقدس پاپڑا نے پر غرور انداز میں کہا تو عمران کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے اس کے پیچھے قدم اٹھاتا رہا۔ وہ مقدس دیوی سے دوبارہ ملنے کا خواہش مند تھا تاکہ اس سے اپنے ذہن میں موجود سوالات کے جواب حاصل کر سکے۔ وہ تالاب کے گرد گھوم کر آبشار والی پہاڑی کے پہلو میں پہنچے تو مقدس پاپڑا نے مڑ کر اسے گھورا۔

''کک۔ کیا بات ہے''...... عمران نے بے اختیار گھبرا کر کہا اور اسی لمحے عمران کو محسوس ہوا کہ مقدس پاپڑا کی آنکھوں سے نادیدہ

لہریں نکل کر اس کی آنکھوں کے راستے اس کے دماغ کو جکڑ رہی تھیں۔ عمران کے ذہن پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اس نے سر جھٹک کر اپنے دماغ کو ان نادیدہ لہروں کے جال سے نکالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

تاریکیوں کی دلدل سے نہ جانے کتنی دیر بعد عمران کا ذہن آزاد ہوا اس کا وہ اندازہ نہ لگا سکا۔ اس کے حواس کا سلسلہ بحال ہوا تو اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ سب سے پہلے جو چیز اسے نظر آئی وہ کسی گنبد نما چھت کا اندرونی حصہ تھا اس گول اور مخروطی چھت کو دیکھ کر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی عظیم الشان مقبرے میں موجود ہو۔ چھت سفید تھی اور اس پر مختلف رنگوں سے ایسے نقش و نگار بنے ہوئے تھے جنہیں فن کاشی گری کا شاہکار کہا جا سکتا تھا۔

لوبان وعود، اگر وعنبر اور صندل کی خوشبوؤں کی لپٹیں عمران کے دل و دماغ کو معطر کر رہی تھیں۔ پھر اس نے اپنی آنکھوں کو دائیں سے بائیں حرکت دی اور ایک لمحہ میں وہ پوری سچویشن سے آشنا ہو گیا۔ یہ مختلف رنگوں سے آراستہ دیواروں والا ایک چوکور ہال نما کمرہ تھا جو سفید دودھیا روشنی کے سبب چاندنی میں نہایا ہوا لگ رہا تھا۔ یہ

روشنی کمرے کے ہی در و دیوار سے اس طرح پھوٹ رہی تھی جیسے سینما مشین کے لینز سے کاربن لائٹ پھیلتی ہے۔ اس کمرے میں کوئی دروازہ، کھڑکی یا روشندان نہیں تھا، فرش پر مخملیں اور دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ عمران کمرے کے وسط میں اور گنبد نما چھت کے عین نیچے سنگ زمرد کی ایک لمبی اور کشادہ مگر بیضوی سل پر دراز تھا اس کے سر کے نیچے ریشم و اطلس سے بنا ہوا تکیہ رکھا تھا۔

عمران اٹھ بیٹھا اور سر گھما کر تکیے پر نگاہ ڈالی تو بے اختیار چونک پڑا۔ تکیے پر انگریزی کے بڑے حروف میں لفظ ''ویلکم'' لکھا تھا۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے اس لفظ پر ہاتھ پھیرا تو محسوس ہوا کہ لفظ لکھا ہوا نہیں بلکہ ریشمی دھاگے سے کاڑھا ہوا تھا۔ اس نے کمرے کا دوبارہ جائزہ لیا تو وہاں کوئی دوسرا ذی روح نظر نہ آیا مگر پھر اچانک ہی اسے محسوس ہوا کہ وہاں وہ تنہا نہیں تھا۔ کیونکہ عقب سے کسی کی تیز تیز سانسیں سنائی دینے لگی تھیں۔ عمران نے جلدی سے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا لیکن ایک دو لمحوں بعد وہ سانسوں کی آواز پہلے سے زیادہ قریب سے سنائی دیں۔ اتنے قریب سے کہ اسے اپنے چہرے پر ان معطر سانسوں کی حرارت محسوس ہونے لگی۔ گویا وہ نادیدہ ہستی اس سے بہت کم فاصلے پر موجود تھی۔ عمران پر نامعلوم سی گھبراہٹ طاری ہونے لگی۔

''کک۔ کون۔ ہے''...... عمران نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''علی عمران۔ یہ میں ہوں''...... جواب میں سریشم دیوی کی مترنم آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ حشر بداماں لڑکی اس کے اتنے قریب بھی ہو سکتی ہے جس کا نام سریشم دیوی تھا۔

''مقدس دیوی''...... عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''ہاں۔ میں تمہاری سریشم ہوں علی عمران''...... مقدس دیوی کی آواز دوبارہ ابھری تو عمران کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور اسے بے اختیار زیرو لینڈ کی ایجنٹ تھریسیا بمبل بی آف بوہیما یاد آ گئی۔ وہ بھی بعض اوقات محبت سے سرشار ہو کر اسی انداز میں عمران کو لبھانے کی کوشش کرتی تھی۔

''تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہی ہو''...... عمران نے ایک لمحہ بعد سنبھل کر کہا۔

''محض اس لئے کہ تم میرے جلوہ حسن کی تاب نہ لا سکو گے جبکہ میں تمہیں ہوش و حواس میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں نے خود کو ظاہر کر دیا تو تم مردانہ فطرت سے مجبور ہو کر مجھے چھونے کی کوشش کرو گے اور اس کوشش میں ناکامی تمہارے شوق جذبات پامال کر دے گی۔ البتہ تم چاہو تو مجھے تصور میں دیکھ سکتے ہو''...... مقدس دیوی نے مترنم لہجے میں کہا۔ اپنی دانست میں وہ یقیناً درست کہہ رہی تھی کیونکہ آبشار پر عمران نے اس کے حسن کا نظارہ کیا تھا اور اس پر مدہوشی طاری ہونے لگی تھی اور اب اگر وہ قریب سے مقدس

دیوی کی ضیا پاشیاں دیکھتا تو شاید اپنی بصارت کھو بیٹھتا لیکن دیوی نے مردانہ فطرت کے حوالے سے اسے چھونے کا عمران پر جو شبہ کیا تھا، وہ عمران کے نزدیک سراسر غلط تھا۔ مرد ہونے کے باوجود آج تک نہ تو کسی عورت کے لئے اس کے دل میں سفلی جذبات پیدا ہوئے تھے اور نہ اس کے جسم کے کسی حصے کو چھونے کی اس نے خواہش محسوس کی تھی اسی وجہ سے جولیا، تھریسیا اور دوسری عورتیں اسے انسان کی بجائے پتھر سمجھتی تھیں اور عمران کے جاننے والے بھی اسے عورت بیزار کہا کرتے تھے لیکن عمران نے اپنے مشن کے سبب سریشم دیوی کے شبہ کو رد کرنے کی کوشش نہ کی۔ وہ جن ماورائی حالات کا شکار ہو کر یہاں تک پہنچا تھا انہوں نے اسے کافی نروس کر رکھا تھا۔

''مقدس دیوی۔ میں اس عنایت حسن کا سبب جاننے کے لئے بے تاب ہوں۔ تم نے مجھے جو عزت و احترام بخشا ہے وہ میرے فہم و ادراک کے احاطہ سے باہر ہے''...... عمران نے دوبارہ اس نادیدہ دیوی کو مخاطب کر کے کہا۔

''کیا جاننا چاہتے ہو عمران''...... مقدس دیوی نے شوخ لہجے میں کہا۔

''سب کچھ۔ وہ تمام سوالات جو میرے ذہن پر نقش ہیں مگر ان کے جواب میری سوچ سے ماورا ہیں۔ میرا مطلب ہے تم کون ہو، مجھے کیسے جانتی ہو۔ میرا تم سے کیا تعلق ہے اور تم نے مجھے اتنی

عزت و توقیر کیوں بخشی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہوں۔ کیا میں امید رکھوں کہ تم جو کچھ مجھ سے سنو گے۔ وہ دنیا میں کسی دوسرے انسان تک نہیں پہنچے گا اور تمام راز مرتے دم تک تمہارے سینے میں پوشیدہ رہیں گے"...... مقدس دیوی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مقدس دیوی۔ تم میرا نام جانتی ہو تو تمہیں یقیناً یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔ البتہ میں انسان ہوں اور انسان کو خطا کا دیوتا کہا جاتا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مقدس دیوی کی بے ساختہ ہنسی سنائی دی۔

"خطا کا دیوتا نہیں پتلا"...... سریشم دیوی نے کہا۔

"سوری۔ میں بھول گیا تھا۔ بہرحال میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے بارے میں کبھی دانستہ طور پر میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلے گا اور میں تمہارے راز کو ہمیشہ اپنے جگر، گردہ اور پھیپھڑے میں دفن رکھوں گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ دوبارہ ہنس پڑی۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں کہ تم کتنے مزاحیہ لیکن پتھر دل انسان ہو علی عمران۔ اپنی دنیا میں تم عیاروں کے بادشاہ سمجھے جاتے ہو اور لڑکیوں کو بیوقوف بنانے میں بھی ماہر ہو۔ بہرحال وعدہ کرنے کا شکریہ۔ بس اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی کہ قیامت تک لوگوں میں میری عزت و وقار قائم رہے"...... مقدس دیوی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اعتماد کرنے پر میں بھی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں کہ میں ایک روح ہوں"...... سریشم دیوی نے شوخ لہجے میں کہا تو عمران یکدم اچھل پڑا۔

"کک۔ کیا۔ تم۔ تم روح ہو"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن آدم خور نہیں ہوں۔ اس لئے گھبراؤ نہیں اور اپنے ذہن کو کسی قسم کے خوف میں مبتلا نہ کرو"...... سریشم دیوی نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم آدم خور نہیں ہو تو مجھے خوف خور بننے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی میں تم جیسی حسیناؤں کی نسبت اماں بی سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ کیا تم اماں بی کو جانتی ہو"...... عمران نے حماقت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کیونکہ میں صرف تمہاری ذات سے دلچسپی رکھتی ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے جب میری عمر پندرہ برس تھی اس وقت میں نے تم سے محبت کا آغاز کیا تھا یا یوں سمجھو کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی"...... مقدس دیوی کی آواز سنائی دی۔

"کیا۔ ڈیڑھ سو سال پہلے لیکن میری عمر تو ابھی پچاس سال بھی نہیں ہوئی"...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

پہلے سن لو۔ پھر تم جان جاؤ گے کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ میرے والد رام چند کی اس زمانے میں پاکیشیا کے شہر راج گڑھ میں پرچون کی دکان تھی۔ دکان کے عقب میں ہمارا گھر تھا۔ گھر کی ایک کھڑکی دکان کے اندر کھلتی تھی۔ میری ماں مرچکی تھی اور میں کھڑکی میں بیٹھی اپنے باپ کو دیکھتی رہتی تھی۔ بعض اوقات میرا باپ کھانا کھانے یا کسی دوسرے کام سے گھر آتا تو میں کھڑکی سے دکان کی نگرانی کرتی رہتی تھی اور اس دوران کوئی گاہک آ جاتا تو اسے سوداسلف فروخت کرتی تھی۔ ایک دن جب میرا باپ گھر میں کھانا کھا رہا تھا۔ تم شکر لینے آئے۔ میں نے تمہیں دیکھا تو تم مجھے اچھے لگے۔ میں نے تمہارے کہنے پر دکان میں آ کر شکر دی اور تم شکر لے کر چلے گئے لیکن شکر کے ساتھ تم میرا دل بھی لے گئے اور میں ہروقت تمہارے تصورات میں گم رہنے لگی۔ میں نے اپنی ایک سہیلی سے تمہارا ذکر کیا تو اس نے دو دن بعد بتایا کہ تم مسلمان ہو اور تمہارا نام عمران ہے۔ تمہارے والد ہیروں کے سوداگر ہیں اور تم اپنے والد کے ساتھ دوسرے ملکوں میں ہیروں کی فروخت کے سلسلے میں سفر کرتے رہتے ہو۔ سہیلی نے کہا کہ تمہارا گھر راج گڑھ میں ہی ہے لیکن تم گزشتہ روز اپنے باپ کے ساتھ افریقہ جا چکے ہو۔ ان معلومات سے مجھے بے حد خوشی ہوئی اور میں بے چینی سے تمہاری واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ تم ایک ہفتہ بعد واپس آئے تو میری سہیلی نے مجھے اطلاع دی اور میں تمہارا دیدار کرنے شہر کے

آخری سرے پر واقع تمہارے گھر جا پہنچی۔ میں سہیلی کے ساتھ تمہارے گھر کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد تم گھر کی چھت پر پتنگ اڑانے کے لئے چڑھے تو میں نے تمہارا دیدار کیا اور میرے دل میں تمہاری محبت کی آگ تیز ہوگئی۔ میں واپس آ گئی۔ دوسرے دن میں نے سہیلی کو تمہارے گھر چلنے کو کہا تو اس نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ تم مسلمان ہو اور میں ہندو۔ کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہو گی اور ہندو مسلم فساد شروع ہو جائے گا۔ میری قوم مجھے اور تمہیں قتل کر دے گی۔ سہیلی کی باتیں سن کر میں ڈر گئی کیونکہ میں اپنے محبوب کو کھونا نہیں چاہتی تھی لیکن میں تمہارا رخ روشن دیکھے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ چنانچہ میرے کہنے پر میری سہیلی نے تمہارے گھر جا کر تمہیں باہر بلایا اور میرا خط تمہارے حوالے کیا تو تم نے خط پڑھا۔ میں نے خط میں اظہارِ محبت کیا تھا اور التجا کی تھی کہ تم دکان پر آ کر میری بات سن جاؤ۔ تم دوسرے دن آئے تو میرے والد منڈی گئے ہوئے تھے اور میں دکان کھولے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔ اس لئے تم آئے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس ملاقات میں تم نے بھی مجھے پسند کیا۔ دوسرے دن میری درخواست پر تم مجھے باغ میں ملے۔ اس ملاقات میں، میں نے دل کھول کر باتیں کی اور تم نے بھی مجھ سے الفت کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں تمہاری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی اور پہلی محبت ہوں۔ اگلی ملاقات میں، میں نے

تم سے کہا کہ تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے میرے باپ سے میرا رشتہ مانگو۔ تم نے وعدہ کیا کہ تم اپنے والد کو ہمارے گھر بھیجو گے لیکن دوسرے روز تم اپنے والد کے ساتھ تجارت کے سلسلے میں افریقہ چلے گئے اور جاتے وقت مل کر بھی نہ گئے۔ بہرحال میں تمہارے انتظار میں بے چینی سے دن کاٹنے لگی۔ جب ایک ماہ گزر گیا اور تم واپس نہ آئے اور نہ کوئی تمہاری خبر ملی تو میں اداس رہنے لگی۔ تمہاری جدائی کے صدمے سے میں بیمار پڑ گئی۔ میرے باپ نے کئی حکیموں سے میرا علاج کرانے کی کوشش کی لیکن میں تندرست نہ ہوئی۔ میرے باپ کو عملیات کا شوق تھا اور وہ گھر میں بھی رات کے وقت جنتر منتر کرتے رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ماورائی علم سے میری بیماری کا سبب معلوم کرلیا اور جب انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔ میں ان کی اکلوتی اولاد تھی۔ وہ میرا دکھ برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے تمہاری خیریت معلوم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ایک ماہ بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ تم مصر میں ہو۔ میں نے اپنے باپ سے اصرار کیا کہ وہ مجھے مصر لے جائے ورنہ میں مر جاؤں گی۔ باپ کو میری زندگی پیاری تھی۔ چنانچہ ایک دن اس نے گھر اور دکان کو بیچا اور تمام رقم لے کر بحری جہاز سے مصر کے سفر پر میرے ساتھ روانہ ہو گیا۔ سفر کے دوران جہاز پر میرے باپ کی ملاقات ایک سادھو ہری رام سے ہوئی۔ وہ کالے علوم کا ماہر اور میرے باپ کا ہم عمر

لیکن صحت مند اور توانا شخص تھا۔ میرے باپ کی خواہش پر اس نے دوران سفر میرے باپ کو ایک دو منتر بتائے اور وعدہ کیا کہ مصر پہنچ کر وہ میرے باپ کو ایسے ماورائی علوم سکھا دے گا کہ جن کا اس نے آج تک نام بھی نہیں سنا۔ ہری رام مصر کے اہرام دیکھنے اور وہاں چلہ کشی کرنے جا رہا تھا۔ تمہارے بارے میں ہمیں صرف اتنا معلوم تھا کہ تم مصر میں ہو لیکن کہاں اور کس حال میں ہو اس کا ہمیں کوئی علم نہیں تھا۔ مصر پہنچ کر سادھو ہری رام ہمیں اپنے ساتھ اہرام مصر کے قریب لے گیا۔ وہاں اس کے ساتھ آنے والے دو چیلوں نے ایک جھونپڑی بنائی۔ میرے والد نے ہری رام کو مصر میں اپنی آمد کا مقصد بتایا اور درخواست کی کہ وہ اپنے علم سے تمہارے بارے میں معلوم کر کے بتائے کہ تم مصر کے کس علاقے میں اور کس حال میں ہو۔ اس نے ہری رام کو میری اور تمہاری محبت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

ہری رام نے میرے باپ کے اعتماد اور عقیدت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ اس مقصد کے لئے وہ چالیس دن کا ایک عمل کرے گا اور ہمیں اسی جگہ قیام کرنا ہو گا۔ میرا باپ مان گیا تو اس کے حکم پر اس کے چیلوں نے کھانے پینے کا کافی سارا سامان شہر سے لا کر وہاں جمع کر دیا۔ ہری رام نے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ وہ شہر جا کر رہیں، جب ضرورت ہو گی تو وہ انہیں طلب کر لے گا تو چیلے رخصت ہو گئے۔

''رام چند۔ ایک بات کا خیال رکھنا کہ میں جب کوئی عمل کروں تو تم اس میں مداخلت نہیں کرو گے۔ تم لوگ دوسری جھونپڑی میں رہو گے اور تمہاری بیٹی میرے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا خیال رکھے گی''...... چیلوں کے جانے کے بعد ہری رام نے میرے باپ سے کہا اور اپنے تھیلے سے ایک بوسیدہ سی انسانی کھوپڑی نکال کر اپنے سامنے رکھ لی۔ اس نے کھوپڑی پر ہاتھ رکھ کر کوئی عمل کیا تو کھوپڑی زندہ ہو گئی۔

''کیا حکم ہے میرے آقا''...... کھوپڑی سے انسانی آواز نکلی۔

''ان دونوں کے لئے باہر ایک نئی جھونپڑی بنا دو''...... ہری رام نے کھوپڑی سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کھوپڑی اپنی جگہ سے بلند ہوئی اور ہوا میں تیرتی ہوئی جھونپڑی سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد کھوپڑی واپس آئی اور زمین پر اپنی جگہ پر ٹک گئی۔ ہری رام نے ہم دونوں سے کہا کہ ہم اپنی جھونپڑی میں جا کر آرام کریں، رات کو ملاقات ہو گی۔ چنانچہ ہم باہر آئے تو چند قدم کے فاصلے پر ایک اور جھونپڑی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ ہم اندر آئے تو اس میں کھانے پینے کا وافر سامان بھی تھا۔ ہم نے کھانا کھایا اور آرام کرنے لگے۔ رات کا اندھیرا پھیل گیا تو ہری رام نے میرے باپ کو طلب کر لیا۔ میں بھی چپکے سے باپ کے پیچھے آئی اور ہری رام کی جھونپڑی کے باہر رک گئی لیکن ڈر کے مارے اندر نہ گئی کیونکہ مجھے اس کی غلام کھوپڑی سے خوف آتا تھا۔

''میں اب تمہاری بیٹی کے محبوب کے لئے عمل شروع کرنے لگا ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ میرے عمل سے عمران جہاں بھی ہو گا، وہ خود ہی یہاں پہنچ جائے گا۔ البتہ تمہیں فرعون مقوقس کے مقبرے کے پاس بیٹھ کر ایک عمل پڑھنا ہوگا''...... ہری رام نے میرے باپ سے کہا اور ایک عمل بتا دیا۔

''اپنی بیٹی سے کہو کہ میرے لئے ایک پیالی قہوہ بنا لائے اور تم فوراً مقوقس کے مقبرے پر پہنچ کر عمل پڑھنا شروع کر دو''...... ہری رام نے میرے باپ سے کہا تو میں جلدی سے اپنی جھونپڑی میں واپس آ گئی۔ میرا باپ جسے میں بابا کہتی تھی اندر آیا اور مجھے قہوہ بنا کر ہری رام کو پہنچانے کی ہدایت کر کے خود عمل کرنے کے لئے فرعون مقوقس کے مقبرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں خوش تھی کہ ہری رام اپنے عمل سے تمہیں یہاں لائے گا۔ چنانچہ میں قہوہ بنا کر اس کی جھونپڑی میں پہنچ گئی۔ اس وقت وہ کوئی عمل پڑھ رہا تھا۔ میں نے قہوہ اسے پیش کیا۔

''مہاراج۔ کیا آپ واقعی عمران کا پتا معلوم کر سکتے ہیں''۔ میں نے ہری رام سے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میری غلام روحیں عمران کا کھوج لگا لیں گی''...... ہری رام نے مسکرا کر کہا۔

''اچھا۔ تو جلدی کریں۔ میں ہمیشہ آپ کی احسان مند رہوں گی''...... میں نے بے تاب ہو کر کہا۔

’’سریشم۔ سیوا کے بغیر کوئی درخت پھل نہیں دیتا۔ یہ قول تو تم نے سنا ہی ہوگا کہ کر سیوا اور کھا میوہ‘‘...... ہری رام نے میرے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

’’میں آپ کی سیوا کروں گی مہاراج۔ بس آپ مجھے عمران سے ملوا دیں، اس کا پتا بتا دیں‘‘...... میں نے اس کے آگے ہاتھ باندھ کر التجا کرتے ہوئے کہا تو ہری رام کی گول گول سرخ آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی نیت میں فتور ہے۔ ہری رام نے کہا کہ وہ تین راتیں ایک خاص عمل میری موجودگی میں کرے گا لیکن میں اپنے باپ کو اس بارے میں نہ بتاؤں ورنہ عمل کا اثر جاتا رہے گا۔ میں نے وعدہ کر لیا اور پھر اپنے جھونپڑے میں آ کر سونے کے لئے لیٹی ہی تھی کہ اچانک مجھے ایسا شور سنائی دینے لگا جیسے کئی عورتیں کسی کی میت پر بین کر رہی ہوں۔ میں خوفزدہ ہو گئی۔ عورتوں کے رونے کی آواز بڑھتی جا رہی تھی۔ میرا دل چاہا کہ میں بھاگ کر ہری رام کے جھونپڑے میں چلی جاؤں لیکن وہ شور جھونپڑے کے دروازے تک آ پہنچا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ نادیدہ بدروحیں دروازے کے باہر کھڑی رو رہی ہوں۔ پھر اچانک ایک خوفناک چیخ کے ساتھ وہ شور یکدم بند ہو گیا۔ میں نے دہشت زدہ نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا تو دروازے میں ہری رام کی غلام کھوپڑی معلق تھی۔

’’سریشم۔ تمہیں مہاراج ہری رام نے طلب کیا ہے کیونکہ یہاں

قدیم مصریوں کی روحیں گھومتی ہیں اور کئی بدروحیں آدم خور ہیں جو تمہارا خون پینے کے لئے بے تاب ہیں۔ مہاراج نے انہیں بھگا دیا ہے لیکن وہ پھر کسی بھی وقت تم پر حملہ کر سکتی ہیں۔ ڈرو مت اور میرے پیچھے آ جاؤ‘‘...... کھوپڑی کے منہ سے آواز نکلی تو مجھے کچھ حوصلہ ملا اور میں اٹھ کر آگے بڑھی۔ کھوپڑی ہری رام کے جھونپڑے کی طرف تیرنے لگی اور میں اس کے پیچھے پیچھے ہری رام کے جھونپڑے میں پہنچ گئی۔

’’شکر کرو کہ تم بچ گئی ہو۔ اگر مجھے کالی روح بر وقت اطلاع نہ دیتی تو مصری فرعونوں کی بھٹکتی روحیں تمہارا خون پی جاتیں۔ بیٹھ جاؤ‘‘...... ہری رام نے مجھ سے کہا تو میں خوش ہوئی کہ وہ میرا کتنا خیال رکھتا ہے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

’’آؤ۔ ذرا میرا جسم دبا دو۔ پھر میں تمہارے محبوب عمران کا سراغ لگانے کے لئے عمل شروع کرتا ہوں‘‘...... ہری رام نے اپنی جگہ پر لیٹ کر کہا تو مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ وہ تمہارا سراغ لگانے والا ہے۔ میں اٹھ کر اس کے قریب گئی تو اس نے جسم پر پڑی چادر ہٹا دی۔ میں نے چونک کر ہری رام کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ہوس کی چمک دیکھ کر میں سمجھ گئی کہ اس کی نیت خراب ہے۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر میرے سینے پر رکھا تو میں فوراً اس کا ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہٹ گئی۔

’’مہاراج۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے‘‘...... میں نے اسے گھورتے

ہوئے کہا۔

''میں تو دیکھ رہا تھا کہ تمہارے دل میں عمران کی محبت کتنی ہے۔ آؤ مجھے دیکھنے دو'' ...... ہری رام نے ہوس بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں مہاراج۔ ایسا مت کریں'' ...... میں نے غصہ سے کہا۔

''میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے سینے میں عمران کی جدائی کا کتنا بڑا زخم ہے'' ...... اس نے شیطانی انداز میں مسکرا کر کہا۔

''نہیں مہاراج۔ آج تک میں نے اپنی شرم و حیا کی حفاظت کی ہے'' ...... میں نے نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا اور اس کے جھونپڑے سے نکل کر اپنی جھونپڑی کی طرف بڑھی لیکن بدروحوں کے خوف نے میرے قدم روک لئے۔

''سریشم۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو بدروحیں تمہارا خون پی جائیں گی'' ...... مجھے عقب سے ہری رام کی آواز سنائی دی تو میں نے مڑ کر دیکھا۔ وہ شیطان میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں بے اختیار چیخ کر فرعون مقوقس کے مقبرے کی طرف دوڑنے لگی جہاں میرا باپ عمل کے لئے گیا ہوا تھا۔

''رک جاؤ سریشم۔ ورنہ میں تمہیں جلا کر راکھ کر دوں گا۔ تمہارا باپ بھی تمہیں میری غلام روحوں سے نہیں بچا سکے گا'' ...... عقب سے ہری رام نے غضبناک لہجے میں کہا لیکن میں نے قدم نہ روکے اور ایک مقبرے کی آڑ میں پہنچ گئی۔ اسی لمحے میرے سامنے ایک خوفناک بڑھیا نمودار ہوئی جس نے سفید کفن پہنا ہوا تھا او

س کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر دہشت کے مارے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کفن پوش چڑیل بڑھیا نے مجھے شعلہ بار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اس طرح منہ پھاڑ کر چیخی کہ میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اور خوف سے میری گھگی بندھ گئی۔

''میں تمہیں لینے آئی ہوں لڑکی مہاراج تمہارا منتظر ہے۔ آؤ میرے ساتھ چلو''۔ چڑیل نے خونخوار لہجے میں کہا اور بازو پھیلائے میری طرف بڑھی تو میں نے یکدم جھک کر زمین سے اپنی مٹھیوں میں ریت بھری اور چڑیل کے چہرے کی طرف اچھال دی۔ وہ بے اختیار چیخ کر پیچھے ہٹی اور اپنی آنکھیں ملنے لگی تو میں دوبارہ فرعون مقوقس کے مقبرے کی طرف دوڑ پڑی جو زیادہ دور نہیں تھا۔ شاید بابا نے بھی چڑیل کی چیخ سن لی تھی میں نے مڑ کر دیکھا تو چڑیل چیختی ہوئی میرے پیچھے آ رہی تھی۔

''میں آ رہا ہوں بیٹی'' ...... مجھے بابا کی آواز سنائی دی اور میں نے سامنے دیکھا تو بابا بھاگتے ہوئے میری طرف آ رہے تھے۔ میں نے چلا کر بابا سے کہا کہ چڑیل میرا پیچھا کر رہی ہے۔ بابا نے بھی چڑیل کو دیکھ لیا اور انہوں نے اپنے پاس موجود خنجر نکال لیا۔ میں دوڑتی ہوئی بابا کے پاس پہنچی تو بابا نے مجھے ایک طرف ہٹایا اور کوئی عمل پڑھ کر چڑیل کی طرف پھونکا لیکن چڑیل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ دوڑتی ہوئی میری طرف لپکی تو بابا نے فوراً خنجر چڑیل کے

سینے میں گھونپ دیا۔ چڑیل کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گری۔ اس کے گرتے ہی زمین شق ہوئی اور وہ زمین میں سما گئی۔ بابا نے مجھے سہارا دیا اور چڑیل کے بارے میں پوچھا تو میں نے روتے ہوئے بتایا کہ شیطان سادھو ہری رام مجھے بدروحوں سے ڈرا کر میری آبرو پامال کرنا چاہتا تھا۔ یہ سن کر بابا غضبناک ہو گیا اور کہا کہ وہ ہری رام کو قتل کر دے گا۔ میں نے بابا سے کہا کہ وہ ہری رام کا مقابلہ نہیں کر سکے گا کیونکہ ہری رام ماورائی قوتوں کا مالک ہے اور اس کے پاس بدروحیں بھی ہیں۔

''میں کسی بد روح سے نہیں ڈرتا۔ اس کے پاس شیطانی طاقتیں ہیں تو میں نے بھی اب تک بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ پھر میرے پاس تو گیانی موتی بھی ہے جس کی وجہ سے اس کا کوئی جادو منتر مجھ پر اثر نہیں کر سکتا۔ یہ دیکھو میرے دادا کی نشانی''...... بابا نے کہا اور اپنے کرتے کے بٹن کھول کر گلے میں پڑی ہوئی ڈوری میں پرویا ایک موتی مجھے دکھایا جو گہرے سنہرے رنگ کا تھا۔

''میرے دادا نے چالیس برس کے گیان کے بعد یہ موتی حاصل کیا تھا اور یہ ہر قسم کے جادو سحر سے بچاؤ کے لئے ہے۔ مرتے وقت دادا نے یہ موتی اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈالا تھا اور میں بارہا اس کا تجربہ کر چکا ہوں''...... بابا نے کہا اور غضبناک حالت میں خنجر پر دم کرتا ہوا میرے ساتھ ہری رام کی جھونپڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی ہم دور ہی تھے کہ ہری رام کی غلام کھوپڑی

فضا میں تیرتی ہوئی ہماری طرف آتی دکھائی دی۔

''او نابکار۔ مہاراج کو تمہارے ارادے معلوم ہو گئے ہیں۔ زندگی چاہتے ہو تو یہ خنجر پھینک دو اور ہاتھ باندھ کر اپنی بیٹی مہاراج کو پیش کر دو''...... کھوپڑی نے چند قدم کے فاصلے پر ہوا میں معلق ہو کر کہا تو بابا نے غضبناک ہو کر زمین سے ایک چٹکی ریت اٹھائی اور اس پر کوئی منتر پڑھ کر کھوپڑی کی طرف اچھال دی۔ فوراً ہی کھوپڑی میں آگ لگ گئی اور وہ جلتی ہوئی غائب ہو گئی۔ ہم دوبارہ آگے بڑھے۔ جھونپڑی کے قریب پہنچ کر بابا نے دوبارہ ریت پر منتر پھونک کر ریت جھونپڑی پر پھینکی تو جھونپڑی میں آگ لگ گئی۔ وہ دھڑا دھڑ جلنے لگی اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہا۔ اندر سے ہری رام کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ آن کی آن میں جھونپڑی جل کر راکھ ہو گئی۔ مجھے یقین تھا کہ ہری رام جل کر کوئلہ بن گیا ہو گا۔ ہم نے وہ رات دوسری جھونپڑی میں گزاری۔ صبح ہوئی تو بابا نے جھونپڑی کی راکھ میں ہری رام کی لاش تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن لاش نہ ملی۔

''یقیناً وہ مردود نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ خیر کوئی بات نہیں۔ جب تک میں اس نابکار کو ہلاک نہ کر لوں چین سے نہیں بیٹھوں گا''...... بابا نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ہم اسی روز وہاں سے شہر آ گئے''...... اتنا بتا کر سریشم دیوی خاموش ہو گئی۔

سریشم دیوی کی داستان سے عمران کو زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اتفاق سے سریشم دیوی کے محبوب کا نام عمران تھا اور وہ اس کا ہم شکل بھی تھا، اس لئے سریشم دیوی اسے اپنا کھویا ہوا محبوب سمجھ رہی تھی۔ سریشم دیوی کی ایک لمحہ بعد دوبارہ آواز سنائی دی۔

''بابا نے مصر کے دارالحکومت میں دوماہ تک مسلسل تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن تمہارا کوئی سراغ نہ ملا۔ بابا نے ہمت نہ ہاری۔ اسے میری خوشی عزیز تھی اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مزید ماورائی علوم میں مہارت حاصل کرے گا تاکہ تمہارا سراغ لگانے کے لئے ماورائی قوتوں سے کام لے۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر مصر سے واپس روانہ ہوا اور بیکانیر پہنچا۔ وہاں اس کا ایک پرانا دوست رہتا تھا جو بہت بڑا سادھو تھا۔ بابا نے اسے میرا مسئلہ بتا کر ماورائی قوتوں کو

تسخیر کرنے کی خواہش ظاہر کی تو سادھو نے مشورہ دیا کہ بابا کالے مندر جائے تو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں سادھو نے ایک گاؤں کے مندر کے مہاپجاری کچھمن داس کے بارے میں بتایا جو کچھ عرصہ اس سادھو کے ساتھ کالا مندر میں چلہ کشی کرتا رہا تھا۔ چنانچہ بابا اور میں طویل سفر کر کے اس مندر میں جا پہنچے جس کے مہاپجاری کچھمن داس نے بابا کے دوست سادھو کا پیغام سن کر ہمارے ساتھ مشفقانہ سلوک کیا۔

''آپ لوگ اجنبی اور پردیسی ہیں اس لئے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں''...... کچھمن داس نے بابا سے کہا۔

''ہم کالے مندر میں جانا چاہتے ہیں۔ تم ہماری رہنمائی کر سکو تو تمہارا احسان ہو گا''...... بابا نے کہا تو کچھمن داس بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے حیرت زدہ دیکھ کر بابا نے اس کی حیرت کی وجہ پوچھی۔

''وہ بہت خطرناک جگہ ہے مہاراج۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں تو بہتر ہے''...... کچھمن داس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تم ہمیں وہاں جانے سے کیوں منع کر رہے ہو کچھمن داس''۔ بابا نے چونک کر پوچھا۔

''کالا مندر بہت قدیم ہے۔ جب ایک مغل بادشاہ نے یہاں لشکر کشی کی اور سومناتھ کے مندر پر حملہ کیا تو اس مندر کے کچھ پجاری مندر سے کافی سارا سونا چاندی ہیرے جواہرات اور نقدی لے کر فرار ہوئے اور انہوں نے جنگل میں پہنچ کر کالی دیوی کا

مندر تعمیر کیا۔ اس وقت جنگل کے وسط میں ایک گاؤں آباد تھا۔ مندر تعمیر ہوا تو گاؤں والے وہاں پوجا پاٹ کے لئے جانے لگے لیکن کچھ عرصہ بعد ہی گاؤں میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور لوگ مرنے لگے۔ چند افراد جو بچ گئے وہ اپنی جانیں بچا کر اس علاقے سے بھاگ گئے اور اس طرح گاؤں کے ساتھ مندر بھی ویران ہو گیا اور آہستہ آہستہ وہاں جنگل اگ آیا۔ اب تین سو سال سے اس مندر اور جنگل میں بدروحوں اور جنات کا بسیرا ہے۔ صرف سادھوں اور رشی لوگ وہاں چلہ کشی کے لئے جاتے ہیں۔ گزشتہ بیس برس سے وہاں ایک زبردست سادھو ہری رام کا قیام ہے۔ اس نے جنگل کی تمام بدروحوں اور جنات کو اپنے تابع کر رکھا ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی شخص اس مندر میں جاپ نہیں کر سکتا۔ گزشتہ پندرہ سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ جو بھی اس جنگل میں جاتا ہے زندہ لوٹ کر نہیں آتا''...... پچھمن داس نے کہا تو ہم بے اختیار اچھل پڑے۔

''میں اسی نابکار ہری رام کی سرکوبی کے لئے وہاں جانا چاہتا ہوں''...... بابا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں۔ آپ کی اس سے کیا دشمنی ہے مہاراج''...... پچھمن داس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو بابا نے اسے ہری رام کی ہوس پرستی کا ماجرا سنا دیا۔

''مہاراج۔ آپ حق پر ہیں۔ اس خبیث کی حرکتوں سے

ہمارے گاؤں کے لوگ بھی پریشان ہیں۔ ہری رام اپنی کالی طاقتوں کے ذریعے ہر ہفتے گاؤں کی کسی لڑکی کو اغوا کر لیتا ہے اور پورا ہفتہ اس کی عزت پامال کر کے واپس بھیجتا ہے تو لڑکی گونگی ہوتی ہے۔ وہ صرف اشاروں میں خود پر گزرے ہوئے ظلم کا اظہار کرتی ہے لیکن بول نہیں سکتی۔ نہ جانے وہ ظالم کون سا جادو کرتا ہے کہ لڑکی ہمیشہ کے لئے گونگی ہو جاتی ہے۔ کئی لڑکیاں تو صدمے سے خودکشی کر چکی ہیں۔ گاؤں والے اس شیطان سے ڈرتے ہیں۔ شروع میں کچھ لوگ ہری رام کو قتل کرنے کے ارادے سے جنگل میں گئے تھے لیکن دوسرے روز ان کی لاشیں جنگل سے باہر پڑی ملیں۔ ان کے سینے ادھڑے ہوئے تھے اور اندر سے دل کلیجے غائب تھے۔ اس کے بعد کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں۔ اگر کبھی کوئی آدمی غیرت میں آ کر ادھر جاتا بھی ہے تو زندہ واپس نہیں آتا اور اس کی لاش جنگل کے باہر درخت سے لٹکی ہوئی ملتی ہے''...... پچھمن داس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو میں خوفزدہ ہو گئی اور میں نے بابا سے کہا کہ وہ اپنا ارادہ بدل کر واپس چلے لیکن بابا نے میری بات نہ مانی۔

''اس شیطان نے گاؤں والوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ پہلے میں ہری رام سے تمہارا انتقام لینے آیا تھا لیکن اب میں اپنا فرض سمجھ کر اس ملعون کو نیست ونابود کروں گا۔ یہ نیکی کا کام ہے''۔ بابا نے پر عزم لہجے میں کہا تو پچھمن داس بابا سے بہت متاثر ہوا۔

''مہاراج۔ آپ بہت عظیم ہیں لیکن آپ نابکار ہری رام سے نمٹنے سے پہلے اس کے جادو منتر کا توڑ سیکھ لیں اور چند دن صبر کر کے رشی کھیم کرن سے کچھ علم حاصل کر لیں تو بہتر ہے۔ وہ بہت بڑا رشی ہے اور کھیم کرن گاؤں کے مندر کا مہا پجاری ہے۔ اس کی عمر پچانوے برس ہے اور وہ بڑھاپے کے سبب چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ عقیدت مندوں نے اس کے نام پر ہی گاؤں کا نام کھیم کرن رکھا ہے۔ وہ ماورائی علوم اور ان کے توڑ کا ماہر ہے۔ دیوتاؤں نے اسے اپنی خاص شکتی دان کی ہے۔ آپ ہری رام کے مقابلے کے لئے چند روز کھیم کرن کی سیوا کر کے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں''...... چھمن داس نے کہا۔

میں نے بابا سے اصرار کیا کہ پہلے ہمیں رشی کھیم کرن کے پاس جانا چاہئے میں بھی اس سے کچھ علم حاصل کر لوں گی تا کہ آئندہ زندگی میں اس سے فائدہ اٹھا سکوں تو بابا راضی ہو گئے اور مجھے ساتھ لے کر کھیم کرن کی طرف روانہ ہو گئے۔ چند دن بعد ہم کھیم کرن جا پہنچے جہاں ایک بہت بڑا اور قدیم مندر تھا۔ مندر کا ایک پجاری رشی کھیم کرن سے ملنے کی ہماری خواہش سن کر ہمیں مندر کے ایک کمرے میں لے گیا جہاں بہت ہی بوڑھا اور پر ہیبت شخص رشی کھیم کرن قالین پر مراقبہ کی حالت میں بیٹھا تھا۔ بابا نے آگے بڑھ کر دستور کے مطابق کھیم کرن کو پرنام کیا اور اس کے قدموں کو چھوا تو کھیم کرن نے آنکھیں کھول کر ہماری طرف دیکھا اور ہاتھ

سے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر اس نے پجاری کو باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ باہر چلا گیا۔

''تم لوگوں نے یہاں آنے میں بہت دیر کر دی''...... کھیم کرن نے بابا سے نرم لہجے میں کہا تو ہم حیران رہ گئے۔

''مہاراج۔ ہمیں معاف کر دیں۔ ہمیں آپ کا دیر سے پتا چلا''...... بابا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''حالانکہ میں اس وقت سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں جب ہری رام جھونپڑی جلنے سے شدید زخمی ہو کر مصر سے کالا مندر جا پہنچا تھا''...... کھیم کرن نے مسکرا کر کہا۔

''اوہ۔ آپ تو بہت کچھ جانتے ہیں مہاراج۔ مجھے ہری رام کے مقابلے کے لئے شکتی چاہئے''...... بابا نے شدید متاثر ہو کر کھیم کرن کے پاؤں پکڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اس شیطان کو نابود کرنے کا عزم و حوصلہ رکھتے ہو۔ میں بھی منتظر تھا کہ کوئی بہادر اس نابکار کے مقابلے میں آنے کی ہمت کرے تو اس کی مدد کروں گا کیونکہ میں خود اس عمر میں طویل سفر نہیں کر سکتا''...... کھیم کرن نے کہا۔

''مہاراج۔ مہربانی کر کے میرے من کو اپنے خاص علوم کی شکتی سے بھر دیں اور میری بیٹی کو بھی شکتی عطا کریں تا کہ آئندہ کوئی نابکار اس کی طرف بری نگاہ سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے''...... بابا نے کھیم کرن سے درخواست کی۔

"فکر مت کرو۔ میں تم دونوں کو وہ علم دوں گا جو آج تک تمہیں، کسی سے نہیں ملا۔ میں تمہاری بیٹی کی پیشانی میں دیوتاؤں کا نور دیکھ رہا ہوں۔ یہ مستقبل میں کسی خاص قبیلے کی دیوی بنے گی۔ دیوتا خود اس کی حفاظت کریں گے"...... کھیم کرن نے کہا تو میری حیرت و مسرت کی انتہا نہ رہی۔

"تم دونوں چند دن یہاں رہو گے۔ ابھی تم آرام کرو۔ آج رات تم مرگھٹ پر جا کر بدروحوں کو قابو کرنے کا جاپ کرو گے۔ یہ تین راتوں کا عمل ہے۔ اس کے بعد تم میں وہ شکتی پیدا ہو جائے گی جس سے تم ماورائی مخلوق کو اپنا غلام بنا کر ان سے اپنی خواہش کے مطابق کام لے سکو گے۔ کچھ منتر میں تمہیں دن کے اوقات میں سکھا دوں گا اس کے بعد تم ہری رام کے مقابلے کے لئے روانہ ہو جانا"...... کھیم کرن نے دوبارہ کہا۔ پھر ایک پجاری کو طلب کر کے اسے ہمارے طعام و قیام کا انتظام کرنے کی ہدایت کی تو اس پجاری نے ہمیں رہنے کے لئے مندر کا ایک کمرہ دے دیا اور ہمیں کھانا کھلایا۔ رات ہوئی تو رشی کھیم کرن نے ہمیں طلب کر کے بابا کو وہ عمل بتایا جو اسے مرگھٹ میں بیٹھ کر کرنا تھا۔ مجھے بھی اس نے وہی عمل بتایا اور چند خاص ہدایات دے کر روانہ کر دیا۔ گاؤں کا مرگھٹ آبادی سے تقریباً تین سو قدم کے فاصلے پر تھا اور اس کے اردگرد گھنے اور پرانے درختوں کی بہتات تھی۔ ہماری رہنمائی کرنے والا پجاری ان درختوں سے کافی پیچھے ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔

ہم درختوں کی دوسری طرف پہنچے جہاں مرگھٹ کے گرد جلی ہوئی لکڑیوں اور راکھ کے اونچے نیچے ڈھیر دکھائی دے رہے تھے۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں ہر شے خوفناک نظر آ رہی تھی۔ ہم چتا والے چبوترے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک عقب سے ہنسنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ میں نے گھبرا کر پیچھے دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا لیکن ہنسنے کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں جیسے بہت سی عورتیں بیک وقت ہنس رہی ہوں۔ میں نے خوفزدہ ہو کر بابا سے پوچھا کہ ہنسنے والی کون ہیں۔

"بدروحوں کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ مگر تم فکر مت کرو۔ وہ تھک ہار کر خود ہی چلی جائیں گی"...... بابا نے ہنس کر کہا اور اپنے گلے میں پڑا میرے پردادا کی نشانی سبز موتی اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا پھر بابا نے مجھے چتا کی مغربی جانب بٹھا کر عمل شروع کرنے کی ہدایت کی اور خود چتا کی مشرقی جانب جا بیٹھے۔ درمیان میں حائل چتا کی وجہ سے میں بابا کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ میں نے رشی کھیم کرن کا بتایا ہوا عمل پڑھنا شروع کیا تو بدروحوں کے ہنسنے کی آوازیں بند ہو گئیں اور میں یکسوئی سے عمل پڑھنے لگی۔ اس رات بدروحیں بار بار مجھے ڈرانے کی کوشش کرتی رہیں۔ آدھی رات کے بعد چاند طلوع ہوا تو بابا نے مجھے آواز دے کر کہا کہ آج کا عمل اسی وقت تک کے لئے تھا۔ اب واپس چلنا ہے چنانچہ ہم واپس مندر میں آ گئے۔ اگلی دو راتیں ہم نے مرگھٹ پر سکون سے جاپ کیا۔

دن کے اوقات میں رشی کھیم کرن ہمیں مختلف جنتر منتر سکھاتا رہا۔
چوتھے روز کھیم کرن نے ہمیں وہاں سے جانے کی ہدایت کی۔

''اب تم اس قابل ہو گئے ہو کہ ہری رام سے انتقام لے سکو۔ جب تک اس نابکار کو نیست و نابود نہ کر لو اس کا پیچھا مت چھوڑنا تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے''...... کھیم کرن نے بابا سے کہا تو ہم دونوں اس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے کالا مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہر پہنچ کر ہم نے سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے رات شہر میں گزارنے کا فیصلہ کیا اور ایک سرائے میں قیام کیا۔ سرائے کا کمرہ چھوٹا تھا اس لئے بابا نے مجھے کمرے میں سلایا اور خود باہر چارپائی بچھا کر اس پر لیٹ گیا۔ ہم نے اگلی صبح کالا مندر کی طرف روانہ ہونا تھا لیکن آدھی رات کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میری چارپائی حرکت کر رہی تھی۔ کمرے میں اندھیرا تھا میں اٹھ بیٹھی اور خوفزدہ ہو کر بابا کو پکارنے لگی لیکن بابا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ چوتھی مرتبہ میں نے بابا کو پکارا تو اسی لمحے مجھے اپنے پاؤں کی طرف دو سرخ اور خونخوار آنکھیں دکھائی دیں جو تاریکی میں بلور کی مانند چمک رہی تھیں۔ ان خون آشام آنکھوں کو دیکھ کر میں سہم گئی۔

''خاموش رہو لڑکی۔ ورنہ خون پی جاؤں گا۔ میرا نام شاکا ہے اور میں مہاراج ہری رام کا ادنیٰ غلام ہوں''...... ان آنکھوں کی طرف سے خوفناک انسانی آواز ابھری تو ہری رام کا نام سن کر میں

چونکی اور چارپائی سے اترنے کی کوشش کی لیکن فوراً ہی شاکا غرایا۔

''خبردار۔ چارپائی سے اتری تو تم زمین میں دفن ہو جاؤ گی۔ یہ سرائے کا کمرہ نہیں، زمین دوز سرنگ ہے''...... شاکا نے کہا۔

''کیا۔ میں یہاں کیسے پہنچی''...... میں نے بے اختیار چیختے ہوئے پوچھا۔

''تم مہاراج ہری رام کے پاس جانے کے لئے آئی ہو اور میں تمہیں اس راستے سے اس کے پاس لے جا رہا ہوں۔ اس سرنگ کا اختتام جنگل میں ہوتا ہے''...... شاکا نے ہنس کر کہا تو میں سارا معاملہ سمجھ گئی کہ مجھے چارپائی سمیت اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے۔ میں نے فوراً ایک منتر پڑھ کر شاکا کی آنکھوں کی طرف پھونکا تو وہ چیخا اور اس کی آنکھیں غائب ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی چارپائی کی حرکت بند ہو گئی۔ میں نے ایک اور منتر پڑھ کر پھونکا تو وہاں روشنی پھیل گئی۔ میں واقعی ایک سرنگ میں چارپائی پر موجود تھی۔ میں نے چارپائی سے اتر کر سرنگ کا جائزہ لیا تو چند فٹ کے فاصلے پر ایک جلا ہوا انسانی ڈھانچا پڑا تھا۔ یقیناً وہ شاکا کا ڈھانچا تھا جو میرے منتر سے جل کر کوئلہ بن گیا تھا۔ میں سرنگ میں اسی سمت بڑھنے لگی جس طرف ڈھانچا پڑا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ سرنگ میں داخل ہونے کا راستہ اسی طرف ہوگا لیکن کافی دیر چلنے کے بعد بھی سرنگ کا دہانہ نظر نہ آیا تو میں نے رک کر ایک منتر پڑھا اور فرش پر پاؤں مارا۔ فوراً ہی فرش میں سوراخ ہوا اور اس میں سے

ایک سانپ نکل آیا۔ یہ سانپ دراصل ایک جن تھا جسے رشی کھیم کرن نے میرے تابع کیا تھا اور میں اس سے ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتی تھی۔ رشی کھیم کرن نے مجھے اس کا نام جگو جن بتایا تھا۔

''جگو۔ میں اس سرنگ سے کیسے باہر نکل سکتی ہوں''...... میں نے سانپ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''دیوی جی۔ یہ جادوئی سرنگ ہے اور سادھو ہری رام نے بنائی ہے۔ اس کی لمبائی چار میل سے زیادہ ہے اور یہ کالا مندر تک جاتی ہے آپ اس کی چھت میں سوراخ کر کے باہر نکل سکتی ہیں''۔ سانپ جگو نے جواب میں کہا اور واپس زمین میں سما گیا تو میں نے ایک منتر پڑھ کر سرنگ کی طرف پھونکا اور فوراً ہی چھت میں ایک بڑا سا شگاف ہو گیا۔ شگاف سے گرنے والے پتھروں کے ڈھیر پر چڑھ کر میں شگاف سے باہر آئی تو وہاں گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور میں ایک میدان میں کھڑی تھی۔ وہاں جنگل نہیں تھا البتہ خودرو چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں بکثرت تھیں اور جگہ جگہ مٹی کے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں بائیں جانب کچھ فاصلے پر کسی گاؤں کے مکانوں کے ہیولے دیکھ کر میں اس طرف بڑھنے لگی۔ ابھی میں چند قدم ہی چلی تھی کہ اچانک مجھے سامنے والا ایک ٹیلا حرکت کرتا دکھائی دیا اور میں نے فوراً قدم روک لئے۔ میں حیران تھی کہ وہ ٹیلا کیسے میری طرف بڑھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیلا مجھ سے آٹھ دس قدم کے فاصلے پر ٹھہر گیا۔ پھر اچانک مجھے ایک خوفناک چنگھاڑ سنائی دی اور میں بے اختیار اچھل پڑی۔ وہ آواز اسی ٹیلے سے بلند ہوئی تھی، اسے سن کر میرا دل خوف سے دھک کرنے لگا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ ٹیلا نہیں بلکہ کوئی جہنمی مخلوق چنگھاڑ رہی ہو۔ میں نے فوراً ایک منتر پڑھ کر اپنے گرد ایک حفاظتی کنڈل کھینچ دیا مگر حصار قائم ہوتے ہی ٹیلے سے دوبارہ چنگھاڑ بلند ہوئی اور اس میں سے ایک عجیب سی روشنی پھوٹنے لگی تو اس روشنی میں مجھے ٹیلے کی ہیئت واضح دکھائی دینے لگی اور میرے جسم میں دہشت کی لہر سی دوڑ گئی۔ وہ ٹیلا کوئی بہت بڑا عفریت نما جانور تھا جس کے پاؤں چھپکلی کے پیروں کی مانند تھے اور اس کی لمبائی بارہ فٹ سے بھی زیادہ تھی۔ گردن لمبی اور چہرہ اونٹ جیسا تھا جس کے جبڑے لٹکے ہوئے تھے اور وہ اس طرح جگالی کر رہا تھا جیسے اپنے شکار کی ہڈیاں چبا رہا ہو۔ اس کی آنکھیں چھوٹی مگر گول اور بے حد خونخوار تھیں۔ روشنی اس کی جلد سے پھوٹ رہی تھی۔ اس کے کان بھیڑ کے کانوں کی طرح لٹکے ہوئے کافی بڑے بڑے تھے اور اس کی باچھوں میں سے لمبے اور نوکیلے دانتوں کی قطاریں صاف نظر آ رہی تھیں''...... سریشم دیوی نے کہا اور پھر یکدم خاموش ہو گئی۔

''میں جاگ رہا ہوں مقدس دیوی۔ بولتی رہو اور میرے کانوں میں رس گھولتی رہو''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''باقی بعد میں۔ اتنی طویل مدت بعد ملے ہو اور میرا فرض ہے کہ تمہاری خدمت کروں''...... مقدس دیوی کی پیار بھری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہاں تاریکی پھیل گئی تو عمران بوکھلا گیا کہ مقدس دیوی اندھیرے میں اس کی کس قسم کی خدمت کرے گی۔

تاریکی کا دورانیہ زیادہ طویل ثابت نہ ہوا اور چند سیکنڈ بعد ہی وہاں روشنی پھیل گئی تو عمران حیران ہو گیا۔ اس کے آگے پتھر کی سل پر سنہری رنگ کا ایک گول اور کافی کشادہ تھال رکھا تھا جس میں کئی قسم کے کھانے اور پھل رکھے ہوئے تھے۔ پلیٹیں بھی سنہری تھیں اور پانی کا جگ، گلاس بھی۔ یقیناً وہ تمام برتن سونے کے تھے۔ کشادہ اور گہری پلیٹوں میں موجود کھانا دیکھ کر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کھانے کسی فائیو اسٹار ہوٹل سے عمران کی پسند کو مدنظر رکھ کر منگوائے گئے ہوں۔ چکن قورمہ، بریانی، زردہ، مچھلی، چکن پیس، جھینگے، بھنے ہوئے بٹیرے وغیرہ۔ پھل بھی جنگلی نہیں بلکہ پاکیشیا میں دستیاب ہونے والے وہ پھل تھے جو عمران اکثر کھاتا رہتا تھا۔ وہ کھانا عمران کے لئے تھا جو کم از کم ایک درجن افراد کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی تھا۔ عمران حیرت سے گم صم بیٹھا کھانوں

کو دیکھ رہا تھا۔

''کھاؤ علی عمران۔ میں شرمندہ ہوں کہ تمہارے آنے کی خوشی میں مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا کہ تمہیں بھوک لگی ہو گی''...... دفعتاً مقدس دیوی کی آواز سنائی دی۔

''کوئی بات نہیں مقدس دیوی''...... عمران نے سنبھل کر کہا۔

''میں تمہارے لئے مقدس نہیں ، تم میرے لئے مقدس ہو عمران۔ اس لئے تم مجھے سریشم کہو تو مجھے خوشی ہو گی''...... مقدس دیوی نے جلدی سے کہا۔

''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ اب بے تکلف ہو کر کھانا کھاؤ۔ کسی چیز کی کمی محسوس ہو تو بتا دینا، فوراً حاضر کر دی جائے گی''...... مقدس دیوی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کمی۔ ہاں یہاں مونگ کی دال اور بینگن کا بھرتہ نظر نہیں آ رہا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا تمہیں یہ دونوں چیزیں پسند ہیں''...... مقدس دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مگر میرا باورچی سلیمان پاشا اکثر مجھے زبردستی کھلاتا ہے تاکہ میری صحت بحال رہے اور میں باہر کی مرغی دال برابر سمجھ کر چھوڑ دوں۔ وہ کمبخت دال کے اتنے فوائد بتاتا ہے کہ میں کھانے پر

مجبور ہو جاتا ہوں''...... عمران نے جواب میں برا سا منہ بنا کر کہا۔

''خیر۔ میں ابھی منگواتی ہوں مونگ کی دال اور بینگن کا بھرتہ''۔ مقدس دیوی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ٹھہرو۔ ذرا مچھلی کے سری پائے اور کدو کا رائتہ بھی منگوا لینا''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''کیا۔ مچھلی کے سری پائے بھی ہوتے ہیں''...... سریشم دیوی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہوتے تو نہیں لیکن تم نہیں منگوا سکتی تو دیوی کس بات کی ہو''۔ عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو وہ ہنس پڑی۔

''میں صرف افریقی جنگلیوں کی دیوی ہوں، تمہاری تو میں داسی ہوں عمران''...... مقدس دیوی نے انتہائی رومانٹک لہجے میں کہا تو عمران نے دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ پڑھا۔

''سریشم۔ کیا میں کھانا کھا لوں یا اٹھا کر باہر پھینک دوں''۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ معاف کرنا۔ تم کھاؤ۔ میں کھانے کے بعد بات کروں گی''...... مقدس دیوی نے معذرت کرتے ہوئے کہا اور عمران کھانا کھانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس دوران وہ سوچتا رہا کہ اب مقدس دیوی سے مقصد کی بات کرنی چاہئے۔ وہ اپنے محبوب کے ملنے کی خوش فہمی میں مبتلا تھی اور اس کی خوش فہمی کو برقرار رکھ کر وہ اپنے مشن کی تکمیل میں اس کی مدد حاصل کر سکتا

تھا۔ ساحل سے یہاں تک پہنچنے کے دوران اس کے ساتھ جو حیرت انگیز واقعات پیش آئے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر اس نے خود کو اس کا محبوب تسلیم کرنے سے انکار کیا تو یہ اچھا نہ ہو گا لیکن کھانے سے فارغ ہوتے ہی مقدس دیوی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

''عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا بات سوچتے رہے ہو لیکن بھگوان کے لئے میرا دل مت توڑنا۔ یہ مت کہنا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے اور تم وہ عمران نہیں ہو جو میری روح میں بسا ہوا ہے۔ میں نے تمہاری خاطر ہی جادو اور ماورائی علوم سیکھے اور اپنی روح کو اس دنیا میں مقیم رکھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تم میرے عقیدے کے مطابق دوسرے جنم میں مجھے ضرور ملو گے''...... مقدس دیوی نے بڑے پرسوز لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا۔ کیا یہ میرا دوسرا جنم ہے''...... عمران نے حیرت کی شدت سے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں عمران اور میں جانتی ہوں کہ اس جنم میں تم دنیا کے نامور سیکرٹ ایجنٹ ہو اور اپنے ملک کے دشمنوں کو فنا کرنا تم نے اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے۔ میں یہ بھی محسوس کر چکی ہوں کہ تمہیں میری داستان حیات سے کوئی غرض نہیں ہے اور تم کسی خاص مقصد کے لئے پاکیشیا سے افریقہ کے سفر پر آئے ہو''...... مقدس دیوی نے جواب میں کہا تو عمران کے ذہن کو جھٹکا لگا۔

''ٹھیک ہے سریشم۔ مجھے یقین ہے کہ میں وہی عمران ہوں جو پچھلے جنم میں تمہارا محبوب تھا لیکن موجودہ جنم میں میری شخصیت اس عمران سے مختلف ہے جو تم سے بچھڑ گیا تھا۔ چنانچہ موجودہ شخصیت میں جیسا کہ ابھی تم نے خود بتایا ہے میری کچھ سماجی، معاشرتی، ملکی اور انسانی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں اور میں ان ذمہ داریوں کو نبھانے میں مصروف ہوں۔ ان سے کوتاہی اللہ تعالیٰ اور انسانیت سے غداری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے ملک و قوم اور انسانیت کی بقا و بہبود کے لئے کوشاں رہتا ہوں۔ ان فرائض کی بجا آوری میں مجھے کسی دوسرے معاملے کی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ میں صنف نازک سے دور رہتا ہوں تاکہ اپنے فرائض سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوسکوں۔ اس دنیا میں میرے والدین اور ایک بہن کے سوا میرا کوئی نہیں اور وہ بھی مہینوں میری شکل دیکھنے کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ آج تک کوئی عورت میری محبت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اس کے باوجود میں کسی کا دل توڑنا کفر سمجھتا ہوں اور جو بھی عورت میرے عشق میں مبتلا ہوتی ہے، اسے میں یہی جواب دیتا ہوں کہ میں مرنے کے بعد اس سے شادی کرلوں گا''...... عمران نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مرنے کے بعد۔ اتنا طویل انتظار کون کر سکتا ہے''۔ مقدس دیوی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"وہی جسے میری محبت حاصل کرنے کی آرزو ہے۔ تم نے بھی تو سوڈیڑھ سو سال میرا انتظار کیا ہے۔ باقی رہی انتظار کی مدت تو موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے ابھی موت کا فرشتہ آ جائے۔ میں جب بھی کسی سفر پر یا مشن پر نکلتا ہوں تو یہ بات کبھی نہیں بھولتا کہ ہوسکتا ہے یہ میری زندگی کا آخری مشن ہو"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بولتے رہو عمران۔ تمہاری آواز مجھے بہت سکون دے رہی ہے"...... مقدس دیوی نے کہا۔

"اس کے باوجود میں اپنی زندگی کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ طویل عرصہ تک انسانیت کی خدمت کرسکوں۔ نشہ آور اشیاء یعنی منشیات ایک ایسا زہر ہے جو انسانیت کو ہلاک و تباہ کر رہا ہے۔ اس زہر کو پھیلانے والے گناہ گار اور مخلوق خدا کے بدترین دشمن ہیں اور میں معاشرے کو ان دشمنوں سے بچانے اور انہیں نیست و نابود کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ کام عبادت سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ اب اگر ہم پھر عارضی طور پر ایک دوسرے سے کچھ عرصہ کے لئے دور ہو گئے تو پھر بھی محبت کے لافانی جذبے قائم رہیں گے"...... عمران نے دوبارہ کہا۔

"تم درست کہتے ہو عمران۔ انسانیت کا دشمن بھگوان کا دشمن ہے اور میں ان دشمنوں کو نابود کرنے کے مقدس مشن میں تمہارا بھرپور ساتھ دوں گی"...... مقدس دیوی کا خوشبوؤں میں رچا ہوا گہرا

سانس عمران کے چہرے سے ٹکرایا اور اس کی مترنم آواز سنائی دی۔

"شکریہ سریشم۔ مجھے تم سے اسی جذبے کی توقع تھی۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میری حقیقت کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران۔ نہیں۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم میرے ہو، صرف میرے"...... مقدس دیوی نے جلدی سے کہا۔

"لیکن میں تو تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں اور مجھے آئندہ کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور اسے بلیک پاور اور اس کے ایجاد کردہ نشہ بلیک کوئین کے بارے میں بتایا۔

"محبت سے بڑھ کر کوئی نشہ نہیں ہے عمران"...... مقدس دیوی نے مخمور لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ میرے اسٹیمر پر میرا ایک ساتھی موجود تھا، وہ کہاں غائب ہوگیا"...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... مقدس دیوی نے کہا اور پھر اس نے مقدس پاپڑا کو آواز دی تو وہ فوراً وہاں نمودار ہوگیا۔

"پاپڑا۔ عمران کا ساتھی کہاں ہے"...... مقدس دیوی نے پوچھا۔

"وہ چورک قبیلے کی قید میں ہے مقدس دیوی"...... پاپڑا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا۔ وہ ان کی قید میں کیسے پہنچ گیا"...... مقدس دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مقدس دیوی۔ عمران کے سو جانے پر اس کا ملازم پیٹر اسٹیمر پر پہرہ دے رہا تھا تو اس وقت چورک قبیلے کے سپہ سالار رچباڑو نے اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اسٹیمر پر حملہ کر دیا۔ ان کی رہنمائی بلیک پاور نامی تنظیم کے دو ممبران نے کی تھی انہوں نے پیٹر کو گرفتار کر لیا۔ میں جس وقت وہاں پہنچا تو وہ لوگ عمران کو بھی اسٹیمر سے اتار چکے تھے۔ میں نے انہیں للکارا تو وہ پیٹر کو لے کر فرار ہو گئے لیکن میں نے ان کی عمران کو لے جانے کی کوشش ناکام بنا دی اور ایک آدمی کا بازو بھی کاٹ ڈالا جو بلیک پاور کا ممبر تھا۔ چونکہ آپ نے مجھے صرف عمران کے بارے میں ہدایات دی تھیں، اس لئے میں نے ان کا پیچھا کرنے کی بجائے عمران پر توجہ دی جسے انہوں نے بے ہوش کر کے اسٹیمر سے اتارا تھا''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''بلیک پاور کا چورک قبیلے سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے براہ راست پاپڑا سے پوچھا۔

''اس قبیلے کے وچ ڈاکٹر جھونگا کا بلیک پاور سے تعلق ہے۔ جھونگا اس تنظیم کا پشت پناہ اور دوست ہے۔ تنظیم کے سربراہ کو مقدس جھونگا کی اعانت حاصل ہے۔ کوئی بھی مسئلہ ہو وہ مقدس جھونگا سے مدد لیتے ہیں''...... پاپڑا نے کہا۔

''کیا بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر یا نشہ کی فیکٹری اسی قبیلے کی حدود میں ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہیڈ کوارٹر چورک قبیلے کی بستی سے شمال کی جانب واقع

ہے''...... پاپڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سریشم دیوی۔ میں وہاں جانا چاہتا ہوں''...... عمران نے مقدس دیوی کو مخاطب کر کے کہا۔

''پاپڑا۔ کیا تم بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کر سکتے ہو''۔ مقدس دیوی نے پاپڑا سے پوچھا۔

''نہیں مقدس سریشم۔ یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے''...... پاپڑا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں''...... مقدس دیوی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''دراصل مقدس جھونگا نے ہیڈ کوارٹر کے گرد ایسا حصار قائم کر رکھا ہے جس کے سبب وہ نظر نہیں آتا''...... پاپڑا نے کہا۔

''خیر۔ میں وہاں پہنچ کر تلاش کر لوں گا لیکن پہلے پیٹر کو چورک قبیلے کی قید سے نکالنا ہے کیونکہ وہ محض میری وجہ سے مصیبت میں پھنسا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام انتہائی خطرناک ہے مقدس دیوی کے مہمان''...... پاپڑا نے کہا۔

''سریشم دیوی مجھے جانے کی اجازت دو''...... عمران نے لاپروائی سے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران تم جاؤ۔ پاپڑا تمہاری رہنمائی کرے گا''۔ مقدس دیوی کی آواز سنائی دی۔

''پاپڑا۔ تم جان چکے ہو کہ میرے نزدیک عمران کی کیا قدر و

قیمت ہے''...... مقدس دیوی نے اس مرتبہ پاپڑا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں مقدس سریشم دیوی۔ میں جانتا ہوں''...... پاپڑا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہارے جواب سے مسرت ہوئی ہے پاپڑا۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے''...... مقدس دیوی نے بے ساختہ ہنس کر کہا۔

''خوشی کیسے نہیں ہو گی مقدس سریشم۔ میرا تو مقصد ہی آپ کو خوش کرنا ہوتا ہے''...... پاپڑا نے جلدی سے کہا۔

''یعنی تم میری خوشامد کر رہے ہو پاپڑا''...... مقدس دیوی نے کہا تو اس کے لہجے میں ہلکی سی خفگی شامل تھی۔

''نہیں۔ یہ بات نہیں ہے مقدس سریشم۔ میں آپ کا غلام ہوں آپ کو صدیوں بعد ایک خوشی حاصل ہوئی ہے اور غلام کی خوشی مالک کی خوشی میں ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ سے زیادہ مجھے عمران کی آمد کی خوشی ہے''...... پاپڑا نے انتہائی عقیدت و احترام بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ زیادہ باتیں مت بناؤ۔ عمران کے ساتھ جاؤ اور چورک قبیلے کے سردار کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ پیٹر کو عمران کے حوالے کر دے ورنہ اس پر میرا قہر نازل ہو گا اور اس کی پوری بستی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی''...... مقدس دیوی نے کہا۔

''مقدس سریشم۔ اگر سردار نہ مانے تو کیا میں آپ کو بتانے کے

لئے واپس آؤں یا عمران کی منظوری سے خود ہی انہیں سزا دے دوں''...... پاپڑا نے پوچھا۔

''اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لو کہ تمہیں ہر طرح سے عمران کی حفاظت کا فرض انجام دینا ہے۔ اسے کچھ ہو گیا تو پھر تم خود کو بھی نابود سمجھ لینا کیونکہ دنیا میں عمران سے بڑھ کر مجھے کوئی عزیز نہیں ہے''...... مقدس دیوی کی آواز سنائی دی۔

''میں جانتا ہوں مقدس سریشم''...... پاپڑا نے سر ہلا کر کہا۔

''دوسری بات یہ ہے کہ تم عمران کے حکم کے پابند رہو گے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔ اگر چورک قبیلے کو سزا دینے کی نوبت آ ہی جائے تو عمران سے ضرور پوچھ لینا۔ ضرورت پڑی تو میں خود بھی وہاں کی صورت حال سے باخبر رہوں گی''۔ مقدس دیوی نے دوبارہ کہا۔

''عمران۔ میری خواہش ہے کہ تمہیں آرام کرنے دوں اور تمہارے سارے کام خود انجام دینے جاؤں لیکن میرا ایک دیوی کی حیثیت سے اتنے معمولی کام کے لئے جانا مناسب نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے''...... مقدس دیوی نے عمران کو مخاطب کر کے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ سریشم دیوی۔ اتنا ہی کافی ہے''...... عمران نے پتھر کی سل سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا جاؤ۔ بھگوان تمہارا نگہبان ہو"...... مقدس دیوی کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں تاریکی پھیل گئی۔

"عمران سیدھے دیوار کی طرف بڑھو"...... اسی لمحے مقدس پاپڑا کی آواز سنائی دی تو عمران محتاط قدموں سے اندھیرے میں اپنے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ کئی لمحے گزر گئے لیکن دیوار نہ آئی تو عمران کو حیرت ہوئی۔ وہ رکے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ تقریباً سو قدم چلنے کے بعد اچانک روشنی پھیل گئی تو عمران رک گیا۔ اب وہ جنگل میں تھا اور فضا میں پاپڑا کا ننھا وجود روشنی بکھیرتا ہوا تیرتا جا رہا تھا۔ عمران نے مڑ کر دیکھا تو عقب میں بھی درخت تھے۔ نجانے وہ مقدس دیوی کے ٹھکانے سے کتنی دور اور کس سمت میں پہنچ چکا تھا۔

"مقدس پاپڑا۔ چورک قبیلہ کی بستی یہاں سے کتنی دور ہے"۔ عمران نے دوبارہ آگے قدم بڑھاتے ہوئے پاپڑا سے کہا۔

"تقریباً دو گھنٹے کی مسافت ہے علی عمران"...... پاپڑا نے رکے بغیر کہا۔

"تو کیا اتنا سفر پیدل کریں گے"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں تنہا چھوڑ کر تمہارے لئے سواری کا انتظام کرنے نہیں جا سکتا ورنہ کوئی ہیلی کاپٹر لے آتا"...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

"مذاق چھوڑو۔ یہ بتاؤ چورک قبیلے کا سردار کیسا انسان ہے"۔ عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"دو ٹانگوں اور دو ہاتھوں والا انسان ہے۔ آنکھیں بھی دو اور کان بھی دو ہیں"...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

"پاپڑا۔ میں سردار کے مزاج اور طبیعت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سردار چانواں بہت بدمزاج اور ضدی آدمی ہے۔ وہ وچ ڈاکٹر مقدس جھونگا کا لے پالک ہے اس لئے گزشتہ کئی برس سے وہی قبیلے کا سردار چلا آ رہا ہے اور قبیلے کے لوگ اس کے ظلم و ستم کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے کہ مقدس جھونگا انہیں عذاب میں نہ مبتلا کر دے۔ آج تک بستی کے جس آدمی نے بھی سردار چانواں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، وہ ناگہانی موت کا شکار ہو گیا اور مقدس جھونگا کے اس بیان پر بستی والے یقین کر لیتے ہیں کہ مرنے والا شخص دیوتا کے غضب کا نشانہ بنا ہے"...... پاپڑا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا سردار چانواں کو علم ہے کہ مقدس جھونگا بلیک پاور کا مددگار ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ سردار چانواں بلیک پاور کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ اس بات سے وہ آگاہ ہے کہ مقدس جھونگا کے پاس چند اجنبی افراد آتے جاتے ہیں اور مقدس جھونگا نے یہ مشہور کر رکھا ہے

کہ وہ اجنبی اس کے پاس علاج کے لئے آتے ہیں''...... پاپڑا نے مسلسل آگے بڑھتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ مقدس جھونگا بہت ہوشیار و مکار شخص ہے اور اس سے نمٹنا کافی دشوار ثابت ہو گا۔

تھکاوٹ کے سبب تقریباً ایک ہی گھنٹہ بعد عمران کے قدم سست پڑنے لگے جس کے سبب وہ پاپڑا سے کئی قدم پیچھے رہ گیا لیکن پاپڑا یکساں رفتار سے ہوا میں تیرتا جا رہا تھا اور اس کے وجود سے پھوٹنے والی شعاعیں عمران سے کئی قدم آگے زمین پر پڑ رہی تھیں۔ سفر کے دوران عمران پاپڑا سے گفتگو کرتا رہا اور اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہا لیکن مزید نصف گھنٹے بعد عمران اور پاپڑا کے درمیان فاصلہ کافی بڑھ گیا۔

''مقدس پاپڑا۔ ذرا اپنی رفتار کم کر دو۔ میں تیز نہیں چل سکتا''۔ عمران نے بلند آواز سے کہا۔

''اوہ۔ کیا پاؤں پر کسی نے کاٹ لیا ہے یا کوئی کانٹا چبھ گیا ہے''...... پاپڑا نے چونک کر کہا اور مڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔

''نہیں۔ البتہ بہت تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں۔ اگر سفر کے لئے کوئی سواری مل جاتی تو اچھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ تو کیا میں تمہارے سفر کے لئے کسی کا گھوڑا چوری کر لاؤں۔ اب نصف گھنٹے کا سفر رہ گیا ہے''...... پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''پھر رہنے دو۔ اتنے سفر کے لئے اب سواری کا کیا کرنا، گزر

ہی جائے گا''...... عمران نے قدم بڑھتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ ہوشیار رہو۔ ہم منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں''۔ تھوڑی دیر بعد پاپڑا نے کہا تو اس کی وارننگ سن کر عمران نے فوراً جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ مگر شاید پاپڑا پشت پر بھی آنکھیں رکھتا تھا۔

''ریوالور واپس رکھ لو عمران۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے''...... پاپڑا کی آواز سنائی دی تو عمران کو حیرت ہوئی۔

''کیا چورک قبیلہ مقدس دیوی کا اطاعت گزار نہیں ہے''۔ عمران نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں لیکن اب ہو جائے گا۔ مقدس دیوی کو خواہ مخواہ فتوحات حاصل کرنے کا شوق نہیں ہے لیکن جب کوئی قبیلہ مجبور کرے کہ آ بیل مجھے مار تو پھر وہ اسے اپنے تابع کئے بغیر نہیں چھوڑتی''۔ مقدس پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے خاموش ہوتے ہی اچانک ڈھول بجنے کی آواز سے خاموشی کا سینہ مجروح ہو گیا تو عمران ٹھٹک کر رک گیا۔ وہ آواز اس کے بائیں جانب سے ابھری تھی عمران نے اس طرف دیکھا لیکن راہ میں حائل گھنے درختوں کے سبب کچھ دکھائی نہ دیا اسی لمحے ڈھول کی آواز دوبارہ سنائی دی لیکن اب وہ آواز کچھ دور سے آئی تھی۔

''یہ کیسی آوازیں ہیں مقدس پاپڑا''...... عمران نے پاپڑا سے پوچھا۔

''کیا تم نے کبھی ڈھول کی آواز نہیں سنی عمران''...... مقدس پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنی ہے لیکن کس خوشی میں ڈھول بجایا جا رہا ہے''...... عمران نے ناگواری سے کہا۔

''تمہاری آمد کی خوشی میں''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''کیوں مذاق کرتے ہو۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں۔ میں ان کے لئے بالکل اجنبی ہوں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہی تو تمہارا جرم ہے عمران کہ تم ان کے لئے اجنبی ہو اور یہ قبیلہ آدم خور بھی ہے اور اجنبیوں کا گوشت بڑے شوق سے بھون کر کھاتا ہے کیونکہ ان کے خیال میں اجنبی لوگوں پر نحوست ہوتی ہے اور بھوننے سے نحوست ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ لوگ گوشت کو نمک مرچ کے بغیر ہی پسند کرتے ہیں تاکہ گوشت کا ذائقہ تبدیل نہ ہو''...... مقدس پاپڑا نے جواب میں کہا تو عمران کچھ نہ بولا۔ ڈھول کی آواز بند ہو چکی تھی۔ چند لمحوں بعد پاپڑا کا روشن جسم یکدم بجھ گیا اور وہاں تاریکی پھیل گئی۔ ایک منٹ بعد ہی سامنے سے کئی مشعلوں کی روشنی نمودار ہونے لگی۔ جلد ہی وہ ان مشعلوں کے قریب پہنچ گئے اور آٹھ دس نیزہ بردار جنگلی دکھائی دینے لگے۔ ان کے سیاہ جسموں کے زیریں حصے کسی پودے کے چوڑے پتوں سے چھپے ہوئے تھے اور ان کے عقب میں بستی کے جھونپڑے نظر آ رہے تھے۔ چار پانچ جنگلیوں کے ہاتھوں میں روشن مشعلیں تھیں اور وہ

سب عمران کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کافی تنومند اور قوی الجثہ آدمی جس نے کسی جانور کی کھال سے اپنی ستر پوشی کی ہوئی تھی، عمران کو گھور رہا تھا۔ پاپڑا عمران کے سر سے چھ سات فٹ کے فاصلے پر ہوا میں معلق تھا لیکن شاید وہ جنگلیوں کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

''اجنبی تم کون ہو اور اس طرف کیا کرنے آئے ہو''۔ تنومند شخص نے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا ایک ساتھی تمہاری قید میں ہے اور میں اسے آزاد کرانے آیا ہوں''...... عمران نے بے خوف لہجے میں کہا تو اس قد آور شخص کا منہ حیرت سے کھل گیا اور وہ اس طرح غور سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

''اچھا۔ تو تم وہی ہو جسے ایک بدروح نے ہماری گرفت سے بچالیا تھا''...... چند لمحوں بعد اس شخص نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بات پر بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک سمجھے ہو سپہ سالار چباڑو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا نام سن کر وہ جنگلی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تم۔ تم مجھے کیسے جانتے ہو اجنبی''...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے سردار چانواں سے ملنا چاہتا ہوں سپہ سالار۔ مجھے فوراً اس کے پاس لے چلو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو

سپہ سالار چباڑو نے بے اختیار چونکتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے عمران کو گھیرے میں لے لیا۔ سپہ سالار چباڑو کچھ نروس ہو چکا تھا۔

''آؤ''...... اس نے بستی کی طرف مڑتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ سپہ سالار اور عمران کی گفتگو کے دوران پاپڑا غائب ہو گیا تھا لیکن عمران کو یقین تھا کہ پاپڑا پوشیدہ طور پر ان کے اوپر ہوا میں تیر رہا ہو گا۔ اس کے پوشیدہ ہونے میں یقیناً کوئی حکمت عملی تھی اس لئے عمران نے اس کی زیادہ فکر نہ کی۔ وہ جانتا تھا کہ پاپڑا سریشم دیوی کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت سے غافل نہیں رہے گا۔ اس لئے عمران اطمینان سے سپہ سالار چباڑو کے پیچھے قدم اٹھا رہا تھا اور جنگلیوں نے تین اطراف سے اسے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ بستی کے جھونپڑے آپس میں ملے ہوئے تھے اور بستی کے اندر جانے کا راستہ بائیں جانب تھا۔ وہ سب بستی میں داخل ہوئے ہی تھے کہ جھونپڑوں سے کئی افراد باہر نکل آئے ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ عمران کو دیکھ کر وہ لوگ خوش ہونے اور ایک دوسرے کو یوں مبارکباد دینے لگے جیسے عید کا چاند دیکھ لیا ہو۔ بستی کے اندر ایک کافی وسیع میدان تھا اس میدان کی دوسری جانب ایک اونچے چبوترے پر ایک بڑا اور کشادہ جھونپڑا بنا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک مسلح جنگلی سپاہی مستعد کھڑا تھا۔ سپہ سالار چباڑو اور اس کے ساتھی جنگلی سپاہی

عمران کو اسی بڑے جھونپڑے کی طرف لے جا رہے تھے۔

اچانک اس جھونپڑے کی چھت پر بیٹھا ایک غیر معمولی جسامت والا عقاب یکدم فضا میں بلند ہوا اور پرواز کرتا ہوا شمال کی طرف چلا گیا تو عمران نہ سمجھ سکا کہ اس کی آمد پر وہ عقاب کیوں اڑ گیا۔

جھونپڑے کے سامنے پہنچ کر سپہ سالار چباڑو نے سپاہیوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود چبوترے کا زینہ چڑھ کر جھونپڑے کے دروازے پر جا رکا۔ اس نے وہاں کھڑے سپاہی سے کچھ کہا اور وہ محافظ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا تو عمران بے چینی سے آئندہ لمحات کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد جھونپڑے میں جانے والا محافظ باہر آیا تو اس کے عقب میں ایک کافی موٹا شخص بھی باہر نکل آیا۔ عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس شخص کا سر بالوں سے محروم تھا اور اس نے اپنے بدن پر شیر کی کھال لپیٹ رکھی تھی۔ عمران کے اندازے کے مطابق وہ آدمی سردار چانواں ہی ہو سکتا تھا۔ اس کے باہر آتے ہی سپہ سالار چباڑو اس کے سامنے رکوع کے انداز میں جھکا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن سردار چانواں کی تیز نگاہیں عمران کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''سپہ سالار۔ یہ اجنبی کون ہے''...... سردار چانواں نے ایک لمحہ بعد سپہ سالار چباڑو سے کہا۔

''سردار۔ یہ اسی شخص کا ساتھی ہے جسے ہم ساحل سے پکڑ لائے تھے مقدس جھونگا کے حکم پر۔ یہ اپنے ساتھی کو آزاد کرانے آیا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا تھا''...... سپہ سالار چباڑو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سردار چانواں بے اختیار چونک پڑا۔

''اجنبی۔ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے''...... سردار چانواں نے عمران کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''اپنے ساتھی کی رہائی کے لئے۔ تم اسے میرے حوالے کر دو''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''اگر ہم ایسا نہ کریں تو پھر''...... سردار چانواں نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا تو عمران سوچ میں پڑ گیا۔

''سردار۔ مقدس دیوی کا حکم ہے کہ قیدی کو آزاد کر دو۔ ورنہ تم پر اور تمہاری بستی پر دیوی کا قہر نازل ہو گا اور پوری بستی فنا ہو جائے گی۔ کچھ باقی نہیں رہے گا''...... عمران کے بولنے سے پہلے ہی یکدم مقدس پاپڑا کی آواز بلند ہوئی تو سب لوگوں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور وہ یکلخت خوفزدہ نظر آنے لگے۔ یقیناً انہیں مقدس پاپڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''ہم کسی دیوی کو نہیں مانتے۔ تم کس دیوی کی بات کر رہے ہو''...... سردار چانواں نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہی جو قبیلہ ژوان، قبیلہ شالمی، قبیلہ ڈھینگری اور قبیلہ کلاسرا کی دیوی ہے''...... مقدس پاپڑا کی آواز گونجی تو اس کا جواب سن کر سردار چانواں پریشان نظر آنے لگا۔ سپہ سالار چباڑو اور اس کے ساتھی بھی سہمے ہوئے تھے۔

''وہ قیدی ہمارے وچ ڈاکٹر مقدس جھونگا کی امانت ہے۔ ہم اس کی اجازت کے بغیر قیدی کو آزاد نہیں کر سکتے''...... چند سیکنڈ بعد سردار چانواں نے کہا تو اسی لمحے شمال کی جانب سے دیو پیکر عقاب چیختا ہوا فضاء میں نمودار ہوا اور سب لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ عقاب اڑتا ہوا نیچے آیا اور سردار چانواں کے کندھے پر آ بیٹھا۔

''اجنبی۔ مقدس جھونگا آ رہا ہے۔ وہی آ کر فیصلہ کرے گا کہ قیدی کو آزاد کیا جائے یا تمہیں بھی قید کر لیا جائے''...... سردار چانواں نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران نے محسوس کیا کہ مقدس پاپڑا کی غیبی آواز سن کر جنگلیوں پر جو خوف طاری ہوا تھا، اس عقاب کی آمد پر زائل ہو گیا تھا۔ شاید عقاب کے چیخنے سے وہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ ان کا وچ ڈاکٹر آ رہا ہے اور ان کا خوف دور ہو گیا تھا۔ پاپڑا کی خاموشی سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بھی مقدس جھونگا کے آنے تک کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا لیکن عمران کا یہ اندازہ غلط نکلا کیونکہ اسی لمحے سردار چانواں کے جھونپڑے سے یکدم آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تھے۔ آگ دیکھ کر جنگلیوں نے شور مچا دیا اور سردار چانواں نے فوراً ہی چبوترے سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ سپہ سالار چباڑو بھی بوکھلا کر چبوترے سے اتر آیا۔

''سردار چانواں۔ تمہارے وچ ڈاکٹر کے آنے تک تمہاری پوری

بستی جل کر راکھ ہو جائے گی۔ جلدی سے قیدی کو آزاد کر کے اجنبی کے حوالے کر دو''...... مقدس پاپڑا کی زناٹے دار آواز سنائی دی۔

''تم۔ تم۔ کون ہو''...... سردار چانواں نے بوکھلا کر پوچھا۔ آگ کا شور بلند ہوتے ہی جھونپڑوں سے تمام جنگلی باہر نکل آئے تھے۔

''میں سریشم دیوی کا طاقتور اوتار مقدس پاپڑا ہوں''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''مقدس جھونگا کے آنے تک ہمیں مہلت دو پاپڑا''...... سردار چانواں نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

''پاپڑا نہیں مقدس پاپڑا کہو کمبخت۔ مقدس جھونگا نہیں آئے گا''۔ مقدس پاپڑا کی غراہٹ بھری آواز بلند ہوئی۔

''ٹھیک ہے۔ تم آگ بجھا دو۔ میں قیدی آزاد کر دوں گا''۔ سردار چانواں نے اپنے جلتے ہوئے جھونپڑے کی طرف دیکھ کر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''شرط نہیں چلے گی چانواں کے بچے۔ میں تمہارا غلام نہیں ہوں کہ تمہاری شرط مان لوں''۔ مقدس پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''شرط نہیں مقدس پاپڑا۔ میں تو التجا کر رہا ہوں''...... سردار چانواں نے بوکھلا کر جلدی سے کہا۔

''اچھا۔ تو یوں بھونکو''...... مقدس پاپڑا نے ہنس کر کہا اور پھر دوسرے ہی لمحے جھونپڑے میں لگی آگ یکدم غائب ہو گئی۔

''چلو۔ اب نکالو قیدی کو''...... مقدس پاپڑا نے تحکمانہ لہجے میں

کہا اور سردار چانواں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک فضا میں ایک انسانی کھوپڑی نمودار ہوئی اور سب لوگ چونک کر کھوپڑی کی طرف دیکھنے لگے۔ کھوپڑی قریب آ پہنچی اور فضاء میں معلق ہو گئی۔

''سردار چانواں۔ اس غلام روح پاپڑا سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مقدس جھونگا نے قیدی کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ تم اس اجنبی کو گرفتار کر لو''...... کھوپڑی سے ایک نسوانی آواز نکلی تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مقدس جھونگا اس طرف آ رہا ہے چڑبل''...... سردار چانواں نے خوش ہو کر کہا۔

''اس کے آنے کی کیا ضرورت ہے سردار۔ میں جو آ گئی ہوں''۔ کھوپڑی سے ہنستی ہوئی آواز آئی مگر اسی لمحے جھونپڑے کی چھت پر مقدس پاپڑا کا ننھا وجود نمودار ہوا اور اسے دیکھ کر جنگلیوں کی حیرت کی شدت سے چیخیں نکل گئیں۔

''او منحوس چڑبل۔ تم آ گئی ہو تو کون سی قیامت آ گئی ہے''۔ مقدس پاپڑا نے چڑبل نامی کھوپڑی کو مخاطب کر کے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو میرے بچے''...... کھوپڑی سے حیرت بھری آواز ابھری۔

''میں بچہ نہیں۔ تمہارا باپ ہوں چڑبل اور تمہیں یہاں سے واپس نہیں جانے دوں گا''...... پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''گویا باپ بیٹی کو دھمکی دے رہا ہے۔ کیا خوب تماشا ہے''۔ کھوپڑی سے ہنستی ہوئی طنزیہ آواز آئی۔

''تماشا تو یہ ساری بستی دیکھے گی۔ پہلے یہ بتاؤ تمہاری حیثیت کیا ہے تا کہ اس کے مطابق تم سے سلوک کروں''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''پاپڑا۔ ادب سے بات کرو''۔ چڑبل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا جی تو چاہتا ہے کہ تمہاری اتنی مرمت کروں کہ تم ادب کے قابل ہی نہ رہو''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''تم اپنی شامت کو آواز دے رہے ہو پاپڑا''...... کھوپڑی چڑبل نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو کیا تمہیں انڈے دوں نابکار چڑیل''...... پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جواب میں کھوپڑی یکدم اپنی جگہ پر ہوا میں لٹو کی طرح گھومنے لگی۔ اس کی رفتار لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ عمران حیرت سے اس پر نگاہیں جمائے منتظر تھا کہ دیکھو کیا رونما ہوتا ہے۔ بستی والے بھی خوفزدہ نگاہوں سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کھوپڑی کے گھومنے کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ اس پر نظر ٹکانا دشوار ہو گیا اور پھر اچانک اس سے نیلی پیلی اور سرخ چنگاریاں اس طرح پھوٹنے لگیں جیسے گرائنڈر پر ہتھیار تیز کرنے سے خارج ہوتی ہیں لیکن یہ چنگاریاں کافی موٹی موٹی تھیں اور سات آٹھ گز کے فاصلے تک پہنچ رہی تھیں۔ کھوپڑی کے گھومنے سے چنگاریاں دائرہ بنا رہی تھیں۔

یوں لگتا تھا جیسے دہکتے انگاروں کی زنجیر گھوم رہی ہو۔ پھر یکدم کھوپڑی گھومتی ہوئی مقدس پاپڑا کی طرف بڑھنے لگی جو اطمینان سے سردار چانواں کے جھونپڑے کی چھت پر بیٹھا کھوپڑی کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ چندلمحوں بعد چربل نامی کھوپڑی پاپڑا کے اتنا قریب پہنچ گئی کہ چنگاریاں پاپڑا کے ننھے وجود سے ٹکرانے لگیں لیکن مقدس پاپڑا کو ان چنگاریوں سے کوئی نقصان نہ پہنچا اور نہ اس پر کوئی اثر ہوا۔

''چربل۔ کوئی دوسرا وار کرو۔ یہ چنگاڑیاں تو بہت ٹھنڈی ہیں۔ مجھے سردی لگنے لگی ہے''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا تو کھوپڑی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران سمجھ گیا کہ چربل کھوپڑی پاپڑا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

''اچھا۔ اب میرا جواب دیکھو چربل کی بچی''...... مقدس پاپڑا نے کھوپڑی کو خاموش دیکھ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی پاپڑا کی آنکھوں سے تڑپتی ہوئی سرخ شعاعیں نکل کر کھوپڑی پر پڑیں اور کھوپڑی میں آگ لگ گئی۔ دوسرے ہی لمحے اس سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں اور اس کے گھومنے کی رفتار سست پڑ گئی۔ وہ بری طرح جلتی ہوئی بائیں طرف پرواز کرنے لگی لیکن جھونپڑی سے دوسری طرف پہنچتے ہی ایک زور دار دھماکا ہوا اور اس کے پرخچے اڑ گئے۔ یہ دیکھ کر بستی والے بیک وقت چیخے اور پاپڑا کے سامنے زمین پر سجدے میں گر گئے۔

''آسمانی دیوتا۔ ہم پر رحم کر۔ ہمارے گناہ معاف کر''...... تمام جنگلی خوف سے گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگے۔

''بدبختو۔ میں دیوتا نہیں، مقدس سریشم دیوی کا ادنیٰ سا غلام ہوں۔ تم مقدس دیوی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہی تم پر رحم کر سکتی ہے۔ مجھے تو اس نے تمہاری بستی تباہ کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ تمہارے سردار نے مقدس دیوی کے ایک مہمان کو قید کر رکھا ہے۔ جب تک اس قیدی کو آزاد نہ کیا جائے گا مقدس دیوی تمہیں معاف نہیں کرے گی''...... مقدس پاپڑا نے بلند آواز میں کہا تو عمران نے سردار چانواں اور سپہ سالار چباڑو کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں بھی چربل کھوپڑی کے فنا ہونے پر بہت خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے پھر اچانک سردار چانواں نے کندھے پر بیٹھے عقاب کی طرف چہرہ موڑا اور ایک لمحہ بعد عقاب اس کے کندھے سے بلند ہو کر اڑتا ہوا جلد ہی تاریک فضا میں گم ہو گیا۔ عمران کو شبہ ہوا کہ وہ عقاب پیغام رسانی کے لئے استعمال ہوتا تھا اور یقیناً سردار چانواں نے اسے کوئی پیغام دے کر مقدس جھونگا کی طرف روانہ کیا تھا کیونکہ پہلے وہ عقاب اس کی آمد پر چند منٹ کے لئے بستی سے باہر شمال کی طرف چلا گیا تھا اور شمال کی طرف ہی پہاڑیوں میں بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اسی لمحے مقدس پاپڑا نے سردار چانواں کو مخاطب کیا تو عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا۔

''سردار چانواں۔ تم نے طلسمی عقاب کو اپنے وچ ڈاکٹر کے

پاس بھیجا ہے لیکن وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ میرے خوف سے وہ اپنے ٹھکانے پر سہمے ہوئے کتے کی مانند دم دبائے بیٹھا ہو گا۔ اسی لئے اس کا انتظار کرنے کی بجائے فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو“۔ مقدس پاپڑا نے سخت لہجے میں کہا۔

”قیدی میرے پاس نہیں ہے مقدس پاپڑا۔ تم نے مقدس جھونگا کی غلام کھوپڑی چربل کا بیان نہیں سنا کہ“...... سردار نے سر جھکا کر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”سنا کیوں نہیں۔ میں کوئی بہرہ تو نہیں ہوں“...... مقدس پاپڑا نے سردار کی پوری بات سنے بغیر ہی غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چربل کہہ رہی تھی کہ مقدس جھونگا نے قیدی کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اب وہ ہمارے قید خانے میں نہیں ہے“...... سردار چانواں نے دوبارہ کہا۔

”قیدی جھونگا کے پاس پہنچ چکا ہے تو اس میں قصور کس کا ہے۔ تمہارا یا میرا“...... مقدس پاپڑا نے جلدی سے کہا۔

”کسی کا بھی نہیں ہے مقدس پاپڑا“...... سردار چانواں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

”تو کیا تمہارے باپ دادا کا قصور ہے خبیث کے بچے۔ اگر تم اسے فوراً آزاد کر کے اجنبی کے حوالے کر دیتے تو جھونگا کو موقع نہ ملتا۔ بہرحال اس جرم کی تمہیں سزا ضرور ملے گی“...... مقدس پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے

تڑپتی ہوئی شعاعیں نکل کر سردار چانواں پر پڑیں اور وہ چیختا، تڑپتا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس کے کندھوں سے اس کے دونوں بازو کٹ کر دور جا گرے تھے۔ اس کا حشر دیکھ کر سپہ سالار چباڑو نے نیزہ پھینکا اور مقدس پاپڑا کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ یہ دیکھ کر اس کے سپاہی بھی سجدہ ریز ہو گئے اور مقدس پاپڑا سے معافی مانگنے لگے۔ سردار چانواں زمین پر بری طرح تڑپتا ہوا چند لمحوں میں ہی بے ہوش ہو گیا تو پاپڑا نے سجدے میں پڑے جنگلیوں کو مخاطب کیا۔

”بستی والو۔ دیکھ لو۔ تمہارے سردار کا انجام تمہارے سامنے ہے جس نے مقدس دیوی کی حکم عدولی کی ہے۔ اگر تم نے مقدس سریشم دیوی کو اپنی دیوی مان لیا تو اس کے عذاب سے محفوظ رہو گے“۔ مقدس پاپڑا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ہم مقدس سریشم کو اپنی دیوی مانتے ہیں۔ ہم دیوی کی پوجا کریں گے“...... تمام جنگلیوں نے سجدے سے سر اٹھا کر بیک آواز کہا۔

عمران کے خیال میں مقدس پاپڑا وقت ضائع کر رہا تھا۔ پیٹر اب مقدس جھونگا کی قید میں تھا اور عمران اسے جلد از جلد آزاد کرانے کے لئے بے تاب تھا کہ نہ جانے مقدس جھونگا اس بے گناہ پر کیا ستم ڈھا رہا ہو گا چنانچہ عمران نے پاپڑا سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو اچانک فضا میں وہی دیو پیکر عقاب نمودار ہوا اور اس بار اسے دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ وہ عقاب اپنی پہلی

جسامت سے کئی گنا بڑا دکھائی دے رہا تھا۔ شاید شتر مرغ سے بھی چار گنا بڑا جبکہ اس کے پر کم از کم بارہ فٹ تک پھیلے ہوئے تھے اور اس کے دونوں پنجوں میں چھوٹی چھوٹی چٹانیں دبی ہوئی تھیں۔ یہ چٹانیں اگر بستی کے میدان میں جمع افراد پر گرائی جاتیں تو شاید ہی کوئی زندہ بچ پاتا۔ عمران حیران تھا کہ ایک پرندہ اتنی بھاری چٹانیں اٹھا کر کیسے اڑ سکتا ہے۔ یقیناً کوئی طلسماتی چکر تھا اور وہ چٹانیں اسے کچلنے کے لئے بھیجی گئی تھیں اس لئے وہ ہوشیار ہو گیا۔

’’مقدس پاپڑا۔ یہ کیا ماجرا ہے‘‘...... عمران نے پاپڑا کی طرف دیکھ کر پوچھا تو پاپڑا ہنس پڑا۔

’’فکر مت کرو علی عمران۔ وہ جھونگا پلید ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے مگر یہ بھول گیا ہے کہ ان چٹانوں کی زد میں آ کر اس کا قبیلہ ہی مارا جائے گا۔ بہرحال آنے دو اسے‘‘...... مقدس پاپڑا نے بے پروائی سے کہا۔ بستی والے بھی خوفزدہ نگاہوں سے عقاب کی طرف دیکھ رہے تھے۔

’’تم لوگ اپنے جھونپڑوں میں پناہ لے لو ورنہ یہ چٹانیں تمہیں کچل دیں گی اور تم میں سے کوئی نہ بچ گا‘‘...... پاپڑا نے چیختے ہوئے لہجے میں جنگلیوں سے کہا تو ان میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ لوگ اپنے اپنے جھونپڑے میں داخل ہونے لگے۔ دیو ہیکل عقاب سست رفتاری سے پرواز کرتا ہوا جلد ہی بستی کے اوپر آ پہنچا اور ہوا میں معلق ہو گیا۔ سردار چانواں بے ہوش پڑا تھا اور اب عمران کے

قریب صرف سپہ سالار چباڑو اور اس کے چند سپاہی کھڑے تھے اور دیو پیکر عقاب ان کے عین اوپر تقریباً چالیس فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔

’’پاپڑا۔ میں آ گیا ہوں تمہیں سزا دینے کے لئے‘‘...... دفعتاً عقاب سے ایک انسانی آواز آئی۔

’’تم کون ہوتے ہو مجھے سزا دینے والے نابکار‘‘...... مقدس پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میں جھونگا ہوں۔ تم نے میری غلام روح چربل کو فنا کر کے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں‘‘...... عقاب نے غضبناک آواز میں کہا۔

’’نہیں جھونگا۔ میں دستخط کیسے کر سکتا ہوں۔ مجھے تو لکھنا ہی نہیں آتا‘‘...... مقدس پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’لیکن میں دستخط کر کے آیا ہوں۔ یہ دیکھو میرے دستخط کا نمونہ‘‘۔ عقاب نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عقاب نے ایک پنجہ کھول دیا اور اس کے پنجے سے آزاد ہو کر چٹان نیچے گرنے لگی تو عمران کے قریب کھڑے جنگلی خوفزدہ ہو کر چیختے ہوئے پیچھے کی طرف بھاگے۔ عمران بھی بے اختیار چٹان کی زد میں آنے سے بچنے کے لئے اچھل کر چند قدم دور ہٹ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ چٹان زمین پر گرتی مقدس پاپڑا کی آنکھوں سے تڑپتی ہوئی شعاعیں نکل کر اس چٹان سے ٹکرائیں اور چٹان دھواں

بن کر ہوا میں بکھر گئی۔ اسی لمحے عقاب نے دوسری چٹان کو بھی اپنے پنجے سے آزاد کر دیا لیکن مقدس پاپڑا نے اس کا بھی وہی حشر کیا جو وہ پہلی چٹان کا کر چکا تھا۔

''خبیث جھونگا۔ اب اپنا حشر بھی دیکھ''...... مقدس پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے سرخ شعاعیں نکل کر عقاب کے جسم سے ٹکرائیں تو دیو پیکر عقاب چیختا ہوا زمین پر آ گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا لیکن ساکت ہوتے ہی اس کا جسم سکڑنے لگا اور جلد ہی وہ اپنی پہلی جسامت میں آ گیا۔ عمران نے اس کے مرنے پر اطمینان کا سانس لیا مگر اسی لمحے عقاب کے جسم سے جھونگا کی آواز بلند ہوئی۔

''پاپڑا۔ مت سمجھنا کہ تم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ میں اپنے ٹھکانے پر بہ سلامت بیٹھا ہوں۔ تم اور تمہاری سریشم دیوی مجھے ہلاک کرنا تو کیا میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے''...... جھونگا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے ملعون کے بچے۔ اب میں وہیں تمہارے ٹھکانے پر آ کر تمہیں ملیامیٹ کروں گا۔ انتظار کرو''...... مقدس پاپڑا نے غضبناک ہو کر کہا تو جھونگا کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی۔

''عمران۔ آؤ چلیں۔ میں اس جھونگا خبیث کو فنا کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا''...... مقدس پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سپہ سالار۔ کیا تم مقدس سریشم کو اپنی دیوی مانتے ہو یا مرنا

چاہتے ہو''...... مقدس پاپڑا نے اس مرتبہ سپہ سالار چباڑو سے سخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں مقدس پاپڑا۔ میں مرتے دم تک مقدس دیوی کا پجاری رہوں گا''...... سپہ سالار چباڑو نے گھبرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فی الحال میں تمہیں اس بستی کا نیا سردار مقرر کرتا ہوں۔ عیش کرو۔ البتہ ہر ماہ کی چودھویں رات کو اپنے قبیلے کے ساتھ آبشار والی پہاڑی کے سامنے مقدس دیوی کی پوجا کرنا تمہارا فرض ہے''...... مقدس پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''بہت بہتر مقدس پاپڑا لیکن مقدس جھونگا قبیلے کو وہاں نہیں جانے دے گا''...... سپہ سالار چباڑو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''واہ۔ کیسے نہیں جانے دے گا۔ وہ تمہیں روکنے کے لئے زندہ نہیں رہے گا۔ میں اسے فنا کرنے جا رہا ہوں۔ تم بتاؤ، وہ خبیث کہاں رہتا ہے''...... مقدس پاپڑا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں سے تقریباً ڈیڑھ ہزار قدم کے فاصلے پر شمال کی جانب گھنے درختوں کے اندر اس کا جھونپڑا ہے جس کی حفاظت اس کی غلام طاقتیں کرتی ہیں اور وہ جھونگا کی اجازت کے بغیر کسی کو قریب نہیں جانے دیتیں''...... سپہ سالار چباڑو نے جسے پاپڑا نے بستی کا سردار مقرر کیا تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے چونک کر پاپڑا کی طرف دیکھا۔

''مقدس پاپڑا۔ تم اس سے پوچھ رہے ہو۔ کیا تمہیں علم نہیں

ہے''۔عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''علم تو ہے عمران لیکن اس سے مفت میں پوچھ لیا ہے۔ کچھ خرچ تو نہیں کرنا پڑا''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔ عمران جو خود اپنی دنیا کے لئے ٹیڑھی کھیر مشہور تھا، وہ ابھی تک مکمل طور پر پاپڑا کو نہیں سمجھ سکا تھا کہ آخر پاپڑا کس قسم کی شے ہے کہ کبھی تو وہ درندوں سے بھی زیادہ خونخوار اور غضبناک نظر آتا تھا اور کبھی مسخروں جیسی باتیں کرنے لگتا تھا۔ عمران اس کی بے پناہ ماورائی صلاحیتوں کا معترف تھا اور سریشم دیوی کو بھی پاپڑا پر کامل اعتماد اور بھروسا تھا۔ ورنہ وہ پاپڑا کو اس کی اعانت و رہنمائی کے لئے اس کے ساتھ بھیجنے کی بجائے خود اس کے ساتھ چلی آتی۔

''چپاڑو۔ کیا ایک گھوڑا یا گدھا مل سکتا ہے۔ ہے تو لے آؤ''۔ عمران نے سپہ سالار چپاڑو سے کہا۔

''کیا۔تم نے گھوڑے گدھے کا کیا کرنا ہے علی عمران''...... پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔

''اس پر سوار ہو کر سفر کروں گا''۔عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ گدھے پر سواری۔ کیا یہ تمہارے شایانِ شان ہو گا عمران۔ کہیں تم کمہار تو نہیں ہو''...... پاپڑا نے چونک کر کہا۔

''بکواس مت کرو پاپڑا۔ میں سریشم دیوی سے تمہاری شکایت کروں گا''......عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔نہیں۔ ایسا غضب مت کرنا میرے آقا۔ مقدس دیوی

تم سے لافانی محبت کرتی ہے اور تم اس کے کھوئے ہوئے محبوب ہو۔تم نے ایک لفظ بھی اس سے کہا تو وہ مجھے فنا کر دے گی۔ مجھے معاف کر دو''...... پاپڑا نے ہاتھ باندھ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔تو میرے لئے سواری کا انتظام کرو''......عمران نے اس کی بوکھلاہٹ پر مسکراتے ہوئے کہا۔

''چپاڑو کے بچے۔ دیکھتے کیا ہو۔ جلدی سے سواری لے آؤ''۔ پاپڑا نے چیخ کر سپہ سالار چپاڑو سے کہا تو وہ یکدم بوکھلا کر بستی سے باہر کی جانب دوڑا پڑا۔ چند منٹ بعد وہ ایک گھوڑا دوڑاتا ہوا واپس آیا اور عمران کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر گھوڑا عمران کے حوالے کر دیا تو عمران گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پاپڑا جھونپڑے کی چھت سے بلند ہوا کر بستی سے باہر کی جانب ہوا میں تیرنے لگا تو عمران اس کے پیچھے گھوڑا دوڑانے لگا۔ بستی سے باہر آ کر پاپڑا شمال کی جانب پرواز کرنے لگا۔ اس کے جسم سے دوبارہ روشنی پھوٹنے لگی تھی اور اس روشنی میں عمران اس کے پیچھے گھوڑے پر سفر کر رہا تھا۔ تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جنگل گھنا ہو گیا تو عمران نے گھوڑے کی رفتار کم کر دی لیکن تھوڑی دیر بعد اچانک گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور عمران اچھل کر زمین پر گرتا چلا گیا۔

حادثہ غیر متوقع تھا اور عمران اس وقت بلیک پاور اور مقدس جھونگا سے نمٹنے کے بارے میں سوچ رہا تھا اس لئے اچانک گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرتے ہوئے اس کے حلق سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔ پاپڑا نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا اور تیزی سے زمین پر اتر گیا۔

''اوہ۔ تم ٹھیک تو ہو علی عمران''...... اس نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ تم گھوڑے کو دیکھو''...... عمران نے سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''گھوڑے تو میں برسوں سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تمہاری فکر ہے''...... پاپڑا نے کہا۔

''ارے۔ گھوڑے کی ٹانگیں''...... عمران نے گھوڑے کی طرف

دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''ٹانگیں چار ہی ہوتی ہیں۔ دو اگلی اور دو پچھلی''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''مگر اس کی دو غائب ہو چکی ہیں پاپڑا کے بچے''...... عمران نے غصے سے کہا تو پاپڑا نے گھوڑے کی طرف دیکھا اور حیرت سے اچھل پڑا۔ گھوڑے کی اگلی دونوں ٹانگیں جسم سے اس طرح غائب تھیں جیسے وہ پیدائشی معذور ہو۔

''کیا یہ کوئی طلسمی چکر ہے مقدس پاپڑا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ لگتا ہے جھونگا ہمیں روکنا چاہتا ہے۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ جھونگا ناکام رہے گا''...... پاپڑا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ گھوڑا زمین پر پڑا بے بسی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اب کیا کریں پاپڑا۔ گھوڑا تو بے کار ہو گیا ہے''...... عمران نے پاپڑا کی طرف دیکھ کر کہا۔

''عمران۔ تمہیں ہی شوق تھا گھوڑے پر چڑھنے کا۔ ورنہ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ پیدل چلو۔ اب کہو تو بستی سے نیا گھوڑا منگواؤں ، یہ گھوڑا تو تمہیں راس نہیں آیا''...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''رہنے دو۔ پیدل چلتے ہیں۔ جھونگا نے دوسرے گھوڑے کو بھی بے کار کر دیا تو خوانخواہ وقت ضائع ہو گا''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ۔ اب تھوڑا فاصلہ رہ گیا ہے"...... پاپڑا نے کہا اور عمران کے آگے آگے زمین سے چند فٹ کی بلندی پر ہوا میں تیرنے لگا لیکن ابھی عمران نے بیس پچیس قدم کا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ہولناک آوازوں سے جنگل گونجنے لگا۔ عمران نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا تو اسے لگا جیسے بہت سی بدروحیں مل کر شور مچا رہی ہوں۔ ان کی خوفناک آوازیں چاروں طرف سے آ رہی تھیں لیکن مقدس پاپڑا اور عمران بغیر رکے آگے بڑھتے رہے۔

"مقدس پاپڑا۔ یہ کیسا شور ہے"...... عمران نے چلتے چلتے پاپڑا سے کہا۔

"جھونگا کی غلام روحیں تمہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں تاکہ تم ڈر کر بھاگ جاؤ"...... پاپڑا نے جواب دیا اور اسی لمحے بد روحیں خاموش ہو گئیں تو اس کے فوراً بعد ہی سانپوں کی تیز سرسراہٹیں اور پھنکاریں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے نیچے دیکھا تو یکدم بوکھلا گیا۔ زمین پر سیاہ رنگ کے کئی سانپ رینگتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پاپڑا کے جسم سے پھوٹنے والی روشنی میں ان سانپوں کی دو شاخہ زبانیں منہ سے اندر باہر ہوتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"پاپڑا سانپ"...... عمران نے رکتے ہوئے زور سے کہا۔

"عمران۔ میں سانپ نہیں ہوں"...... پاپڑا نے مڑ کر جلدی سے کہا۔

"یہ دیکھو"...... عمران نے ہاتھ سے سانپوں کی طرف اشارہ کیا تو پاپڑا نے نیچے نظر ڈالی۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے تڑپتی ہوئی ہلاکت خیز شعاعیں نکل کر سانپوں پر پڑیں اور وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔

"آؤ عمران۔ میں اس خبیث وچ ڈاکٹر جھونگا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"...... پاپڑا نے دوبارہ آگے بڑھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران خاموشی سے اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھنے درختوں سے گزر کر دوسری جانب پہنچے تو سامنے ایک وسیع و عریض جھونپڑا دکھائی دیا۔ اس کے اردگرد دس بارہ قدم کے احاطے میں کوئی درخت یا جھاڑی نہ تھی۔ وہ جھونپڑا زمین سے تقریباً چھ فٹ بلند چبوترے پر بنا ہوا تھا اور اس کی چھت پر ایک لحیم شحیم بندر بیٹھا خونخوار نگاہوں سے عمران کو گھور رہا تھا۔ جھونپڑے کے دو دروازے تھے جو بند نظر آ رہے تھے اور اندر مشعل جل رہی تھی۔ ایک دروازے کے باہر سیاہ رنگ کا قد آور کتا یوں ٹہل رہا تھا جیسے پہرہ دے رہا ہو۔ وہ کتا عمران کو دیکھ کر یکدم رک گیا اور زور زور سے بھونکنے لگا۔

"بھونکو مت خبیث روح۔ ورنہ ابھی ٹانگیں توڑ ڈالوں گا۔ کہاں ہے تمہارا بزدل آقا"...... مقدس پاپڑا نے کتے کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"زبان سنبھال کر بات کرو پاپڑا"...... چھت پر بیٹھے بندر نے

یکدم انسانی آواز میں پاپڑا کو للکارتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم کون ہو لنگور کے بچے''...... مقدس پاپڑا نے بندر کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''بکواس مت کرو پاپڑا۔ چلو بھاگو یہاں سے۔ ورنہ بے موت مارے جاؤ گے''...... بندر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ارے جب یہ کتا بھونک رہا ہے تو تمہارے بھونکنے کی کیا ضرورت ہے گدھے''...... مقدس پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''میں کہتا ہوں یہاں سے بھاگ جاؤ پاپڑا''...... بندر نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''کیوں بھاگ جاؤں۔ آیا ہوں تو تمہارا کباڑا کر کے ہی جاؤں گا۔ ذرا نیچے تو آؤ بزدل کہیں کے''...... جواب میں پاپڑا نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اسی لمحے سیاہ کتے نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران غافل نہیں تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور کتا اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آ گرا تو عمران نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال لیا لیکن فائر کرنے سے پہلے ہی پاپڑا کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر کتے پر پڑیں اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔

''پاپڑا۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ ڈالوں گا''...... چھت پر بیٹھے ہوئے بندر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''تو آؤ نا نیچے۔ وہاں بیٹھے کیوں بین بجا رہے ہو نابکار''۔ پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''کاش مجھے آقا نے نیچے اترنے کی اجازت دی ہوتی تو اس وقت تم میرے ہاتھوں فنا ہو چکے ہوتے''...... بندر نے دانت پیس کر کہا۔

''تو اب اجازت لے لو۔ کون سا تمہیں سمندر پار جانا پڑے گا''...... مقدس پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہی تو مجبوری ہے کہ آقا یہاں موجود نہیں ہے۔ اسے آنے دو پھر میں تم سے دو دو ہاتھ کروں گا''...... بندر نے پاپڑا کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کہاں گیا ہے وہ بزدل ذلیل جھونگا''...... پاپڑا نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران بھی چونک پڑا تھا۔

''پاپڑا۔ میرے آقا کو گالی نہ دو''...... بندر نے غضبناک ہو کر کہا۔

''تو کیا اسے زہر دوں۔ تم شرافت سے بتا دو کہ جھونگا کہاں ہے''...... پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں بتاؤں گا۔ کرلو جو کرنا ہے''...... بندر نے لاپروائی سے کہا تو پاپڑا کی آنکھوں سے خونیں شعاعیں نکل کر بندر پر پڑیں اور وہ تڑپتا ہوا چھت سے نیچے چبوترے پر آ گرا۔ مگر دوسرے ہی لمحے عمران حیرت سے اچھل پڑا۔ بندر نیچے گرتے ہی ایک کبوتر میں تبدیل ہو کر اڑتا ہوا گھنے درختوں میں غائب ہو گیا تھا۔

''عمران اندر جا کر دیکھو۔ شاید تمہارا ملازم پیٹر اندر ہو''۔ مقدس

پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا تو عمران چبوترے پر چڑھ کر جھونپڑے کے ایک دروازے پر پہنچا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھوں سے دروازے کو دھکیلا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر پشت کے بل چبوترے سے نیچے آ گرا اور اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔ مقدس پاپڑا بوکھلا کر جلدی سے عمران کی طرف لپکا۔

''اوہ۔ کیا ہوا علی عمران''...... پاپڑا نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے عمران کے جسم کو ٹٹولتے ہوئے کہا لیکن عمران فوراً بول نہ سکا اس کے حواس معطل ہو گئے تھے اور آنکھوں کے سامنے چنگاریاں سی اڑ رہی تھیں۔ اس کا پورا جسم مجہول سا ہو رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نادیدہ قوت نے اسے زور سے دھکا دیا تھا۔

وہ چند لمحوں تک اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔

''عمران۔ کیا دروازے میں سپرنگ لگے ہوئے تھے''...... مقدس پاپڑا نے تشویش بھری نگاہوں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کسی غیبی طاقت نے مجھے دھکا دیا تھا''...... عمران نے کمزور سی آواز میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ خبیث جاتے وقت دروازے پر منتر پھونک کر گیا تھا''...... پاپڑا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یقیناً یہی بات ہے۔ شاید کوئی غیبی محافظ دروازے پر موجود

ہے جس نے مجھے دھکا دیا ہے''...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی اس غیبی محافظ کو فنا کرتا ہوں''...... مقدس پاپڑا نے غضبناک ہو کر کہا اور دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے تباہ کن شعاعیں نکل کر دروازے سے ٹکرائیں تو ایک ہولناک چیخ کے ساتھ دروازہ جل کر راکھ ہو گیا لیکن چیخ دروازے کی نہیں ایک خوفناک اور مکروہ شکل چڑیل کی تھی جو دروازے میں پڑی تڑپ رہی تھی اور اس کا جسم جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔

''اب تم اطمینان سے اندر جا سکتے ہو عمران''...... مقدس پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا تو عمران دوبارہ چبوترے پر چڑھا اور جھونپڑے میں داخل ہو گیا اندر مشعل جل رہی تھی لیکن وہاں کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ البتہ جھونپڑے کے بائیں کونے میں ایک انسانی ڈھانچا کسی زندہ انسان کی طرح ساکت کھڑا تھا اور اس کی استخوانی کھوپڑی پر بیٹھا جنگلی چوہا عمران کو بری طرح گھور رہا تھا۔ اس کی سرخ سرخ آنکھوں سے خونخواری ٹپک رہی تھی اور اس کی دم اتنی لمبی تھی کہ ڈھانچے کی پشت کی جانب سے لٹکتی ہوئی فرش کو چھو رہی تھی۔ عمران جھونپڑے کا جائزہ لیتے ہوئے کن انکھیوں سے ڈھانچے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا کہ وہ ڈھانچا کس سہارے پر سیدھا کھڑا ہے کیونکہ ایک بے جان مردہ ڈھانچا اس طرح کیسے کھڑا رہ سکتا ہے۔ مگر اچانک ڈھانچے کی کھوپڑی پر بیٹھے چوہے

کے منہ سے ایک ہولناک چیخ نکلی اور عمران خوفزدہ ہو گیا۔ وہ خونخوار چوہا ڈھانچے کی کھوپڑی سے فرش پر کود کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"او نابکار۔ آقا کی اجازت کے بغیر تمہیں اندر آنے کی جرأت کیسے ہوئی"...... چوہے نے عمران کو گھورتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا تو اسے انسانی آواز میں بولتے دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ بھی کوئی روح ہے۔ عمران اس سے خوف محسوس کرتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کے لئے اپنے طاقتور ترین زندہ دشمنوں کی گردن توڑنا تو آسان تھا لیکن بدروحوں اور ماورائی مخلوق سے خوفزدہ ہونا انسانی فطرت تھی اور عمران بھی آخر انسان ہی تھا لیکن اس کے پیچھے ہٹتے ہی چوہے کی لمبی دم یکدم خوفناک اژدھے میں تبدیل ہو گئی اور وہ اژدہا بری طرح پھنکارتا ہوا عمران کی طرف رینگنے لگا تو عمران نے بوکھلا کر جیب سے ریوالور نکالا اور ریوالور اژدھے کی طرف سیدھا کیا ہی تھا کہ چوہے کی آنکھوں سے تیز روشنی کی شعاع نکل کر اس کے ریوالور سے ٹکرائی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر فرش پر گر گیا۔ عمران جلدی سے ریوالور اٹھانے کی کے لئے لپکا اور اسی لمحے دروازے میں مقدس پاپڑا نمودار ہوا تو اژدھا چوہا اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور عمران نے فوراً آگے بڑھ کر اپنا ریوالور اٹھا لیا۔

"ارے۔ چوہے کی دم اژدھا۔ کیا تم بھی اسی بدبخت جھونگا کے

غلام ہو"...... مقدس پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں چوہے سے کہا۔

"ہاں اور میں آقا کی اجازت کے بغیر اندر قدم رکھنے والے کو زندہ باہر نہیں جانے دیا کرتا"...... چوہے نے پاپڑا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اچھا جناب۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ ارے تمہاری کیا مجال ہے کہ ہمیں واپس نہ جانے دو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میرا نام مقدس پاپڑا ہے"...... پاپڑا نے طنزیہ انداز میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"تم مقدس پاپڑا ہو یا پاپڑی۔ مجھے ذرا بھی پرواہ نہیں ہے اب تم تیاری کرو"...... چوہے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کس چیز کی تیاری۔ کیا شادی کی تیاری"...... مقدس پاپڑا نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ اپنی بربادی کی۔ میں تمہیں فنا کرنے والا ہوں"۔ چوہے نے غراتے ہوئے کہا تو مقدس پاپڑا نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"ہاہاہا۔ ارے نادان بدزبان چوہے۔ تم اور مجھے فنا کرو گے"۔ مقدس پاپڑا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو چوہے نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی آنکھوں سے یکدم سرخ رنگ کی شعاعیں نکل کر مقدس پاپڑا کے جسم سے ٹکرائیں تو مقدس پاپڑا اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا اور اس کے حلق سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

''ارے بدبخت۔ تو تو واقعی خطرناک چیز ہے۔ میں تو تمہیں بزدل چوہا ہی سمجھ رہا تھا''...... مقدس پاپڑا نے کراہتے ہوئے کہا۔ عمران بھی حیران تھا کہ ایک چوہا مقدس پاپڑا کو یوں بھی اٹھا کر پھینک سکتا تھا۔

''میں تمہیں اسی طرح ہلاک کروں گا پٹخ پٹخ کر''...... چوہے نے پاپڑا سے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب تو میں بھی تیار ہوں خبیث کے غلام''...... مقدس پاپڑا نے یکدم غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے تڑپتی ہوئی شعاعیں نکل کر چوہے پر پڑیں تو وہ فوراً جل کر راکھ ہو گیا اور مقدس پاپڑا زمین سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''مقدس پاپڑا یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ شاید جھونگا نے میرے ساتھی پیٹر کو کسی خفیہ جگہ پر قید کر رکھا ہے''...... عمران نے پاپڑا سے کہا۔

''مجھے علم ہو چکا ہے عمران۔ اسی لئے تو میں تمہیں بلانے اندر آیا تھا۔ جھونگا نے پیٹر کو ایک درخت کے تنے میں قید کر رکھا ہے اور وہ درخت یہاں سے تقریباً تین سوقدم کے فاصلے پر ہے۔ آؤ اسے تلاش کرتے ہیں۔ جھونگا نے اس درخت کو میری نگاہوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے لیکن میں پیٹر کی بو سے اس درخت کو پہچان لوں گا''...... مقدس پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''مگر جھونگا خود کہاں ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ اس وقت بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر میں ہے لیکن اسے بعد میں دیکھیں گے، پہلے پیٹر کو آزاد کرالیں''...... مقدس پاپڑا نے جواب میں کہا اور پھر عمران اور پاپڑا جھونپڑے سے باہر آ کر ایک طرف روانہ ہو گئے۔ حسب معمول پاپڑا کا جسم روشنی بکھیرتا ہوا عمران کے آگے آگے ہوا میں تیر رہا تھا۔

لیکن ابھی وہ جھونپڑے سے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک فضاء میں سیٹی کی آواز گونجنے لگی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''عمران۔ کیا تم یہ آواز سن رہے ہو''...... پاپڑا نے جلدی سے مڑ کر عمران سے کہا۔

''ہاں۔ کوئی سیٹی بجا رہا ہے شاید''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کوئی بجا نہیں رہا۔ بلکہ کوئی غیبی طاقت اس طرف آ رہی ہے اور اس کے اڑنے سے سیٹی کی آواز پیدا ہو رہی ہے''...... مقدس پاپڑا نے کہا۔

''کون ہے وہ''...... عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی تم خود دیکھ لینا۔ فی الحال میں خود کو پوشیدہ کر رہا ہوں۔ فکر مت کرنا''...... مقدس پاپڑا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا روشن وجود یکدم غائب ہو گیا تو وہاں فوراً اندھیرا پھیل گیا۔ اب عمران تاریکی میں کھڑا تھا اور آنے والے لمحات کو پر خطر خیال کر

کے اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ سیٹی کی پراسرار آواز چاروں اطراف سے آتی محسوس ہو رہی تھی اس لئے یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وہ غیبی طاقت کس سمت سے وہاں پہنچے گی اور کس شکل میں ہو گی۔ وہ سانس روکے اس کے نمودار ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ عمران کے سامنے کی جانب ایک روشن نقطہ نمودار ہوا۔ وہ نقطہ جل بجھ رہا تھا۔ شاید کوئی جگنو تھا لیکن جوں جوں وہ جگنو نما نقطہ قریب آتا گیا۔ سیٹی کی آواز تیز ہوتی گئی جو یقیناً اسی جگنو کے اڑنے سے پیدا ہو رہی تھی۔ جلد ہی وہ جگنو عمران کے بالکل قریب آ پہنچا۔ اتنا قریب کہ عمران ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ سکتا تھا لیکن وہ جگنو اب ایک ہی جگہ ٹمٹما رہا تھا اور سیٹی کی آواز بند ہو گئی تھی۔

''عمران۔ کہاں گیا ہے وہ بدبخت پاپڑا''...... دفعتاً جگنو سے ایک غراہٹ بھری آواز بلند ہوئی تو عمران خوف و حیرت کے سبب جواب نہ دے سکا۔

''شاید مجھے دیکھ کر پاپڑا خوف کے مارے بھاگ گیا اور تمہیں مصیبت میں پھنسا گیا۔ بہرحال مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ پاپڑا نہ سہی تم سہی''...... عمران کو خاموش پا کر جگنو سے دوبارہ آواز ابھری اور دوسرے ہی لمحے اس جگنو کی جسامت اور روشنی بڑھنے لگی۔ وہ اب بھی پہلے کی طرح جل بجھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا وجود ایک خوفناک چہرے میں تبدیل ہو گیا اور اس چہرے کو دیکھ کر خوف

سے عمران کی سیٹی گم ہو گئی۔ فوری طور پر دہشت نے اس کے جسم کو ساکت کر دیا اور وہ خواہش کے باوجود اپنی جگہ سے حرکت نہ کر پا رہا تھا۔ اس بھیانک چہرے کی آنکھیں جل بجھ رہی تھیں اور ان کی روشنی میں عمران کو آس پاس کا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ خوفناک چہرہ عمران سے تین قدم کے فاصلے پر اور زمین سے تقریباً سات فٹ کی بلندی پر ہوا میں معلق تھا۔ اس کے ہونٹ غائب تھے اور نوکیلے دانت مکمل طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

''عمران۔ میرے آگے آگے چلو۔ یاد رکھو بھاگنے کی کوشش کی تو تمہاری شہ رگ ادھیڑ کر سارا خون پی جاؤں گا۔ میرا نام گالوچہ جن ہے اور میں تمہیں گرفتار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں''...... ایک دو لمحوں بعد اس خوفناک چہرے نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران یکدم گھبرا گیا اور اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس کی حفاظت کرنا مقدس پاپڑا کی ذمے داری ہے اور وہ اس کی مدد کرے گا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا۔

''نہیں۔ علی عمران اس نابکار کا حکم مت مانو''...... دفعتاً مقدس پاپڑا کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر یکدم رکتے ہوئے آواز کی طرف دیکھا لیکن پاپڑا نظر نہ آیا۔

''پاپڑا۔ سامنے آؤ۔ چھپے ہوئے کیوں ہو''...... گالوچہ جن نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تم کیا کر لوگے میرا''...... پاپڑا نے غصیلے لہجے میں

پوچھا۔

''خون پیوں گا تمہارا''...... گالوچہ جن نے جواب میں کہا۔

''لیکن میرا خون تو بہت زہریلا ہے۔ چکھتے ہی مر جاؤ گے''۔

پاپڑا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بے فکر رہو۔ تمہارا خون میرے منہ میں جاتے ہی میٹھا ہو جائے گا''...... گالوچہ جن نے بھی ہنس کر کہا۔

''پھر سوچ لو خبیث جن۔ بعد میں مت کہنا کہ میں نے بتایا نہیں تھا''...... مقدس پاپڑا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''پروا نہیں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ مجھے تو آقا کے حکم کی تعمیل کرنی ہے''...... گالوچہ جن نے بے پروائی سے کہا۔

''اچھا۔ تمہارا آقا کہاں ہے۔ میرا خون پینے سے پہلے اسے بلا لو''...... مقدس پاپڑا نے اطمینان سے کہا۔

''کیوں۔ خون میں نے پینا ہے۔ میرے آقا نے نہیں''۔ گالوچہ جن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مگر تمہارے جسم کی راکھ تو اسی نے اٹھانی ہے۔ یا اس کے لئے مزدور بلانا پڑے گا''...... مقدس پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''پاپڑا۔ تمہاری بکواس سن کر میری پیاس بڑھ ہو گئی ہے۔ جلدی سے سامنے آ جاؤ''...... گالوچہ جن نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

''پیاس بجھانے کے لئے تمہیں کدو کا رس پینا چاہئے''...... پاپڑا نے مشورہ دینے کے انداز میں کہا۔

''نہیں۔ میری پیاس صرف خون سے بجھتی ہے۔ میں تمہیں چند لمحوں کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم نے خود کو ظاہر نہ کیا تو پھر میں عمران کے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گا''...... گالوچہ جن نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''بجھا لو لیکن عمران کا خون بہت ترش ہے، تمہارے دانت کھٹے کر دے گا اس لئے تم میرا خون پیو اور جیو''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے والے درخت کی ایک شاخ پر نمودار ہو گیا۔ پاپڑا کا جسم روشن تھا۔ گالوچہ جن نے پاپڑا کی طرف دیکھا ہی تھا کہ پاپڑا کی آنکھوں سے تباہ کن شعاعیں نکل کر گالوچہ جن کے چہرے سے ٹکرائیں اور اس کی ہولناک چیخوں سے جنگل گونجنے لگا۔

گالوچہ جن کا چہرہ شعلوں میں گھرا بری طرح جل رہا تھا اور اس کی بھیانک چیخوں سے خوفزدہ ہو کر درختوں پر سوئے پرندے فضا میں اڑنے لگے تھے۔ جلد ہی اس کی چیخیں معدوم ہوتی چلی گئیں اور وہ جل کر راکھ ہو گیا تو اس کے فنا ہونے پر عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔

"عمران۔ جھونگا کا یہ وار بھی ناکام ہو گیا ہے۔ اب وہ نیا وار کرے گا۔ اس سے پہلے ہی ہمیں اس درخت تک پہنچ جانا چاہئے جس میں تمہارا ساتھی پیٹر قید ہے"...... مقدس پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ابھی وہ جگہ کتنی دور ہے پاپڑا"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"بس۔ چند منٹ بعد ہم وہاں پہنچ جائیں گے"...... مقدس پاپڑا

نے جواب میں کہا اور عمران کے آگے آگے اڑنے لگا تو عمران اس کی چالاکیوں پر غور کرنے لگا کہ پاپڑا کتنا شاطر اور باتونی تھا۔ پہلے وہ اپنے شکار کو باتوں کے چکر میں الجھاتا تھا اور پھر یکدم اس پر وار کر دیتا تھا۔ شاید اسے دشمن کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلنے میں مزہ آتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جگہ پہنچ کر پاپڑا رک گیا۔

"عمران۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ذرا تمہارے آدمی پیٹر کی بو سونگھ کر وہ درخت تلاش کرلوں۔ گھبرانا نہیں، میں زیادہ دور تک نہیں جاؤں گا۔ کوئی خطرہ پیش آئے تو مجھے آواز دے دینا"...... پاپڑا نے مڑ کر عمران سے کہا اور پھر یکدم غائب ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد اندھیرے میں عمران زمین پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ مگر چند لمحوں بعد اچانک عمران کے عقب میں ہلکی سی آواز ابھری جیسے پتے چرمرا رہے ہوں۔ عمران نے مڑ کر پیچھے دیکھا لیکن تاریکی میں کچھ نظر نہ آیا تو وہ خوفزدہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے کوئی چھپکلی جیسی چیز عمران کی دونوں ٹانگوں کے گرد لپٹتی چلی گئی تو عمران کے حلق سے بے ساختہ ہلکی سی چیخ نکلی اور اس نے فوراً جھک کر اس چیز کو اپنی ٹانگوں سے الگ کرنے کی کوشش کی مگر اسے چھوتے ہی خوف سے عمران کے دل کی دھڑکنیں جام ہونے لگیں کیونکہ وہ تقریباً تین انچ موٹا ناگ تھا۔ نہ جانے وہ ناگ کتنا لمبا تھا کہ اس نے آن کی آن میں عمران کو ٹانگوں سے لے کر کمر تک اسے اپنے بلوں میں جکڑ لیا تھا۔ پھر یکدم عمران کے وجود کو ایک جھٹکا لگا اور

اس کے پاؤں زمین سے اٹھتے چلے گئے۔ عمران نے زور سے پاپڑا کو آواز دی کیونکہ ناگ کے بلوں کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عمران کوشش کے باوجود خود کو آزاد نہیں کرا سکا تھا اور ناگ اس کے جسم کو زمین سے تقریباً نو فٹ تک بلند کر چکا تھا مگر اسی لمحے اچانک پاپڑا نمودار ہو گیا۔

''او نابکار۔ عمران کو چھوڑ دے۔ ورنہ راکھ کر ڈالوں گا''۔ پاپڑا نے غضبناک لہجے میں کہا تو جواب میں ناگ کے منہ سے انسانی قہقہہ بلند ہوا۔

''ہاہاہا۔ تم ایسا نہیں کر سکتے پاپڑا''...... ناگ نے کہا۔

''کیوں۔ کیا میں تم سے ڈرتا ہوں ملعون کے بچے''...... پاپڑا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ڈرتے تو ہو لیکن مجھ سے نہیں، اپنی اس دیوی سے جس کا یہ شخص محبوب اور تم غلام ہو''...... ناگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو اس میں کیا برائی ہے۔ غلام کو دیوی سے ڈرنا ہی چاہئے۔ اب تم عمران کو چھوڑتے ہو یا میں تمہیں فنا کر ڈالوں''...... پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ناگ عمران کو اپنے بلوں میں جکڑے مسلسل بلند ہو رہا تھا اور پاپڑا بھی اس کے ساتھ ساتھ بلند ہوتا جا رہا تھا مگر وہ عمران سے چھ سات فٹ دور تھا۔

''بے وقوف ہو تم۔ تم بھلا مجھے کیسے فنا کر سکتے ہو''...... ناگ کے منہ سے غصہ بھری آواز نکلی۔

''میں۔ میں تمہیں جلا کر راکھ کر ڈالوں گا خبیث''...... پاپڑا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اور دیوی کو کیا منہ دکھاؤ گے احمق''...... ناگ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تمہیں راکھ بنا کر اپنے منہ پر تو نہیں مل لوں گا۔ دیوی کو منہ نہ دکھا سکوں''...... پاپڑا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم تو بالکل پاگل ہو پاپڑا۔ میں تو تمہیں عقل مند سمجھتا تھا''...... ناگ نے ہنس کر کہا۔

''او گدھے کے تخم۔ کیا میں تمہیں پاگل معلوم ہوتا ہوں''۔ پاپڑا نے غضبناک ہو کر کہا۔

''بالکل۔ تم پرلے درجے کے بے وقوف بلکہ کوڑھ مغز ہو جو بات کو سمجھتے ہی نہیں۔ ارے تم مجھے جلاؤ گے تو کیا عمران بچا رہے گا''...... ناگ نے کہا۔

''اوہ۔ واقعی تم درست کہتے ہو''...... پاپڑا نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

''بس تو پھر صبر کرو اور واپس چلے جاؤ۔ اگر تم نے میرے پیچھے آنے کی کوشش کی تو میں عمران کو اپنے بلوں میں اتنا زیادہ دباؤں گا کہ اس کا کچومر نکل جائے گا''...... ناگ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو عمران غصے سے دانت پیسنے لگا کہ پاپڑا واقعی احمق ہے جو ناگ کے خلاف ایکشن لینے کی بجائے باتوں میں وقت ضائع کر رہا تھا

اور اتنی دیر میں ناگ کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ ناگ کی دھمکی سن کر عمران سمجھ گیا کہ اس وقت پاپڑا اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ اگر وہ ناگ کو اپنی خونی شعاعوں سے جلانے کی کوشش کرتا تو ناگ کے ساتھ عمران بھی جل کر کوئلہ بن جاتا کیونکہ ناگ نے اس کے جسم کے گرد خود کو لپیٹ رکھا تھا۔ پاپڑا کی بے بسی محسوس کر کے عمران کے حواس معطل ہونے لگے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ پاپڑا اس کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا اور وہ خوفناک ناگ جو کوئی بدروح معلوم ہوتا تھا اسے کسی انجانی جگہ پر لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

زمین سے تقریباً چالیس فٹ کی بلندی پر پہنچ کر ناگ شمال کی طرف اڑنے لگا۔ پاپڑا بھی اس کے ساتھ ساتھ پرواز کر رہا تھا۔ مگر چند لمحوں بعد ہی پاپڑا یکدم غائب ہو گیا۔ عمران کو خیال آیا کہ شاید وہ سریشم دیوی کو اطلاع دینے اور اس سے مدد مانگنے گیا ہے لیکن پھر اچانک ہی عمران کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ ناگ سمیت نیچے گرنے لگا تو عمران گھبرا گیا کیونکہ نیچے گھنا اور تاریک جنگل تھا اور عمران کو یقین تھا کہ نیچے گر کر اس کے جسم کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اس نے ناگ کے پھن کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں سے تیز شعاعیں نکل کر نیچے زمین پر پڑ رہی تھیں۔ ان کی روشنی میں نیچے زمین پر درختوں کے درمیان ایک پہاڑی ٹیلے کی چوٹی پر ایک گول سوراخ نظر آ رہا تھا۔ عمران سیدھا سوراخ کی طرف گر رہا

تھا۔ چند لمحوں کے بعد ہی عمران کا جسم ٹیلے کی چوٹی کے سوراخ سے چند فٹ اوپر رکا پھر آہستہ آہستہ سوراخ میں گرنے لگا۔ وہ سوراخ کافی کشادہ تھا۔ عمران کا جسم اس میں سے گزر کر ٹیلے میں داخل ہونے لگا تو عمران نے نا معلوم خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس کا جسم آہستہ سے زمین پر گرا تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور چونک پڑا۔ وہ ٹیلا اندر سے کسی غار کی طرح کھلا اور کافی کشادہ تھا اور اس کی دیواروں میں بڑے بڑے پتھر نصب تھے جن سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ عمران سے لپٹا ناگ اس کے جسم سے الگ ہوا اور چند فٹ دور جا کر ناگ نے یکدم زمین پر پلٹا کھایا۔ دوسرے ہی لمحے وہاں ناگ کی بجائے ایک سیاہ فام حبشی بیٹھا تھا اور اسے دیکھ کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس جنگلی شخص کے دونوں کان غائب تھے اور اس کی شکل بے حد خوفناک تھی۔

"تم۔ تم کون ہو"...... عمران نے بوکھلا کر اس آدمی سے کہا۔

"کمگوش۔ میں مقدس جھونگا کا غلام کمگوش ہوں عمران اور اسی کے حکم پر تمہیں اغوا کر کے لایا ہوں۔ یہ طلسمی ٹیلہ ہے اور تم زندگی بھر اس سے نہیں نکل سکتے اور نہ وہ بے وقوف گدھا پاپڑا یہاں پہنچ سکتا ہے اس لئے پاپڑا کی طرف سے مدد کی امید مت رکھنا۔ مقدس جھونگا کے آنے تک تم یہیں قید رہو گے"...... خوفناک شکل والے حبشی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ میں یہاں اکیلا رہوں گا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اور کیا تمہارے ساتھ پرستان کی پریاں رہیں گی"...... گمگوش نامی جنگلی نے طنزیہ لہجے میں غصے سے کہا تو عمران کچھ نہ بولا۔ پھر اچانک ہی اسے اپنے ریوالور کا خیال آیا اور اس نے سوچا کہ ریوالور نکال کر گمگوش پر فائر کر دے لیکن پھر اس نے ٹیلے کی چھت کی طرف دیکھ کر ارادہ ترک کر دیا۔ ٹیلے کی چھت کا سوراخ فرش سے کم از کم بیس فٹ کی بلندی پر تھا اور اگر وہ گمگوش کو ہلاک کر بھی دیتا تو بھی سیڑھی کے بغیر وہاں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ پھر یہ بھی معلوم نہ تھا کہ گمگوش کوئی زندہ انسان تھا یا بدروح۔ اگر گمگوش محض جادوگر ہوتا تو ریوالور سے اسے نشانہ بنایا جا سکتا تھا لیکن بدروح پر گولی کا اثر ہونا ناممکن تھا۔ اس طرح نہ صرف گولی اور کوشش رائیگاں جاتی بلکہ گمگوش مشتعل ہو کر اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔

"عمران۔ میں جا رہا ہوں۔ تم بھی آرام کرو۔ کل کسی وقت مقدس جھونگا تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گا کہ تمہیں زندہ رکھا جائے یا کسی آدم خور درندے کی خوراک بنایا جائے"...... دفعتاً گمگوش نے فرش سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم بدروح ہو"...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں کسوندی قبیلے کا وچ ڈاکٹر ہوں"...... گمگوش نے جواب میں کہا اور یہ معلوم ہوتے ہی کہ وہ بدروح نہیں جادوگر

ہے۔ عمران نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکالا اور اس پر تان لیا تو ریوالور دیکھ کر گمگوش کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے عمران"...... گمگوش نے ریوالور کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ موت کا فرشتہ ہے"...... عمران نے فرش سے کھڑے ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو گمگوش نے عمران کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"جلدی سے مجھے یہاں سے باہر لے چلو۔ ورنہ موت کے گھاٹ اتار دوں گا"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو گمگوش بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگا۔

"ہوہوہو۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو عمران۔ گمگوش کو دھمکی۔ جسے تمہارا مددگار پاپڑا نقصان نہیں پہنچا سکا اسے تم کیسے موت کے گھاٹ اتار سکتے ہو احمق آدمی"...... گمگوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بکومت۔ جلدی سے باہر کا راستہ بتاؤ۔ ورنہ اس ہتھیار کی گولی تمہارا بھیجہ اڑا دے گی"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بڑے گدھے ہو تم۔ مجھے مار کر تم یہاں سے کیسے نکل سکو گے۔ یہیں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے"۔ گمگوش نے غصے سے کہا تو عمران پریشان ہو گیا۔

"یہاں سے نکلنے کا راستہ چھت کے سوا کوئی نہیں ہے اور میری

مدد کے بغیر تم چھت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ مجھے ہلاک کر سکتے ہو تو بے شک کوشش کر لو“...... گمگوش نے عمران کو گھورتے ہوئے دوبارہ کہا تو عمران نے اس کے سینے کا نشانہ لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا گمگوش نے عمران کی طرف پھونک ماری اور عمران کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا تو عمران بوکھلا گیا۔

”ہاہاہا۔ ہاہاہا“...... گمگوش نے اتنے زور سے قہقہہ لگایا کہ ٹیلا گونجنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے آگے بڑھ کر ریوالور اٹھایا اور عمران پر تان لیا۔

”اب بتاؤ عمران۔ کیا تم باہر جانا چاہتے ہو یا اسی ٹیلے کو تمہارا مدفن بنا دوں“...... گمگوش نے خونخوار لہجے میں کہا تو عمران سٹپٹا گیا۔ گمگوش نے جادو کے ذریعے عمران کو بے بس اور نہتا کر دیا تھا۔

”سنو عمران۔ میں چاہوں تو ابھی تمہارے جسم کے ہزاروں ٹکڑے کر ڈالوں لیکن میں مقدس جھونگا کی اجازت کے بغیر تمہیں ہلاک نہیں کروں گا البتہ تم نے مجھے ہلاک کرنے کی جو کوشش کی ہے اس کی سزا دینا ضروری ہے چنانچہ میں تمہیں آدم خور چوہوں کے حوالے کرتا ہوں“...... گمگوش نے عمران کو گھورتے ہوئے دوبارہ کہا اور اس نے ایک منتر پڑھ کر فرش پر پاؤں مارا تو فوراً ہی ٹیلے کی دیوار میں چند سوراخ نمودار ہوئے اور ان میں سے بڑے بڑے سیاہ چوہے باہر آنے لگے۔ ان چوہوں کی مخصوص چیں چیں

سے ٹیلہ گونجنے لگا تھا۔ وہ چوہے نیولوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ سوراخوں سے باہر آ کر چوہے دیواروں کے ساتھ ساتھ پھیلنے لگے۔ ان کی تعداد سینکڑوں میں تھی اور وہ دیواروں کے پاس بیٹھے شور مچاتے گمگوش کی جانب اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے اس کے حکم کے منتظر ہوں۔ ان چوہوں کو دیکھ کر عمران کے خوف کے مارے حواس گم ہوتے جا رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اتنے زیادہ آدم خور چوہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے نوچنا شروع کر دیا تو چند لمحوں میں ہی اس کا جسم گوشت پوست سے محروم ہو کر محض ڈھانچہ رہ جائے گا اور یہ سزا موت کی سزا سے کم نہ ہوتی کیونکہ اس صورت میں اس کا زندہ بچ جانا ممکن نہ ہوتا۔ آدم خور چوہوں کی پر شور چیں چیں اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھی اور بھیانک موت کے تصور سے اس کا جسم پسینہ پسینہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے سامنے کھڑا گمگوش اس کی حالت دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”خاموش“...... دفعتاً گمگوش نے چوہوں کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا اور اس کا حکم سنتے ہی چوہوں کی بھیانک چیں چیں بند ہو گئی۔

”عمران۔ کیا تمہاری سریشم دیوی تمہیں ان چوہوں سے بچا سکتی ہے“...... گمگوش نے دوبارہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ بالکل بچا سکتی ہے''...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی ٹیلے میں مقدس پاپڑا کی آواز گونجی تو گمگوش یکدم اچھل پڑا۔ عمران کے ذہن کو بھی جھٹکا لگا اور اس نے بے اختیار آواز کی سمت میں دیکھا لیکن مقدس پاپڑا نظر نہ آیا۔

''پاپڑا۔ تم کہاں ہو''...... گمگوش نے چاروں طرف نگاہیں دوڑانے کے بعد پوچھا۔

''گمگوش۔ ان چوہوں کو رخصت کر دو۔ پھر تم سے بات کروں گا''...... پاپڑا کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمہیں ان سے ڈر لگتا ہے پاپڑا۔ ہمت ہے تو ان کے سامنے خود کو ظاہر کرو۔ پھر اپنا حشر دیکھنا''...... گمگوش نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پہلے میں ان کا حشر نشر کروں گا، بعد میں تمہیں دیکھوں گا''...... پاپڑا کی غیبی آواز ابھری۔ اس کے ساتھ ہی پاپڑا نمودار ہوا اور اس کی آنکھوں سے تڑپتی شعاعیں نکل کر گمگوش پر پڑیں تو فوراً ہی اس کے جسم میں آگ لگ گئی اور وہ چیختا ہوا ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ اس کے جسم میں لگی آگ سے آدم خور چوہے گھبرا گئے اور چیں چیں کرتے ہوئے اپنے بلوں کی طرف بھاگنے لگے۔ گمگوش چیختا ہوا فرش پر گرا اور بے آب مچھلی کی مانند تڑپنے لگا۔ اتنے میں تمام چوہے اپنے بلوں میں چھپ گئے اور جوں ہی گمگوش نے آخری ہچکی لے کر دم توڑا، دیواروں میں موجود چوہوں کے بل

غائب ہو گئے۔ اب وہاں کوئی سوراخ نظر نہ آ رہا تھا۔ گمگوش کے مرنے اور آدم خور چوہوں سے بچنے پر عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور پاپڑا کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں مایوس ہو گیا تھا''...... عمران نے پاپڑا سے کہا تو پاپڑا ہنس پڑا۔

''میں کہیں نہیں گیا تھا عمران۔ میں نے خود کو پوشیدہ کر لیا تھا۔ میں تمہارے ساتھ ہی اس ٹیلے پر پہنچا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ تم گمگوش کے بلوں کی گرفت سے نکلو تو گمگوش پر وار کروں۔ اب تم باہر چلو''...... مقدس پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''میں کیسے باہر نکل سکتا ہوں۔ کیا کوئی اور راستہ بھی ہے''۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر فرش سے اپنا ریوالور اٹھا لیا۔

''راستہ تو نہیں ہے لیکن میں راستہ بنا دیتا ہوں''...... پاپڑا نے کہا اور بائیں جانب رخ کیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکل کر ٹیلے کی دیوار پر پڑیں اور دیوار میں تین فٹ کشادہ شگاف ہو گیا تو پاپڑا عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا اس شگاف کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دونوں ٹیلے سے باہر آئے تو پاپڑا کا وجود روشن ہو گیا۔

''عمران۔ مجھے تمہارے آدمی کی بو محسوس ہو رہی ہے''...... دفعتاً پاپڑا نے ناک سے تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کدھر سے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک منٹ ٹھہرو"...... پاپڑا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور زمین سے چند فٹ بلند ہو کر وہاں پھیلے درختوں کے آس پاس گھومنے لگا۔ عمران بے تابی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تقریباً دو منٹ کے بعد پاپڑا اچانک درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گیا۔

"عمران۔ جلدی آؤ۔ میں نے وہ درخت تلاش کر لیا ہے"۔ فوراً ہی پاپڑا کی آواز سنائی دی تو عمران جلدی سے آگے بڑھا اور درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک چوڑے تنے والے درخت کے سامنے پاپڑا موجود تھا۔ اس درخت کے تنے کا پھیلاؤ کم از کم چھ فٹ تھا اور اس کی شاخیں اور پتے سرخی مائل سبز تھے جن پر ارغوانی رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے۔

"عمران۔ تمہارا آدمی پیٹر اس درخت کے اندر قید ہے لیکن اس میں کوئی سوراخ نہیں ہے جس سے پیٹر کو باہر نکالا جا سکے"۔ عمران قریب پہنچا تو پاپڑا نے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہاری طاقت یہاں کام نہیں آ سکتی۔ اس میں شگاف کر دو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اگر میں نے شگاف کیا تو میری شعاعیں اندر چلی جائیں گی اور ان کی زد میں آ کر پیٹر مارا جائے گا۔ یہ بڑی احتیاط کا کام ہے علی عمران"...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے کیسے نکالو گے۔ اگر تم پہلے بتاتے تو چورک قبیلے کی

بستی سے کوئی آری وغیرہ لے آتے"...... عمران نے پریشان ہو کر کہا۔

"اگر تم یہاں ٹھہرو تو میں بستی سے چند آدمی لے آتا ہوں۔ وہ درخت کو اوپر سے کاٹ دیں گے"...... پاپڑا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ لیکن جلدی آنا۔ کہیں کوئی اور مصیبت نہ آ جائے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں جلدی آ جاؤں گا البتہ سپاہیوں کو یہاں پہنچنے میں تھوڑا وقت لگے گا"...... پاپڑا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکدم غائب ہو گیا تو عمران وہیں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

ابھی پاپڑا کو وہاں سے رخصت ہوئے چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک کسی بھیڑیئے کی خونخوار غراہٹ بلند ہوئی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن تاریکی میں بھیڑیا نظر نہ آیا۔ چند سیکنڈ بعد بھیڑیئے کی غراہٹ دوبارہ ابھری اور اس مرتبہ وہ غراہٹ پہلے کی نسبت قریب سے آئی تھی۔ عمران جلدی سے اٹھا اور اپنے عقب میں واقع ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی ایک مضبوط شاخ پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا۔ اب وہ زمین سے تقریباً دس فٹ کی بلندی پر تھا۔

چند ہی لمحے گزرے تھے کہ بائیں جانب سے ایک قوی ہیکل بھیڑیا برآمد ہوا جس کی دم اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اور اس دم سے تیز

روشنی نکل رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ بھیڑیا یقیناً عام بھیڑیا نہیں بلکہ کوئی ماورائی مخلوق تھی بھیڑیا پیٹر والے درخت کے سامنے پہنچ کر رک گیا تھا۔ اس لحیم شحیم بھیڑیئے نے جبڑے کھول کر حلق سے بھیانک غراہٹ نکالی اور اس طرح دائیں بائیں دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو یا پھر اندازہ کر رہا ہو کہ اسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ دولمحوں بعد بھیڑیا درخت کے تنے کی جڑ کے پاس اگلے دونوں پنجوں سے زمین کھودنے لگا تو عمران چونک پڑا اور اسے حیرت ہوئی کہ بھیڑیا وہاں کیوں کھدائی کر رہا تھا۔ اس بھیڑیئے کے پنجے کسی انجن کے پسٹن کی طرح تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ چند منٹ میں ہی وہاں ایک گہرا گڑھا بن گیا تو بھیڑیا گڑھے میں اتر کر کھدائی کرنے لگا اور جلد ہی عمران کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا کیونکہ گڑھا اتنا گہرا ہو گیا تھا کہ عمران کو اسکی تہہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ گڑھے سے نکلنے والی مٹی کے تقریباً چار فٹ بلند ڈھیر کے سبب بھیڑیا بھی عمران کو نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا کہ وہ بھیڑیا کوئی ماورائی مخلوق تھا جس نے چند منٹ کے اندر اندر اتنا گہرا گڑھا کھود ڈالا تھا اور عمران یہ جاننے کے لئے بے تاب تھا کہ بھیڑیئے نے گڑھا کیوں کھودا اور اب وہ گڑھے میں کیا کر رہا تھا۔

تقریباً چار منٹ بعد ہی اس گڑھے سے روشنی باہر آتی دکھائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ بھیڑیا باہر آ رہا ہے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ

حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ خلافِ توقع گڑھے سے بھیڑیا کی بجائے ایک بھیانک بڑھیا باہر آئی تھی۔ اس بڑھیا کے سر کے بال سفید مگر رنگت سیاہ تھی اور اس کی آنکھوں سے عجیب سی روشنی نکل رہی تھی۔ بڑھیا کے کندھے پر ایک بوری لدی ہوئی تھی جس میں نہ جانے کیا بھرا ہوا تھا۔ گڑھے سے باہر آ کر اس نے بوری زمین پر رکھی اور دونوں ہاتھوں سے باہر پڑی کھدی ہوئی مٹی گڑھے میں دھکیلنے لگی۔ چند منٹ بعد ہی گڑھا مٹی سے پر ہو گیا تو بڑھیا نے بوری اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھی اور اس طرف بڑھنے لگی جس طرف سے بھیڑیا آیا تھا۔ جلد ہی وہ درختوں کے جھنڈ سے باہر نکل کر عمران کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی لیکن عمران اب بھی حیرت زدہ تھا کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے۔ گڑھے میں بھیڑیا داخل ہوا تھا اور بڑھیا باہر آئی تھی۔ کیا بھیڑیا ابھی تک گڑھے میں موجود ہے اور اس نے محض بڑھیا کے باہر نکلنے کے لئے گڑھا کھودا تھا۔ وہ بڑھیا جو شکل سے ہی کوئی چڑیل لگتی تھی، کون تھی اور کب سے گڑھے میں موجود تھی۔ ابھی عمران اس واقعہ کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مقدس پاپڑا نمودار ہوا اور اس کے وجود سے وہاں روشنی پھیل گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نگاہیں عمران پر پڑیں تو وہ احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"ارے عمران۔ درخت پر چڑھے امرود توڑ رہے ہو یا آلو بخارے"...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے برا سا منہ بنا

لیا۔

''تم نے بہت دیر لگا دی ہے پاپڑا۔ کیا کسی نے روک لیا تھا تمہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے روکنے والا ابھی تک پیدا نہیں ہوا عمران۔ لیکن تم کیوں درخت پر چڑھے بیٹھے ہو''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''حفاظتی طور پر ورنہ بھیڑیا مجھے دیکھتے ہی حملہ کر دیتا''۔ عمران نے درخت سے اترتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تمہارے پاس ریوالور تھا۔ اسے گولی مار کر ٹھنڈا کر دیتے''...... پاپڑا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ عام بھیڑیا نہیں تھا۔ اس نے یہاں زمین کھودی اور گڑھا بنایا تھا''...... عمران نے درخت کی جڑ کے قریب زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پاپڑا بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ وہ بھیڑیا تھا یا گورکن''...... پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے تفصیل سے واقعہ بتایا اور پاپڑا مضطرب ہو گیا۔

''میں سمجھ گیا ہوں۔ یقیناً وہ کوئی بدروح یا طلسمی مخلوق تھا''۔ پاپڑا نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا اور اس درخت کے قریب پہنچ گیا جس کی جڑ کے پاس بھیڑیئے نے زمین کھودی تھی۔ اس نے درخت کی جڑ سے مٹی اٹھا کر سونگھی تو بے اختیار اچھل پڑا۔

''علی عمران۔ وہ کوئی طلسمی مخلوق تھی جسے جادو سے تخلیق کیا گیا۔ وہ بھیڑیا کی شکل میں آئی اور چڑیل کی شکل میں واپس گئی''۔ پاپڑا

نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس چڑیل نے ایک وزنی بوری بھی اٹھا رکھی تھی۔ نہ جانے اس میں کوئی قیمتی دھات تھی یا کچھ اور''...... عمران نے سر ہلا کر کہا تو پاپڑا اچھل پڑا۔

''کیا۔ نہیں عمران۔ طلسمی اور ماورائی چیزوں کو دھاتوں سے کیا سروکار''...... پاپڑا نے تیزی سے کہا اور اس نے درخت کے تنے کو سونگھا۔

''عمران۔ تمہارا آدمی پیٹر اندر نہیں ہے۔ یقیناً بوری میں پیٹر کو ہی یہاں سے لے جایا گیا ہے''...... پاپڑا نے یکدم غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا اس کے لئے ضروری تھا کہ اسے بوری میں بند کر کے لے جایا جاتا''...... عمران نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

''یقیناً جھونگا کو علم ہو گیا تھا کہ ہم اس درخت تک پہنچ چکے ہیں چنانچہ اس نے میرے یہاں سے رخصت ہوتے ہی اس بھیڑیئے کو بھیج دیا کہ وہ پیٹر کو درخت سے اس طرح نکال کر لائے کہ دیکھنے والے کو شبہ نہ ہو سکے''...... پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم اندر دیکھو تو سہی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چڑیل پیٹر کی بجائے کوئی اور چیز لے گئی ہو''...... عمران نے پریشان لہجے میں کہا تو مقدس پاپڑا پیچھے ہٹ کر عمران کے قریب آیا اور اس کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر درخت کے تنے پر پڑیں تو تنے میں ایک کشادہ

شگاف ہو گیا۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر شگاف سے اندر جھانکا تو درخت کا تنا اندر سے کھوکھلا اور خالی دکھائی دیا۔ اس میں پیٹر کا نام ونشان تک نہ تھا۔

’’اس میں تو کچھ نہیں ہے پاپڑا‘‘...... عمران نے مڑ کر پاپڑا سے کہا۔

’’کاش میں بستی کی طرف نہ جاتا۔ اب ہمیں براہ راست جھونگا خبیث کی شہ رگ تک پہنچنا ہوگا‘‘...... پاپڑا نے پشیمانی سے کہا۔

’’جھونگا کہاں ہے۔ کیا وہ بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہو گا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ابھی معلوم ہو جاتا ہے‘‘...... پاپڑا نے کہا اور آنکھیں بند کر کے ہوا میں لٹو کی مانند گھومنے لگا۔

عمران، پاپڑا کے ننھے وجود پر نگاہیں جمائے اس کے رکنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پاپڑا کے وجود کی گردش تیز ہوتی گئی اور چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گیا۔

’’معلوم ہو گیا ہے۔ آؤ چلیں‘‘...... پاپڑا نے آنکھیں کھول کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہوا میں تیرنے لگا۔

’’کہاں ہے وہ‘‘...... عمران نے جلدی سے پوچھا اور اس کے پیچھے قدم بڑھانے لگا۔

’’ربڑی قبیلہ کی بستی میں‘‘...... پاپڑا نے عمران کے آگے آگے ہوا میں تیرتے ہوئے کہا۔

’’ربڑی۔ یہ قبیلہ کہاں پر آباد ہے‘‘...... عمران نے چونک کر کہا۔

’’پہاڑی علاقے سے ذرا پیچھے۔ گھبراؤ نہیں، قریب ہی ہے وہ علاقہ‘‘...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

"لیکن جھونگا اس قبیلے میں کیا کر رہا ہے اور وہاں کیوں گیا ہے۔ کیا وہ قبیلہ اس کے تابع ہے"...... عمران نے چلتے چلتے پوچھا۔

"نہیں۔ اس قبیلے کا وچ ڈاکٹر مقدس بلبوش، جھونگا کا دوست ہے۔ جھونگا ہم سے بچنے کے لئے بلبوش کی پناہ لے چکا ہے کیونکہ بلبوش، جھونگا سے بڑا وچ ڈاکٹر ہے لیکن مجھے پرواہ نہیں۔ میں نہ جھونگا کو چھوڑوں گا اور نہ بلبوش کو"...... پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹھیک اسی لمحے ان کے راستے میں دھویں کا ایک مرغولہ نمودار ہوا تو پاپڑا رک گیا اور عمران بھی قدم روک کر اس دھویں کو دیکھنے لگا۔ ایک دو لمحوں بعد اس دھویں سے ایک انسانی چہرہ نمودار ہوا اور عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ چہرہ افریقی نہیں ایشیائی تھا اور اس کی پیشانی پر مخصوص تلک کا نشان اسے کافرستانی ظاہر کر رہا تھا۔

"اوہ۔ ہری رام۔ تم کیسے آئے ہو"...... مقدس پاپڑا نے اس چہرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کا نام سن کر اچھل پڑا۔

"مجھے مقدس سریشم نے بھیجا ہے پاپڑا۔ مقدس دیوی نے حکم دیا ہے کہ تم عمران کو لے کر واپس آ جاؤ"...... ہری رام کے چہرے نے جواب میں کہا۔

"اچھا۔ لیکن مقدس سریشم نے مجھے جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ ابھی نہیں ہوا"...... مقدس پاپڑا نے سر ہلا کر کہا۔

"مقدس دیوی نے کہا ہے کہ بلبوش کا مقابلہ کرنے کے لئے

تمہیں مزید طاقت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر تم کامیاب نہ ہو سکو گے۔ عمران بھی کافی زیادہ تھک چکا ہے اور اسے آرام کی ضرورت ہے اس لئے یہ کام کل دن کی روشنی میں انجام دیا جائے گا"...... ہری رام نے کہا اور اس کا چہرہ دھویں میں غائب ہو گیا تو عمران کے ذہن میں سوال ابھرا کہ ہری رام جسے ہلاک کرنے کے لئے سریشم اور اس کا باپ کالا مندر جانا چاہتے تھے وہ یہاں کیسے آ گیا اور سریشم کا غلام کیسے بنا۔ سریشم نے اپنی داستان مکمل نہیں سنائی تھی اور عمران کی خاطر تواضع میں مصروف ہو گئی تھی ورنہ اس کی پوری آپ بیتی سننے سے معلوم ہو جاتا کہ ہری رام کو اس نے کیسے تابع کیا اور مقدس دیوی کیسے بنی تھی۔

"پاپڑا۔ کیا یہ وہی ہری رام تھا جس کے بارے میں مجھے سریشم دیوی بتا رہی تھی"...... عمران نے تصدیق کے لئے پاپڑا سے پوچھا۔

"ہاں عمران۔ یہ وہی سادھو ہری رام تھا جس نے سریشم کو مقدس دیوی بننے پر مجبور کیا تھا۔ ہری رام سریشم دیوی سے شکست کھا کر تاریک جنگلات میں آ چھپا تھا اور سریشم دیوی نے یہاں آ کر اسے ہلاک کرنے کے بعد اس کی روح کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔ بہرحال اس بارے میں سریشم دیوی تمہیں کسی وقت تفصیل سے بتا دے گی۔ فی الحال ہمیں واپس جانا ہے۔ آؤ"...... پاپڑا نے جواب میں کہا تو عمران اس کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اس طرف سے چند گھڑ سوار وہاں آ

پہنچے۔ وہ چورک قبیلے کے سپاہی تھے اور ان کے پاس درخت کاٹنے والی بڑی بڑی آریاں تھیں۔ ان کے ساتھ سپہ سالار چباڑو بھی تھا۔ چباڑو کو پاپڑا نے چورک قبیلے کا نیا سردار بنایا تھا۔ انہیں دیکھ کر پاپڑا اور عمران رک گئے۔

''چباڑو۔ تم لوگ واپس جاؤ۔ اب درخت کاٹنے کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ ایک گھوڑا عمران کو دے دو''...... پاپڑا نے چباڑو سے کہا تو سردار چباڑو نے اپنا گھوڑا عمران کے حوالے کیا اور خود ایک سپاہی کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ واپسی کا سفر کسی رکاوٹ کے بغیر طے ہوا اور وہ دونوں صبح ہونے سے پہلے آبشار والی پہاڑی کے پہلو میں پہنچ کر رک گئے۔ اسی لمحے پاپڑا نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں سے نکلنے والی نادیدہ مقناطیسی لہروں نے عمران کے ذہن کو جکڑ لیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران ہوش و حواس سے بے گانہ ہو گیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو وہ اسی گنبد نما چھت والے خوبصورت اور خوشبوؤں میں بسے کمرے میں سنگ مرمر کی سل پر دراز تھا۔ وہاں لوبان و عود، اگر و عنبر اور صندل کی خوشبوئیں رقص کر رہی تھیں۔ جیسے ہی عمران کے حواس مکمل طور پر بحال ہوئے اسے اپنے چہرے پر معطر سانسوں کی حرارت محسوس ہوئی اور عمران اٹھ بیٹھا۔ یقیناً وہ شعلہ حسن سریشم دیوی اس کے قریب موجود تھی جو نظر نہیں آ رہی تھی۔

''تم بیدار ہو گئے عمران''...... سریشم دیوی کی مترنم آواز ابھری۔

''ہاں سریشم دیوی''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

''تم کافی دیر سوئے ہو۔ امید ہے تھکن دور ہو گئی ہو گی۔ اب طبیعت کیسی ہے''...... سریشم دیوی نے بڑی اپنائیت سے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہوں۔ تم کیسی ہو''...... عمران نے جواب میں کہا۔

''آہ۔ جب سے تم پاپڑا کے ساتھ گئے۔ ایک پل چین نہیں آیا۔ آخر صبر نہ ہو سکا اور تمہیں واپس بلا لیا''...... سریشم نے کراہ کر کہا۔

''سریشم دیوی۔ مجبوری تھی کہ مجھے اپنے آدمی کی خاطر جانا پڑا''...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

''میں جانتی ہوں عمران کہ مرد کتنے صبر و ضبط اور حوصلے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اپنے مقصد حیات اور مشن کے پیش نظر دنیاوی دھندوں میں الجھا رہتا ہے اور فرض پر محبت کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ تم بھی ایک مرد ہو اس لئے میں تم سے کوئی گلہ نہیں رکھتی''...... سریشم دیوی کی آواز سنائی دی۔

''شکریہ مقدس دیوی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میں نے پہلے بھی تم سے درخواست کی تھی اور اب پھر التجا کرتی ہوں۔ میری دلی تمنا ہے کہ تم مجھے مقدس دیوی کی بجائے میرے اصل نام سے پکارو تاکہ مجھے احساس رہے کہ تم میرے اور میں تمہاری ہوں''...... سریشم دیوی نے جلدی سے کہا۔

''سریشم۔ اب تم سریشم نہیں، بلکہ افریقی قبائل کی دیوی ہو اس

لئے میں بھی تمہیں دیوی کہا کروں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے تمہارے خوبصورت اور شدید جذبات کا احساس ہے''...... عمران نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ عمران۔ تمہارے اسی احساس کے سہارے تو میں نے اس دنیا میں قیام کر رکھا ہے ورنہ مجھے دنیاوی دھندوں سے مطلق کوئی دلچسپی نہیں ہے''...... سریشم دیوی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران کو یکدم ہری رام یاد آ گیا۔

''سریشم دیوی۔ یہ ہری رام کا کیا چکر ہے۔ وہ تمہارا غلام کیسے بن گیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے افسوس ہے کہ پچھلی ملاقات میں تمہارے مشن کی وجہ سے میں اپنی آپ بیتی مکمل نہیں کر سکی تھی کیونکہ میری شدید خواہش ہے کہ تم پہلے اپنا مشن مکمل کرو اور کامیابی حاصل کرو۔ جب تمہیں فرصت ہو گی تو پھر میں تمہیں اپنی بقیہ داستان حیات سناؤں گی۔ فی الحال بات وہی ہے کہ جو تمہیں پاپڑا بتا چکا ہے کہ ہری رام سے کالا مندر میں میرا ٹکراؤ ہوا اور میں نے اپنی ماورائی قوتوں سے اسے شکست دی تو وہ جان بچا کر ان جنگلوں میں آ چھپا تھا۔ میں واپس رشی کھیم کرن کے پاس گئی تو اس نے بتایا کہ ہری رام نے افریقہ جانے سے پہلے میرے باپ کو ہلاک کر دیا تھا اور اس وقت ہری رام سانگی قبیلے کے وچ ڈاکٹر مقدس ٹھوٹھا کے پاس قیام پذیر ہے۔ ہری رام کی ماورائی قوتوں کے شعبدے دیکھ کر مقدس ٹھوٹھا نے اسے

اپنا گرو بنا لیا تھا اور وہ ہری رام سے خطرناک منتر سیکھ رہا تھا۔ رشی کھیم کرن نے مجھے چند ماورائی طاقتیں عطا کیں اور مجھے میرے حکم پر جگو جن نے یہاں ژوان قبیلے میں پہنچا دیا۔ اس قبیلے کے سردار چکورن کے سپاہی مجھے پکڑ کر سردار کے پاس لے آئے۔ اس نے مجھ سے پوچھ گچھ کی اور پھر اپنے وچ ڈاکٹر مقدس ژواگو کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن میں نے سپہ سالار ڈوما کو ماورائی ذریعے سے اپنے تابع کر لیا اور سردار چکورن کو ہلاک کروا کر ڈوما کو قبیلے کا سردار بنا دیا پھر میں نے مقدس ژواگو سے مقابلہ کیا اور اسے ہلاک کیا تو قبیلہ ڈر گیا اور ان لوگوں نے مجھے اپنی دیوی بنا لیا۔ ہری رام کو میرے بارے میں پتا چلا تو اس نے سانگی قبیلے کو ژوان قبیلے پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ دونوں قبیلوں میں پہلے سے دشمنی چلی آ رہی تھی لیکن میں نے اپنی طاقت سے حملہ آوروں کو ہلاک کر ڈالا تو سانگی قبیلہ میری طاقت سے ڈر گیا۔ میں نے جگو جن کے ذریعے رشی کھیم کرن سے کچھ اور ماورائی طاقت لینے کے لئے درخواست کی تو اس نے پیغام بھیجا کہ میں خود کو ہلاک کر کے ناقابل تسخیر بن سکتی ہوں چنانچہ میں نے رشی کھیم کرن کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق ایک خاص عمل کیا اور پھر خودکشی کر لی۔ مرتے ہی میں روح بن کر اپنے جسم سے الگ ہو گئی۔ اس سے مجھ میں بے پناہ ماورائی طاقت پیدا ہو گئی اور پھر میں نے ژوان قبیلے کے چند دشمن قبائل پر اپنی قوتوں کا غائبانہ اظہار کیا تو وہ میرے مطیع

ہو کر مجھے مقدس دیوی کہنے اور میری پوجا کرنے لگے۔ تب میں نے سانگی قبیلے پر حملہ کیا اور مقدس ژواگو کو ہلاک کر دیا۔ ہری رام نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے موقع نہ دیا اور ہری رام کو ہلاک کر کے اس کی روح کو گرفت میں لے کر اپنا غلام بنا لیا۔ اس وقت سے ہری رام کی روح میرے تابع ہے۔ اس کے بعد میں نے کئی دوسرے قبیلوں کو بھی اپنی اطاعت کرنے پر مجبور کیا۔ ہری رام کو ہلاک کرنے سے پہلے میں نے اس کی سب سے بڑی ماورائی قوت پاپڑا کو بھی تسخیر کر لیا تھا جس کے بل بوتے پر وہ مجھے زیر کرنا چاہتا تھا لیکن جب پاپڑا کو میں نے گرفت میں لے لیا تو ہری رام کی طاقت ختم ہو گئی اور وہ خود کو میرے ہاتھوں مرنے سے بچانے میں ناکام رہا۔ ہری رام سے انتقام لینے اور اس کی روح کو اپنا غلام بنانے کے بعد میں سکون سے ان قبائل کو اپنی ماورائی صلاحیتوں اور طاقت سے فائدہ پہنچانے اور تمہارا انتظار کرنے لگی تھی کیونکہ ہری رام کی روح نے مجھے بتایا تھا کہ میرا محبوب مر چکا ہے اور وہ دوسرے جنم میں یہاں آئے گا۔ پاپڑا کو ہری رام نے تخلیق کیا تھا لیکن جب میں نے پاپڑا کو اپنا غلام بنا لیا تو اس کی صلاحیتوں اور قوتوں میں اضافہ کر دیا تھا''...... مقدس دیوی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''گویا پاپڑا طلسمی مخلوق ہے''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب تم اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ اور اپنے آدمی کو جھونگا کی گرفت سے نکال لاؤ۔ میں نے مقدس پاپڑا کو اپنی ایک خاص قوت بخش دی ہے چنانچہ اب وہ آسانی سے جھونگا اور اسے پناہ دینے والے ربڑی قبیلے کے وچ ڈاکٹر بلبوش کو زیر کر سکے گا۔ اس کے بعد تم اپنے اصل مشن پر کام شروع کر دینا''...... سریشم دیوی نے کہا اور پھر اس نے مقدس پاپڑا کو آواز دی تو وہ فوراً ہی کمرے میں نمودار ہو گیا اور مقدس دیوی اسے ہدایات دینے لگی۔ وہ خاموش ہوئی تو پاپڑا پہلے طریقہ کار کے مطابق اندھیرا کر کے عمران کو دیوی کے ٹھکانے سے باہر لایا تو وہاں سیاہ دھاریوں والا ایک صحت مند اور خوبصورت گھوڑا موجود تھا۔

''عمران۔ اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ اسے تمہاری منزل کا علم ہے۔ یہ تمہیں ربڑی قبیلے کی بستی کی طرف لے جائے گا''...... پاپڑا نے عمران سے کہا۔

''اور تم۔ کیا تم نہیں آؤ گے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں بھی چلوں گا لیکن پوشیدہ رہ کر سفر کروں گا۔ راستے میں تم کہیں رکنا چاہو گے تو یہ گھوڑا خودبخود رک جائے گا''...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا خودبخود ایک جانب دوڑنے لگا تو مقدس پاپڑا غائب ہو گیا۔

دھوپ نکلی ہوئی تھی اور دن کی روشنی میں سفر کرنا آسان تھا۔ گھوڑا یقیناً کوئی ماورائی مخلوق تھا اور اس کے دوڑنے کی رفتار حیرت

انگیز طور پر ساٹھ ستر کلو میٹر سے کم نہ تھی۔ عمران کو اس کی پشت پر بیٹھے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی اور اتنی تیز رفتاری کے باوجود اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ گھوڑے کی بجائے کسی صوفے پر بیٹھا ہوا میں تیرتا جا رہا ہو۔ وہ ماورائی گھوڑا قبائلی بستیوں سے بچتا ہوا دوڑ رہا تھا۔

''عمران۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم ربڑی قبیلے کی حدود میں داخل ہو رہے ہیں''...... تقریباً ایک گھنٹہ بعد فضا سے مقدس پاپڑا کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران چوکنا ہو گیا۔ چند منٹ بعد ایک سنسناتا ہوا تیر کسی طرف سے آیا اور گھوڑے کی گردن میں پیوست ہو گیا تو گھوڑا لڑکھڑاتا ہوا گرنے ہی والا تھا کہ عمران اس کی پشت سے زمین پر کود گیا۔ گھوڑا پہلو کے بل زمین پر گرا اور ایڑیاں رگڑنے لگا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور لپک کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا کہ کہیں کوئی دوسرا تیر اسے نشانہ نہ بنا ڈالے۔ اس نے درخت کی آڑ سے اس سمت میں دیکھا جس طرف سے تیر آیا تھا لیکن تیر پھینکنے والا نظر نہ آیا تو اس نے گھوڑے کی طرف دیکھا اور اس کے جسم میں سنسناہٹ سی پھیل گئی۔ گھوڑا دم توڑ رہا تھا اور اس کے منہ سے نیلگوں جھاگ نکل رہا تھا۔ گویا تیر زہر میں بجھا ہوا تھا۔

''مقدس پاپڑا''...... عمران نے پاپڑا کو پکارتے ہوئے کہا لیکن پاپڑا نے نہ تو جواب دیا اور نہ ہی خود کو ظاہر کیا۔ ایک لمحہ بعد عمران کو عقب میں آہٹ سنائی دی۔ اس نے پھرتی سے مڑ کر دیکھا تو

بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے عقب میں چار سیاہ فام جنگلی ہاتھوں میں نیزے لئے قریب آ چکے تھے۔ عمران کے سنبھلنے سے پہلے ہی ان جنگلیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اس پر نیزے تان لئے۔ ان افراد کے سیاہ چہروں پر سفید مٹی سے عجیب آڑی ترچھی لکیریں کھینچی ہوئی تھیں۔ وہ برہنہ بدن تھے اور انہوں نے ستر پوشی کے لئے لنگوٹ باندھ رکھے تھے۔ ان کے سر کے لمبے لمبے بال ان کے شانوں تک لٹک رہے تھے۔

''اجنبی۔ تم کسے پکار رہے تھے''...... ان میں سے ایک نے عمران سے سخت لہجے میں پوچھا۔ شاید انہوں نے عمران کی آواز سن لی تھی۔

''کسی کو بھی نہیں۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہم ربڑی قبیلے کے سپاہی ہیں۔ جو بھی اجنبی ہمارے قبیلے کی حدود میں داخل ہوتا ہے ہم اسے گرفتار کر لیتے ہیں لہٰذا تم بھاگنے کی کوشش نہ کرنا''...... عمران کے مخاطب جنگلی نے جواب میں کہا۔

''لیکن تم نے میرے گھوڑے کو کیوں ہلاک کیا ہے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہیں روکنے کے لئے۔ اب تم ہمارے ساتھ بستی میں چلو''۔ اس آدمی نے عمران کو گھورتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا۔

''کیوں۔ میں نے کوئی جرم تو نہیں کیا''...... عمران نے چونکتے

ہوئے کہا۔

''بحث مت کرو اجنبی۔ ہمارے ہتھیار زہریلے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے گھوڑے کی طرح ہم تمہیں بھی ہلاک کر ڈالیں''۔ جنگلی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''روانڈا۔ اس کے ہاتھ باندھ دینے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بھاگنے کی کوشش کرے''...... ایک جنگلی نے عمران کے مخاطب شخص سے کہا۔

''نہیں۔ بھاگے گا تو اپنی موت کو آواز دے گا''...... روانڈا نامی شخص نے ہنس کر کہا تو عمران اضطراب میں مبتلا ہو کر ان جنگلیوں کے نرغے میں آگے بڑھنے لگا لیکن وہ دل ہی دل میں پاپڑا کو کوس رہا تھا کہ وہ کمبخت کہاں مر گیا ہے۔ روانڈا عمران کے آگے آگے چل رہا تھا۔ باقی تینوں ربڑی سپاہی عمران کے دائیں بائیں اور عقب میں تھے۔ ان تینوں نے اب بھی عمران پر نیزے تان رکھے تھے اور ان نیزوں کی زہریلی انیاں عمران کے جسم سے صرف چھ انچ دور تھیں۔ چلتے چلتے عمران کو اچانک خیال آیا کہ وہ جنگلی جدید اسلحہ سے ناآشنا ہیں۔ کیوں نہ ریوالور سے ان پر قابو پانے کی کوشش کی جائے۔

''روانڈا''...... عمران نے چند قدم چلنے کے بعد رکتے ہوئے اگلے ربڑی سپاہی سے کہا تو وہ رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے اجنبی''...... روانڈا نے پھاڑ کھانے والے انداز

میں پوچھا۔

''میں تم سے ایک خفیہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ ذرا اس درخت کے پیچھے چلو''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو روانڈا چونک پڑا۔

''یہیں بتا دو۔ کوئی حرج نہیں ہے''...... روانڈا نے غور سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے فائدے کی بات ہے۔ اچھا اپنے ساتھیوں کو یہاں سے دور ہٹا دو تاکہ یہ نہ سن لیں''...... عمران نے آہستہ سے کہا تو روانڈا نے حیران ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ تینوں چند قدم دور چلے گئے۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے''...... روانڈا نے عمران سے کہا تو جواب میں عمران نے اچانک اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور تینوں سپاہیوں میں سے ایک پر فائر کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے جنگل اس سپاہی کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور فائر کے دھماکے سے روانڈا بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے اپنے ساتھی کو گرتے دیکھا تو غضبناک ہو گیا اور وہ تیزی سے عمران کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے اس پر ریوالور تان لیا۔

''خبردار۔ اگر اپنی جگہ سے حرکت کی تو اپنے ساتھی کی طرح مارے جاؤ گے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو روانڈا نے عمران کے ریوالور کی طرف دیکھا اور اس پر خوف طاری ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ کیا ہے''...... روانڈا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"یہ موت کا فرشتہ ہے۔ نیزہ پھینک کر اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لو۔ جلدی کرو"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو روانڈا نے نیزہ پھینک کر سر پر ہاتھ رکھ لئے۔ اس کا ساتھی زمین پر تڑپ رہا تھا اور اس کے سینے سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا۔ باقی دونوں سپاہی حیران و پریشان اس آدمی کو دیکھ رہے تھے۔

"اپنے ساتھیوں سے بھی کہو کہ نیزے پھینک دیں"...... عمران نے دوبارہ روانڈا سے سخت لہجے میں کہا۔

"ہتھیار پھینک دو"...... روانڈا نے دونوں سپاہیوں سے خوفزدہ لہجے میں کہا تو ان دونوں نے اپنے نیزے زمین پر پھینکے اور اپنے ہاتھ روانڈا کی طرح اپنے سر پر رکھ کر خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اب جنگلیوں کے ساتھ کیا کارروائی کرنی چاہئے۔ نہ جانے پاپڑا کہاں تھا۔ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو اسے روانڈا کے ساتھی کو ہلاک نہ کرنا پڑتا اور اس کے ریوالور کی گولی بچ جاتی جو موجودہ حالات میں اس کے لئے انتہائی قیمتی تھی۔ اب اس کے ریوالور میں پانچ گولیاں رہ گئی تھیں جنہیں وہ انتہائی اہم مواقع اور برے وقتوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔

"تمہاری بستی یہاں سے کتنی دور ہے"...... عمران نے وقت گزاری کے لئے روانڈا سے کہا تاکہ اس دوران پاپڑا آ جائے۔

"تین چار سو قدم کے فاصلے پر"...... روانڈا نے خوف کے باوجود عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا سردار کون ہے اور مقدس بلبوش کہاں رہتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"سردار کا نام روبھان ہے۔ مگر تم مقدس بلبوش کو کیسے جانتے ہو"...... روانڈا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"بستی کی دوسری جانب پہاڑیوں کے شروع میں مقدس بلبوش کا مکان ہے"...... روانڈا نے جلدی سے کہا۔

"مکان ہے یا جھونپڑا"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پتھروں سے بنا ہوا مکان ہے"...... روانڈا نے جواب میں کہا تو عمران کو حیرت ہوئی۔ وہ پاپڑا کے انتظار میں روانڈا سے مزید سوال کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اگلا سوال کرتا، اچانک پاپڑا کی آواز ابھری۔

"عمران کیا ہو رہا ہے"...... پاپڑا نے پوچھا۔

"تم کہاں چلے گئے تھے مقدس پاپڑا"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو روانڈا اور اس کے ساتھی بھی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے تھے۔

"میں بلبوش کا ٹھکانا دیکھنے گیا تھا اور اب تمہیں لینے آیا ہوں لیکن مجھے امید نہیں تھی کہ تم ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو گے"۔ پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

"یہ لوگ مجھے گرفتار کر کے اپنی بستی میں لے جانا چاہتے تھے۔ انہوں نے زہریلے تیر سے گھوڑے کو ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے جواب میں کہا۔

"انہیں جانے دو۔ ہمیں اپنے اصل مجرم کے پاس پہنچنا ہے۔ البتہ انہیں بے ہوش کرنا پڑے گا"...... پاپڑا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر روانڈا کے ساتھیوں پر پڑیں تو وہ لڑکھڑائے اور زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئے۔ روانڈا صرف شعاعیں دیکھ سکا تھا کیونکہ پاپڑا پوشیدہ تھا۔ اس لئے روانڈا پر دہشت طاری ہو گئی اور وہ یکدم چیختا ہوا بستی کی طرف دوڑ پڑا لیکن ابھی وہ چند قدم کے فاصلے پر ہی پہنچا تھا کہ اچانک اس کے راستے میں ایک خونخوار اور قد آدم ریچھ نمودار ہوا اور اس ریچھ نے دونوں پیروں پر کھڑے ہو کر روانڈا کو دبوچ لیا۔ روانڈا کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران ریچھ کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا اور اس نے فوراً ریوالور جیب میں ڈال کر زمین سے روانڈا کا نیزہ اٹھا لیا۔ خوفناک ریچھ نے روانڈا کو اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے رکھا تھا اور روانڈا خود کو ریچھ کی گرفت سے آزاد کرانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اس ریچھ نے روانڈا کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اپنے دونوں پیروں پر لٹو کی مانند گھومنے لگا۔ چند لمحوں میں ریچھ کے گھومنے کی رفتار کافی تیز ہو گئی اور پھر اس نے روانڈا کو یکدم اچھال دیا۔ روانڈا کا جسم کمان سے نکلے تیر کی طرح تیزی سے

درختوں کی شاخوں سے ٹکراتا ہوا ایک درخت کی گھنی شاخوں میں جا پھنسا اور اس کا انجام دیکھ کر حقیقتاً عمران کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ درخت کی تین انچ موٹی شاخ کا سرا کسی نیزے کی طرح روانڈا کے پیٹ میں پیوست ہو کر پشت سے باہر نکل آیا تھا۔ اس ریچھ کی درندگی کی انتہا دیکھ کر عمران کو ریچھ پر بے حد غصہ آیا اور اس نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر ریچھ کی طرف سیدھا کر لیا۔

"عمران۔ کیوں گولی ضائع کرتے ہو۔ یہ میں ہوں"...... عمران کے فائر کرنے سے پہلے ہی ریچھ کے منہ سے آواز نکلی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ پاپڑا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ پاپڑا نہیں۔ مقدس پاپڑا۔ تمہارا ہم سفر اور ہمدرد"...... ریچھ نے جو دراصل پاپڑا ہی تھا، ہنس کر کہا اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنی اصل شکل اور ننھے وجود میں آ گیا۔

"تم ریچھ کیسے بن گئے تھے"...... عمران نے اسے حیرت سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مقدس دیوی کی مہربانی سے۔ اس نے مجھے نئی طاقت عطا کی ہے اور اس سے میں ہر شکل و جسم اختیار کر سکتا ہوں"...... پاپڑا نے مسکرا کر کہا۔

"تم نے روانڈا کو کیوں ہلاک کر دیا"...... عمران نے ناگواری کے انداز میں کہا۔

"اس لئے کہ وہ بستی میں جا کر اپنے قبیلے کو ہمارے بارے میں بتا دیتا اور ان کا وچ ڈاکٹر بلبوش چوکنا ہو جاتا۔ آؤ چلیں"...... پاپڑا نے ہنس کر کہا اور پھر زمین سے بلند ہو کر آگے کی جانب ہوا میں تیرنے لگا تو عمران بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔

"سنا ہے بلبوش پتھروں سے بنے مکان میں رہتا ہے"۔ عمران نے چلتے چلتے کہا۔

"ہاں۔ میں دور سے مکان کو دیکھ آیا ہوں"...... پاپڑا نے مڑے بغیر کہا۔

"کیوں۔ مکان کے قریب کیوں نہیں گئے"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بلبوش نے مکان کے گرد نظر نہ آنے والا طلسمی حصار کھینچ رکھا ہے۔ ماورائی شے یا مخلوق اس حصار کے پار نہیں جا سکتی۔ وہ حصار سے چھوتے ہی جل کر فنا ہو جائے گی"...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

"پھر۔ ہم اس مکان میں کیسے داخل ہو سکیں گے"...... عمران نے فکر مند ہو کر کہا۔

"وہ حصار تمہارے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ بہرحال وہاں پہنچ کر دیکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے میں اس مکان کو تباہ کر دوں"۔ پاپڑا نے کہا تو عمران خاموش رہا اور پاپڑا کا تعاقب کرتا رہا۔

مقدس پاپڑا چند منٹ بعد رخ بدل کر تیرنے لگا۔ اس طرح وہ ربڑی قبیلے کی بستی میں جانے کی بجائے بستی سے تقریباً سو قدم کے فاصلے سے گزر کر بستی کی دوسری جانب پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں سے کچھ فاصلے پر پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہاں درختوں میں گھرا ہوا ایک کافی بڑا مکان واقع تھا جو پتھروں سے بنایا گیا تھا اور وہ پتھر دھوپ میں چمک رہے تھے۔ پاپڑا اور عمران اس مکان سے بیس پچیس قدم پیچھے رک گئے اور مکان کا جائزہ لینے لگے۔ مکان کی چھت پر ایک انسانی کھوپڑی ہوا میں معلق تھی اور اس کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔ ایک دو لمحوں بعد مقدس پاپڑا یکدم اپنی جگہ سے غائب ہو گیا تو عمران چونک پڑا کہ پاپڑا نے خود کو پوشیدہ کر لیا ہے یا کہیں چلا گیا تھا۔ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک مکان کی چھت پر معلق

کھوپڑی میں حرکت ہوئی اور وہ ہوا میں تیرتی ہوئی عمران کی طرف بڑھنے لگی تو عمران پر بوکھلاہٹ طاری ہوگئی۔ پراسرار کھوپڑی ہوا میں تیرتی ہوئی عمران کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے منہ سے مسلسل دھواں نکل رہا تھا۔ عمران خوفزدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ کھوپڑی اس کی طرف کیوں آ رہی ہے اور اگر کھوپڑی نے اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ اپنا دفاع کیسے کر سکے گا۔ ظاہر ہے وہ جادو منتر تو جانتا نہیں تھا کہ ماورائی مخلوق کے وار کو ناکام بنا سکتا۔ چند لمحوں بعد وہ دھواں اگلتی کھوپڑی قریب آ گئی تو عمران گھبراہٹ کے عالم میں پیچھے ہٹنے لگا۔

''رک جاؤ اجنبی۔ ورنہ جلا کر راکھ کر ڈالوں گی تمہیں''...... فوراً ہی کھوپڑی سے ایک غضبناک انسانی آواز ابھری تو اس کی دھمکی سن کر عمران خوفزدہ ہو گیا اور اس نے قدم روک لئے کھوپڑی بھی فضا میں رک گئی۔ عمران کا اس سے فاصلہ تقریباً دو قدم تھا اور وہ زمین سے تقریباً آٹھ فٹ کی بلندی پر معلق تھی۔

''اجنبی۔ یہاں آنے والا کوئی دشمن بچ کر واپس نہیں جاتا۔ تم بتاؤ تمہیں یہاں آنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہاں مقدس بلبوش رہتا ہے'' کھوپڑی سے دوبارہ غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ ورنہ اس سے ملنے یہاں نہ آتا۔ کیا مقدس بلبوش آرام کر رہا ہے''...... عمران نے جواب میں کہا۔

''تمہیں اس سے کیا مطلب کہ وہ آرام کر رہا ہے یا نہیں۔ تم اس سے ملنے کا مقصد بیان کرو''...... کھوپڑی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مقصد میں صرف بلبوش کو ہی بتا سکتا ہوں۔ مگر تم کون ہو''۔ عمران نے کہا۔

''میں اس کی غلام روح ہوں اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم مقدس بلبوش کو نقصان پہنچانے کی نیت رکھتے ہو۔ مگر میری موجودگی میں یہ ناممکن ہے اس لئے میں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دوں گی۔ البتہ تم واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو''...... کھوپڑی نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں مقدس بلبوش سے ملاقات کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ تم اسے میری آمد کی اطلاع دے دو''...... عمران نے بھی سخت اور حتمی لہجے میں کہا تو کھوپڑی نے فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا۔

''ٹھیک ہے لیکن تم یہاں ٹھہرے رہو اور ایک قدم بھی آگے مت بڑھنا''...... چند لمحوں بعد کھوپڑی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور گھوم کر تیزی سے مکان کی طرف تیرنے لگی تو عمران نے بھی حرکت کی اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ وہ کھوپڑی مکان کے دروازے تک پہنچی تو دروازہ خودبخود کھل گیا اور کھوپڑی تیرتی ہوئی مکان میں داخل ہوئی اور دروازہ بند ہو گیا۔ اتنے میں عمران بھی مکان کے قریب جا پہنچا اور دروازے کے پہلو میں دیوار سے پشت

لگا کر کھڑا ہو گیا اور پھر اندر کی آوازیں سننے لگا۔

''وہ اجنبی میرا دشمن ہے۔ جاؤ اسے فوراً اندھا کر دو''...... چند لمحوں بعد اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

یقیناً وہ مقدس بلبوش کی آواز تھی اور وہ کھوپڑی سے مخاطب تھا لیکن اس کا حکم سن کر عمران بوکھلا گیا اور اس نے فوری طور پر اپنے دفاع کے لئے قریب پڑا ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر ہاتھ میں لے لیا اور پھر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ ایک لمحہ بعد دروازہ کھلا اور بلبوش کی غلام کھوپڑی تیرتی ہوئی باہر آئی تو اس کے باہر آتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ باہر آ کر کھوپڑی تین چار قدم کے فاصلے پر رکی ہی تھی کہ عمران نے پھرتی سے اس کا نشانہ لے کر اسے پتھر دے مارا۔ دوسرے ہی لمحے کھوپڑی سے ایک کربناک چیخ نکلی اور کھوپڑی زمین پر آ گری تو اس کے ٹکڑے بکھر گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک زبردست جھماکا ہوا تو عمران کے ذہن میں سوال ابھرا کہ روشنی کا جھماکا کیسا تھا۔ مگر اسی لمحے قریب سے مقدس پاپڑا کی آواز سنائی دی۔

''بہت خوب علی عمران۔ تم نے تو کمال کر دیا، ساری مشکل حل کر دی''...... پاپڑا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کون سی مشکل''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور ادھر ادھر دیکھا تو پاپڑا نظر نہ آیا۔

''کھوپڑی کے فنا ہونے سے مکان کے گرد قائم نادیدہ ماورائی

حصار ٹوٹ گیا ہے۔ یہ جھماکا اسی حصار کے ٹوٹنے کا تھا۔ اب میں تمہارے ساتھ بلا خطر مکان میں داخل ہو سکتا ہوں۔ چلو''...... پاپڑا نے سرگوشی کے انداز میں آہستہ سے کہا تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور مکان کے بند دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن دروازے کو چھوتے ہی اسے زبردست جھٹکا لگا تو وہ اچھل کر کمر کے بل پیچھے زمین پر جا گرا اور اس نے منہ سے بے ساختہ نکلنے والی چیخ کو ضبط کر لیا۔

ایک دو لمحوں بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران۔ تم سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں دروازہ کھولتا ہوں''۔ اسی لمحے مقدس پاپڑا کی سرگوشی سنائی دی تو عمران دروازے سے ایک طرف ہٹ گیا۔ دوسرے ہی لمحے بجلی کی طرح ایک تڑپتی ہوئی شعاع نمودار ہو کر دروازے سے ٹکرائی اور دروازہ اس طرح دھماکے سے کھل گیا جیسے کوئی چٹان دروازے سے ٹکرائی ہو۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے آگے قدم بڑھایا۔ مگر اسی لمحے اندر سے دروازے میں ایک بوڑھا سیاہ فام نمودار ہوا اور اس نے عمران پر پھونک ماری۔ دوسرے ہی لمحے عمران کے قدموں کے نیچے زمین شق ہوئی اور عمران گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اس نے بوکھلا کر زمین سے نکلنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں یوں دھنسی ہوئی تھیں جیسے گہرے سوراخوں میں پھنسی ہوئی ہوں۔

"میری اجازت کے بغیر ایک مچھر بھی اندر داخل نہیں ہو سکتا عمران"...... اس بوڑھے نے عمران کو تیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

"وہ بدبخت پاپڑا کہاں ہے"...... ایک لمحہ بعد اس نے عمران سے دوبارہ کہا۔

"بدبخت پاپڑا نہیں۔ مقدس پاپڑا کہو بلبوش اور میں تمہارے سر پر موجود ہوں"...... جواب میں پاپڑا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"سامنے آؤ نابکار۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کتنے بہادر ہو"۔ مقدس بلبوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ عمران کا ساتھی پیٹر کہاں ہے"...... پاپڑا کی آواز آئی۔

"وہ کہیں بھی ہو میں تمہیں بتانے کا پابند نہیں ہوں۔ تم سامنے آؤ"...... مقدس بلبوش نے غصے سے کہا۔

"میں سامنے آگیا تو پھر تمہیں پناہ نہیں ملے گی بلبوش لیکن میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کروں گا تاکہ تمہیں مرنے کے بعد یہ حسرت نہ رہے کہ تم اپنے قاتل کو نہ دیکھ سکے تھے"...... پاپڑا نے زہریلے لہجے میں کہا تو بلبوش منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا مگر پھر اچانک عمران کا زمین میں دھنسا ہوا نچلا دھڑ زمین سے باہر نکل آیا

تو بلبوش نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور اسی لمحے پاپڑا بلبوش کے پیچھے نمودار ہو گیا۔ بلبوش کو شاید خطرے کا احساس ہو گیا اور وہ پھرتی سے پاپڑا کی طرف مڑا ہی تھا کہ پاپڑا کی آنکھوں سے خونی شعاعیں نکل کر بلبوش کے جسم سے ٹکرائیں اور وہ زمین پر گر گیا۔ مگر گرتے ہی اس نے پاپڑا کی طرف پھونک ماری اور اس کے منہ سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر پاپڑا کی طرف لپکا ہی تھا کہ پاپڑا یکدم غائب ہو گیا۔ چنانچہ بلبوش کے منہ سے نکلنے والا شعلہ دیوار کے چمک دار پتھروں سے ٹکرایا اور پتھر سیاہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بلبوش پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مڑ کر عمران پر پھونک مار دی۔ دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے پھر شعلہ نکلا لیکن اس سے پہلے کہ وہ شعلہ عمران تک پہنچتا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بائیں جانب چھلانگ لگا دی۔ شعلہ دروازے سے نکل کر باہر ایک درخت کے تنے سے جا ٹکرایا اور تنے میں اس طرح بڑا سا گول شگاف ہو گیا جیسے کسی تیز دھار آلے سے تنے کو گود کر بنایا گیا ہو۔ اس گول شگاف کے کنارے سیاہ پڑ گئے تھے۔

اس سے پہلے کہ بلبوش دوبارہ عمران پر کوئی وار کرتا، اچانک دو تڑپتی ہوئی نیلگوں شعاعیں نمودار ہو کر بلبوش کے دونوں کاندھوں سے ٹکرائیں اور بلبوش کے دونوں بازو کاندھوں سے کٹ کر زمین پر آ گرے اور بلبوش کربناک انداز میں چیختا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران تیزی سے کھڑا ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر بلبوش کے منہ پر

اس زور سے ٹھوکر ماری کہ بلبوش کے کئی دانت ٹوٹ کر حلق میں جا گرے۔ اسی لمحے مقدس پاپڑا کا ننھا وجود فضاء میں چھ فٹ کی بلندی پر نمودار ہو گیا۔ غصے کی شدت سے پاپڑا کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

"بلبوش۔ جلدی بتاؤ عمران کا آدمی کہاں ہے"...... پاپڑا نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بب۔ بلیک۔ بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر میں"...... بلبوش نے تڑپتے ہوئے بمشکل کہا تو عمران چونک پڑا۔

"بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... پاپڑا نے بلبوش کو غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے بارے میں صرف جھونگا ہی بتا سکتا ہے۔ مجھے اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر کے گرد حفاظتی کنڈل قائم کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر کسی کو نظر نہیں آتا"۔ بلبوش نے جواب میں کہا اس کے منہ سے الفاظ ٹوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے۔

"کیا جھونگا تمہارے گھر میں چھپا ہوا ہے"...... پاپڑا نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے رخصت ہو گیا تھا"۔ بلبوش نے کہا تو اس کی آواز کمزور ہوتی چلی گئی اور عمران کو محسوس ہوا کہ اس کا سانس رکتا جا رہا ہے۔ شاید وہ موت کے دہانے پر پہنچ

چکا تھا۔

"جلدی بتاؤ وہ کہاں گیا ہے"...... پاپڑا نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ آتشی۔ چٹان"...... بلبوش کے منہ سے رک رک کر آواز نکلی اور ابھی اس کا جملہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اس کا جسم بجھتے چراغ کی لو کی طرح یکدم زور سے تڑپا اور پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہوتا چلا گیا تو پاپڑا مکان میں داخل ہوا اور چند لمحوں بعد واپس باہر آ گیا۔

"علی عمران۔ تمہارا آدمی پیٹر اندر نہیں ہے۔ بلبوش نے درست کہا تھا"...... پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"گویا ہمیں بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر پر اٹیک کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہمیں جھونگا کا سر کچلنا ہو گا کیونکہ اس نے ہیڈ کوارٹر کے گرد ایسا حفاظتی حصار قائم کیا ہوا ہے جس کو ختم کیے بغیر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کنڈل کو ختم کرنا میرے بس میں نہیں ہے اور اس کنڈل میں داخل ہوئے بغیر ہیڈ کوارٹر نہیں دکھائی دیتا"...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

"کوشش کرنے میں کیا حرج ہے"...... عمران نے کہا تو پاپڑا بے اختیار ہنس پڑا۔

"علی عمران۔ میں جانتا ہوں کہ تم دنیا کے مانے ہوئے بہادر

اور نا قابل شکست انسان ہو لیکن ماورائی دنیا میں تم بدروحوں، جنات اور نادیدہ طاقتوں کا محض ہاتھوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تم نے اب تک جان لیا ہے کہ مجھ میں کس قدر ماورائی طاقت ہے۔ اس کے باوجود مجھے معلوم ہے کہ حفاظتی حصار کو ختم کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے تم بھی سمجھنے کی کوشش کرو کہ اگر ہم پہلے ہیڈ کوارٹر کا رخ کریں گے تو جھونگا ہم پر کوئی خطرناک وار کرنے کے لئے آزاد ہو گا اس لئے پہلے جھونگا کا خاتمہ کرنا ضروری ہے''۔ پاپڑا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور عمران پاپڑا کی ذہانت اور دور اندیشی پر حیران رہ گیا۔ اس کے خیال میں پاپڑا نے درست ہی کہا تھا کہ جب تک جھونگا آزاد اور زندہ رہے گا، وہ ان دونوں کو کبھی ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچنے دے گا۔

''ٹھیک ہے پاپڑا۔ جیسے تمہارا دل چاہے کرو''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کیا خفا ہو گئے ہو عمران۔ دیکھو اگر تم اپنے آدمی کو مقدس جھونگا کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتے ہو تو جھونگا کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ آگے جیسا تم کہو، میں کرنے کو تیار ہوں کیونکہ میں تمہارے تابع کیا گیا ہوں اور تمہارا حکم ماننا میرا فرض ہے''۔ پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں پاپڑا۔ میں خفا نہیں ہوں لیکن وہ مردود جھونگا ہے کہاں''...... عمران نے ہنس کر کہا۔

''اسی پہاڑی سلسلے میں۔ بلبوش نے آتشی چٹان کا نام لیا تھا''...... پاپڑا نے پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر چلو۔ ابھی چلتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جھونگا وہاں سے بھی فرار ہو جائے''...... عمران نے جلدی سے کہا تو پاپڑا نے کوئی اعتراض نہ کیا اور فوراً ہی عمران کے ساتھ کچھ فاصلے پر نظر آنے والی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جنگل ختم ہو گیا اور پتھریلی زمین شروع ہو گئی جو بتدریج نشیب میں جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پہاڑیوں میں پہنچ گئے۔

''پاپڑا۔ وہ آتشی چٹان کس قسم کی ہے۔ کیا تم نے دیکھی ہوئی ہے''...... عمران نے پاپڑا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''نہیں۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ابھی اسے تلاش کر لیتا ہوں''۔ پاپڑا نے ایک پہاڑی کے پاس رکتے ہوئے کہا تو عمران ایک بلند پتھر سے پشت لگا کر زمین پر بیٹھ گیا اور پاپڑا پرواز کرتا ہوا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ عمران سوچنے لگا کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز اس کے لئے پریشان ہو رہے ہوں گے کیونکہ اس نے کل سے اب تک اپنے ساتھیوں کو اپنی خیریت کی اطلاع نہیں دی تھی۔ بلیک پاور ایک خطرناک تنظیم تھی اور اس کے مقابلے کے لئے عمران اپنے ساتھیوں کو وہاں طلب کرنے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا کیونکہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کا اس جگہ تک زندہ سلامت پہنچنا محال تھا۔ اس علاقے میں آدم خور قبائل آباد تھے اور اس کے ساتھی کسی بھی

قبیلے کی گرفت میں آ کر مارے جاتے اور اگر کسی طرح وہ یہاں پہنچ بھی جاتے تو ان کا یہاں کوئی کام نہ تھا کیونکہ بلیک پاور کی جھونگا پشت پناہی کر رہا تھا اور عمران کے ساتھی جھونگا کی ماورائی قوتوں کا شکار ہو جاتے۔ اس کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی اسٹیمر پر رہ گیا تھا اس لئے وہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کی خیریت بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ان حالات میں اسے اکیلے ہی اپنے مشن کو مکمل کرنا تھا۔ ابھی تک اس کا سامنا صرف ماورائی طاقتوں سے ہوتا رہا تھا لیکن بلیک پاور سے آئندہ گھنٹوں میں یقیناً اسے اپنی ذہانت اور جسمانی طاقت سے کام لینے اور مقابلہ کرنے کا موقع ملنے والا تھا۔

دفعتاً عمران کے عقب میں ہلکی سی آہٹ ہوئی تو اس نے جلدی سے مڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اس کے جسم کے گرد کئی رسیاں لپٹتی چلی گئیں۔ عمران نے بوکھلا کر ان رسیوں پر نظر ڈالی تو خوف کی شدت سے اس کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑتی چلی گئی کیونکہ وہ رسیاں نہیں بلکہ رسیوں جیسی لمبی اور لچکیلی سی سونڈیں تھیں جنہوں نے اس کے جسم کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھا تھا۔ اس کی گردن، سینہ، بازو اور ٹانگوں کے گرد لپٹی وہ سونڈیں یقیناً کسی بہت بڑے سمندری کیکڑے کی تھیں یا پھر آکٹوپس کی جو عمران کی پشت کی طرف سے اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ جلد ہی عمران کی گردن سے لپٹی سونڈ اتنی سخت ہو گئی کہ عمران کے منہ سے آواز نہ نکل سکتی تھی اور نہ ہی وہ کوئی جدو جہد کر سکتا تھا۔ نہ جانے وہ کیکڑا وہاں پہلے سے اس کی تاک میں موجود تھا یا اتفاقاً اس طرف آ نکلا تھا۔

جلد ہی خوفناک کیکڑا عمران کو اپنی گرفت میں دبائے گھسیٹتا ہوا پہاڑی کے پہلو کی جانب پہنچ گیا۔ وہاں ایک غار کا کشادہ دہانہ نظر آ رہا تھا۔ کیکڑا عمران کو جکڑے غار میں داخل ہوا تو باہر سے سورج کی روشنی غار کے دہانے سے اندر پڑ رہی تھی اس لئے غار میں اندھیرا نہیں تھا۔ وہ غار اندر سے کافی طویل اور کشادہ تھا۔ لیکن ابھی کیکڑا دہانے سے چند فٹ کے فاصلے پر ہی پہنچا تھا کہ عقب میں غار کا دہانہ یکدم غائب ہو گیا اور وہاں دیوار نظر آنے لگی۔ غار کا دہانہ بند ہونے کے باوجود بھی وہاں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور وہ روشنی غار کی دس بارہ فٹ بلند چھت میں واقع چند انچ کشادہ دراڑ سے اندر پہنچ رہی تھی۔ کیکڑا عمران کو گھسیٹتا ہوا تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ وہاں غار سات آٹھ فٹ کشادہ تھا۔ کیکڑے کے رکتے ہی اس کی سونڈیں عمران کے جسم سے الگ ہو گئیں۔ اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے بعد عمران گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ چند گہرے سانس لینے کے بعد اس نے مڑ کر کیکڑے کی طرف دیکھا تو خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ عقب میں کیکڑا غار کی دیوار سے چپکا ہوا تھا اور اس کی بیس پچیس سونڈیں دیوار پر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان سونڈوں کے وسط میں کیکڑے کا آٹھ دس انچ کشادہ چہرہ تھا جس پر دو بڑی بڑی خونخوار آنکھیں عمران کو گھور رہی تھیں۔

عمران گھبرا کر فرش پر بیٹھے بیٹھے کیکڑے سے دور ہونے لگا اور

غار کی دوسری دیوار کے پاس جا پہنچا لیکن اس نے دیوار سے لگ کر کیکڑے کی طرف دیکھا تو حیرت کی شدت سے اچھل پڑا۔ کیکڑے کا چہرہ انسانی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور یہ چہرہ اس قدر بھیانک تھا کہ خوف سے عمران کو اپنا سانس رکتا محسوس ہونے لگا۔ اس خوفناک انسانی چہرے کے ہونٹ غائب تھے اور منہ میں لمبے لمبے دانت چمک رہے تھے۔ اس کے کان بھیڑ کے کانوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے اور پلکوں سے محروم گول گول آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں جن سے بے پناہ درندگی جھانک رہی تھی۔ اس کی تمام سونڈیں اس کی گردن سے نکلی ہوئی تھیں جیسے کسی درخت کے تنے سے شاخیں۔ یقیناً وہ کوئی ماورائی مخلوق تھی۔

"تم۔ تم کون ہو۔ مجھے یہاں کیوں لائے ہو"...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں انسانی چہرے والے کیکڑے سے کہا۔

"ہو ہو ہو۔ کیا تمہیں یہ جگہ پسند نہیں ہے عمران"...... کیکڑے کے انسانی منہ سے عجیب سی ہنسی کے ساتھ آواز نکلی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ تم میرا نام بھی جانتے ہو"...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"نام۔ صرف نام۔ ارے میں تو تمہارا پورا شجرہ بتا سکتا ہوں"۔ اس کیکڑے نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"مگر تم ہو کون اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو"...... عمران نے

پریشان ہو کر کہا۔

''میں تمہیں کیا نظر آتا ہوں''...... کیکڑے کے انسانی چہرے نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیکڑا۔ اور کیا ہو''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے مقدس کوکڑا کہا جاتا ہے''...... کیکڑے نے ہنس کر کہا۔

''کوک ڑا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں دہرایا۔

''مقدس کوکڑا۔ کوکڑا کا مطلب جانتے ہو''...... مقدس کوکڑا نے یکدم غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مرغیوں کو ہونے والی ایک بیماری کا نام کوکڑا ہے''۔ عمران نے جواب میں کہا۔

''نہیں۔ کوکڑا کا مطلب ہے ایسی موت جو چاروں اطراف سے اپنے شکار کو جکڑ کر ہلاک کر دیتی ہے اور میں مقدس جھونگا کا غلام ہوں جس نے مجھے ماورائی قوتیں بخش کر کیکڑے سے کوکڑا بنایا ہے۔ اب تم ساری بات سمجھ گئے ہو گے''...... کوکڑا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو تم جھونگا کے حکم پر مجھے پکڑ کر لائے ہو''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کی اصلیت جان کر عمران کا خوف دور ہو گیا تھا۔

''ہاں۔ میں صرف اسی کا حکم مانتا ہوں اور اسی کے حکم پر

تمہارے جسم کو تھوڑا تھوڑا نوچ کر روزانہ کھایا کروں گا کیونکہ مقدس جھونگا تمہیں سسکا سسکا کر مارنا چاہتا ہے''...... کوکڑا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لیکن تم مجھے نہیں مار سکتے کوکڑا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیوں نہیں مار سکتا۔ کون ہے جو مجھے روک سکے۔ تم میں تو اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ میرے قریب آ سکو''...... کوکڑا نے غراتے ہوئے کہا۔

''کوکڑا۔ تم نے مجھے یہاں لا کر اپنی موت کو آواز دی ہے۔ بہتر ہے کہ مجھے غار سے باہر نکال دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''سنو عمران۔ میں تمہارا غلام نہیں ہوں کہ تمہارا حکم مانوں۔ جب تک میرا آقا نہ چاہے، تمہارا ایک بال بھی باہر نہیں جا سکتا۔ یقین نہیں آتا تو کوشش کر کے دیکھ لو''...... کوکڑا نے غضبناک لہجے میں کہا تو عمران کو کوکڑا اور اپنی بے بسی پر بے حد غصہ آیا۔ نہ جانے پاپڑا اسے مصیبت میں چھوڑ کر کہاں چلا گیا تھا۔ اس لئے عمران کو پاپڑا پر بھی غصہ آ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے کوکڑا۔ میں جا رہا ہوں۔ دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے روکتے ہو''...... عمران نے غصے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش سے کھڑا ہو گیا اور غار کے بند دہانے کی طرف بڑھا۔ مگر اسی لمحے کوکڑا کے منہ سے عجیب سی روشنی نکل کر عمران کے پیروں پر پڑی

ر عمران کے پاؤں اس طرح بے حس ہو گئے جیسے ان میں زندگی ی کوئی رمق باقی نہ رہی ہو۔ وہ لڑکھڑایا اور اس نے سنبھلنے کی کوشش ی لیکن اسے اپنے دونوں پیر مجہول محسوس ہوئے اور وہ بے جان دموں پر اپنے جسم کا بوجھ سہارنے سے لاچار ہو کر غار کے فرش پر رتا چلا گیا۔

''ہاہاہا۔ ہوہوہو''...... کوکڑا عجیب سی آواز میں قہقہے لگانے لگا تو مران نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم میری مرضی کے بغیر غار سے اہر نہیں جا سکتے عمران لیکن تم نے یقین نہیں کیا تھا۔ بہرحال اب تو تمہیں یقین آ گیا ہے نا''...... کوکڑا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کوکڑا۔ مجھے تو یقین آ ہی گیا ہے لیکن اب تمہیں بھی یقین کر ینا چاہئے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کس بات کا یقین''...... کوکڑا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا کہ تمہاری موت کا وقت اور زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچا ہے''...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی یکدم غار میں مقدس پاپڑا کی غضبناک آواز گونجی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا، اس نے آواز کی سمت دیکھا مگر پاپڑا نظر نہ آیا۔ یقیناً اس نے خود کو پوشیدہ رکھا تھا۔ کوکڑا بھی پاپڑا کی آواز سن کر چونکا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''یہ کون بدتمیز بولا ہے''...... ایک لمحہ بعد کوکڑا نے بلند آواز سے

کہا۔

''وہی جسے تمہاری سرکوبی کے لئے یہاں آنا پڑا ہے۔ سرکوبی کا مطلب سمجھتے ہو کوکڑا یا میں سمجھاؤں''...... پاپڑا کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

''بکو مت نابکار۔ مجھے مقدس کوکڑا کہو''...... کوکڑا نے غضبناک ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میں شیطان کوکڑا کو مقدس کوکڑا نہیں کہہ سکتا ملعون''۔ پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''تم ہو کون۔ سامنے آ کر میری تعظیم کرو۔ میں مقدس کوکڑا ہوں''...... کوکڑا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

''خبیث کے تخم۔ میرے لئے مقدس صرف ایک ہی ہستی ہے جسے سریشم دیوی کہا جاتا ہے کیونکہ میں اس کا غلام ہوں اور تم میرے نزدیک ایک حقیر چیونٹی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے ہو''۔ پاپڑا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تو تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو غیبی چور''...... کوکڑا نے غراتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو نابکار۔ کیا میں تمہیں چور معلوم ہوتا ہوں''۔ پاپڑا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''اور کیا۔ کسی کے گھر میں اطلاع دیئے بغیر داخل ہونے والا چور ہی ہوتا ہے۔ کیوں عمران''...... کوکڑا نے ہنس کر کہا اور عمران کی

طرف دیکھا۔

''عمران کو بھاڑ میں جھونکو۔ مجھ سے بات کرو کوکڑا''...... پاپڑا نے غصے سے کہا۔

''او نابکار۔ تم آدمی ہو یا شتر مرغ۔ بات بات پر کاٹنے کو دوڑتے ہو۔ سامنے آؤ۔ پھر دیکھو میں تمہیں کیسے گدھا بناتا ہوں''...... کوکڑا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''مجھے دیکھ کر تمہیں سب گدھے گھوڑے بھول جائیں گے بندر کے بچے۔ پہلے تم عمران کے پاؤں درست کرو''...... پاپڑا کی غراتی ہوئی آواز آئی۔

''اچھا تو تم اس کے پاؤں ٹھیک کرانے آئے ہو۔ کیا تم میں اتنی طاقت نہیں ہے جو مجھ سے درخواست کر رہے ہو''...... کوکڑا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''میرے پاس وقت کم ہے کوکڑا۔ اگر تم نے چند لمحوں میں میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو پچھتاؤ گے''...... پاپڑا نے دھمکی بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تم ذرا اس خبیث کو بتاؤ کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں''...... پاپڑا نے اس مرتبہ عمران کو مخاطب کر کے کہا۔

''کیا تمہاری زبان میں کیڑے پڑے ہیں جو تم نہیں بتا سکتے''۔ کوکڑا نے ہنس کر کہا۔

''یہ مقدس پاپڑا ہے''...... عمران نے کوکڑا سے کہا۔

''مقدس پھپھڑا''...... کوکڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھپھڑا نہیں مردود۔ مقدس پاپڑا''...... عمران نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''اگر پاپڑا مقدس ہے تو پھر مجھ سے کیوں خوفزدہ ہے۔ سامنے کیوں نہیں آتا''...... کوکڑا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے مقدس پاپڑا غار کی چھت کے قریب نمودار ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ کوکڑا اس کی طرف دیکھتا، پاپڑا کی آنکھوں سے نیلگوں تڑپتی ہوئی شعاعیں نکل کر کوکڑا کے چہرے پر پڑیں۔ دوسرے ہی لمحے ہلکا سا دھماکا ہوا اور کوکڑا کا چہرہ غائب ہو گیا اور ساتھ ہی دیوار پر پھیلی اس کی لمبی سونڈیں بے جان ہو کر فرش پر گرتی چلی گئیں۔

کوکڑا کے فنا ہوتے ہی عمران کے پیروں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور وہ فرش سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران۔ دیکھا اس مغرور کا انجام۔ اپنی طاقت کی کتنی ڈینگیں مار رہا تھا۔ میرے پہلے وار سے ہی فنا ہو گیا چھچھوندر کا بچہ''۔ پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

''مگر تم تو آتشی چٹان تلاش کرنے گئے تھے۔ کیا مل گئی ہے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اور میں تمہیں لینے آیا تو تم غائب تھے۔ چنانچہ مجھے اپنی طاقت سے تمہارا سراغ لگانا پڑا''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

"چلو۔ اب دیر مت کرو۔ پہلے ہی سارا دن ضائع ہو گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو مقدس پاپڑا نیچے آیا اور عمران کے آگے آگے غار کے بند دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے تمتماتی شعاعیں نکل کر دہانے کی دیوار پر پڑیں تو دیوار کے پتھر پانی کی طرح پگھل گئے اور وہاں کافی کشادہ شگاف ہو گیا۔ وہ دونوں اس سے گزر کر غار سے باہر آئے تو شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔

"کس طرف جانا ہے پاپڑا"...... عمران نے رک کر پاپڑا سے پوچھا۔

"میرے پیچھے چلے آؤ علی عمران۔ بس تین سو قدم کا فاصلہ ہے"...... پاپڑا نے بائیں طرف ہوا میں تیرتے ہوئے کہا تو عمران اس کے تعاقب میں قدم اٹھانے لگا۔ تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی کی دوسری طرف پہنچے تو سامنے ایک بہت بڑی چٹان نیم تاریکی میں کسی دہکتے انگارے کی مانند روشن نظر آ رہی تھی۔ وہ چٹان کم از کم تیس فٹ بلند اور تقریباً بیس فٹ چوڑی تھی اور اس کی وجہ سے آس پاس اجالا ہو رہا تھا۔ یقیناً وہی آتشی چٹان تھی۔ عمران اس چٹان سے ابھی بیس قدم پیچھے تھا لیکن تپش محسوس کر رہا تھا۔ مزید چند قدم آگے بڑھنے کے بعد وہ رک گیا کیونکہ وہاں سے آگے تپش نا قابل برداشت تھی اور عمران کو یقین تھا کہ اگر وہ مزید آگے بڑھا تو اس کا جسم جھلس جائے گا۔

"مقدس پاپڑا۔ ٹھہر جاؤ"...... عمران نے پاپڑا کی طرف دیکھ کر

کہا جو عمران سے چھ سات قدم آگے تھا۔

"کیا بات ہے عمران۔ تم کیوں رک گئے ہو"...... پاپڑا نے چونک کر رکتے ہوئے عمران کی طرف مڑ کر کہا۔

"میں بہت تپش محسوس کر رہا ہوں پاپڑا۔ کیا جھونگا اس چٹان کے اندر موجود ہے"...... عمران نے کہا تو پاپڑا چونک پڑا۔

"ہاں لیکن مجھے تو تپش بالکل محسوس نہیں ہو رہی"...... پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میرے لئے نا قابل برداشت ہے۔ لگتا ہے سورج زمین پر آ پڑا ہے۔ اس چٹان میں داخل ہونا تو کیا اس کے قریب جانا بھی خود کو موت کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔ کیا اس کی حدت تم پر اثر نہیں کر رہی ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو پاپڑا ہنسنے لگا۔

"بالکل نہیں عمران۔ میں سردی گرمی سے بے نیاز مخلوق ہوں۔ البتہ تمہارے لئے میں کوئی انتظام کرتا ہوں"...... پاپڑا نے جواب میں کہا اور اس نے قریب آ کر عمران کی طرف اپنے ننھے سے ہاتھ دراز کر دیئے تو فوراً ہی عمران کو محسوس ہوا کہ جیسے اس کے ہاتھوں سے نادیدہ لہریں نکل کر اس کے جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہوں مگر اس کے ساتھ ساتھ اسے عجیب سی ٹھنڈک کا احساس ہونے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی عمران آتشی چٹان کی تپش سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ نادیدہ لہروں نے اس کے جسم پر ایسا غلاف سا چڑھایا تھا کہ اب

اسے انگارے کی طرح دہکتی چٹان کی حدت بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

''عمران۔ کیا اب بھی تمہیں تپش محسوس ہو رہی ہے''...... پاپڑا نے عمران سے کہا۔

''نہیں۔ بلکہ مجھے کافی ٹھنڈک کا احساس ہو رہا ہے''......عمران نے جواب میں کہا تو پاپڑا نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور چٹان کی طرف پرواز کرنے لگا۔ عمران بھی آگے بڑھا اور چٹان کے قریب پہنچ کر رک گیا لیکن اس کے وہاں پہنچتے ہی اچانک آتشی چٹان کی بالائی سطح سے دھواں اٹھنے لگا اور پھر اس دھویں سے بے شمار چڑیاں نمودار ہو کر اڑتی ہوئی چٹان کے گرد چکر لگانے لگیں تو عمران حیران رہ گیا۔ وہ چڑیاں جسامت میں چیلوں سے بڑی تھیں اور اپنی مخصوص آواز میں چیخ رہی تھیں۔ اتنے میں چٹان سے دھواں اٹھنا بند ہو گیا۔ وہ پر اسرار چڑیاں چٹان کے گرد چند چکر لگانے کے بعد چیختی ہوئی یکدم عمران کی طرف جھپٹیں اور عمران بوکھلا کر فوراً زمین پر بیٹھ گیا۔

چیل کی جسامت رکھنے والی چڑیاں یقیناً خونخوار تھیں اور ان کی تعداد ساٹھ ستر سے کم نہ تھی۔ ان کے حملے سے بچنے کے لئے عمران زمین پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے نیچے زمین میں زلزلہ سا آیا اور وہاں سے زمین پھٹ گئی۔ زمین پھٹتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ گہرائی میں گر رہا ہو۔ اس نے بے اختیار ہاتھ پاؤں چلا کر خود کو

سنبھالنے کی کوشش کی مگر زمین میں پڑنے والا شگاف اتنا کشادہ تھا کہ عمران کے دونوں ہاتھ سہارے لینے کے لئے اس کے کناروں تک نہ پہنچ سکے۔ اپنے انجام کا تصور کر کے عمران کی روح تک کانپ اٹھی اور وہ کسی بے جان پتھر کی طرح زمین کی تاریک گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

فطری طور پر موت کے خوف سے عمران کے ہوش و حواس رخصت ہو گئے تھے اور اسے کوئی احساس نہ ہو سکا تھا کہ وہ زمین کی تہہ تک کیسے پہنچا تھا کیونکہ زمین کے اندر قبر کی سی تاریکی تھی اور پھر اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئی تھیں۔ البتہ جب اسے ہوش آیا اور اس کے حواس نے کام کرنا شروع کیا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے چاروں طرف روشنی دیکھ کر اسے بے حد مسرت ہوئی ۔ وہ چند لمحوں تک ان روشنیوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے جسم کو حرکت دی اور اسے محسوس ہوا کہ اس کے نیچے نرم زمین ہے تو وہ اٹھ بیٹھا اور آس پاس کا جائزہ لینے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ ماحول سے آشنا ہو گیا۔ یہ کسی پہاڑی کا اندرونی حصہ معلوم ہوتا تھا جو کسی اوندھے پیالے کی مانند نیچے سے گول اور اوپر سے مخروطی تھا۔ چھت کا قطر

دس فٹ سے زیادہ نہ تھا لیکن فرش پر اس کی گولائی بیس پچیس فٹ کے قریب تھی اور اس کی دیواروں سے سفید دودھیا روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ روشنی اتنی تیز تھی کہ فرش پر پڑی باریک لکیریں تک دکھائی دے رہی تھیں۔ فرش پتھریلا ہونے کے باوجود ٹھنڈا اور کسی فوم کی مانند نرم محسوس ہو رہا تھا لیکن اس گنبد نما کمرے میں کہیں کوئی سوراخ، شگاف یا باہر نکلنے کا راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔

ابھی عمران نے پوری طرح اس جگہ کا جائزہ نہ لیا تھا کو اچانک ایک عجیب سی آواز اس گنبد میں گونجنے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے ہزاروں افراد ایک ساتھ بول رہے ہوں۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے اس آواز پر غور کیا لیکن کوئی لفظ سمجھ نہ آیا۔ چند لمحوں بعد وہ پراسرار آواز یکدم بند ہو گئی اور پھر ایک اور آواز سنائی دی تو اسے پہچان کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ مقدس جھونگا کی آواز تھی۔

''علی عمران۔ اب کیسی طبیعت ہے تمہاری''...... جھونگا نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

''اوہ۔ تم کون ہو۔ سامنے آؤ''...... عمران نے انجان بن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارا میزبان مقدس جھونگا ہوں۔ تم آتشی چٹان میں داخل ہونا چاہتے تھے اور میں نے تمہاری آسانی کے لئے تمہیں چٹان کے ندر پہنچا دیا البتہ تمہارا مددگار مقدس پاپڑا راستہ تلاش کرنے کے لئے باہر ابھی تک ٹاک ٹوئیاں مار رہا ہے لیکن اسے کبھی بھی راستہ

نہیں ملے گا''...... جھونگا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

''بکواس بند کرو۔ تم مقدس پاپڑا کی طاقت کا اندازہ نہیں رکھتے۔ اسے اندر آنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ناممکن ہے اور اگر وہ اندر آنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو اسے تمہاری لاش ہی ملے گی''...... جھونگا نے ہنس کر کہا۔

''اتنا غرور مت کرو جھونگا۔ تم اپنی غلام کھوپڑی چربل اور بستی کے سردار چانواں کا انجام دیکھ چکے ہو۔ کوکڑا کی موت کا بھی تمہیں علم ہو چکا ہو گا۔ اس سے تمہیں یقین کر لینا چاہئے کہ تمہاری موت بھی مقدس پاپڑا کے ہاتھوں لکھی ہے''...... عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''پرواہ نہیں۔ وہ اندر آئے تو سہی پھر دیکھنا میں اس کی کیسے مٹی پلید کرتا ہوں۔ میں پاپڑا سے اپنے غلاموں کی موت کا ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ تم دہشت کی شدت سے مر جاؤ گے عمران''۔ جھونگا کی غراہٹ بھری آواز ابھری۔

''ڈینگیں مت مارو نابکار۔ بقول کنفیوشس جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ کنفیوشس کون ہے۔ کیا وہ تمہاری دنیا کا وچ ڈاکٹر ہے''...... جھونگا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''پہلے تھا۔ اب تو وہ اگلی دنیا کا وچ ڈاکٹر ہے۔ اس کا قول ہے کہ انتقام لینے کی ہمت و طاقت رکھنے والے گھر بیٹھ کر دشمن کا انتظار نہیں کیا کرتے۔ اگر تم میں اتنی جرأت ہے تو باہر جا کر مقدس پاپڑا کا مقابلہ کرو''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارے سامنے اس کا حشر نشر کرنا چاہتا ہوں تاکہ تم بھی دیکھو اور میری طاقت کا لوہا مان جاؤ''...... جھونگا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مگر تم ہو کہاں۔ میرے سامنے تو آؤ۔ مجھ سے کیوں ڈرتے ہو''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو جھونگا ہنسنے لگا۔

''تم سے ڈروں گا۔ تم جیسے حقیر وجود سے بھلا میں کیسے ڈر سکتا ہوں عمران۔ میرے نزدیک تمہاری حیثیت ایک چیونٹی سے زیادہ نہیں ہے جسے میں انگلی کے ایک اشارے سے فنا کر سکتا ہوں۔ بہرحال تمہاری خواہش پر میں آ رہا ہوں''...... جھونگا کی طنزیہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی گنبد نما کمرے کی دیواریں یکدم بجھ گئیں اور وہاں گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ اندھیرا ہوتے ہی فطری طور پر عمران پر نامعلوم سا خوف طاری ہونے لگا کیونکہ اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے آس پاس بے شمار لوگ چل رہے ہوں۔ عمران نے انہیں چھونے کے لئے دونوں طرف ہاتھ پھیلائے لیکن اس کے ہاتھ کسی وجود سے نہ ٹکرائے تو خوف سے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور

وہ کسی نادیدہ وار سے بچنے کے لئے فرش پر بیٹھے بیٹھے پیچھے ہٹنے لگا۔ ہٹتے ہٹتے وہ عقب میں دیوار سے جا لگا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کراہتا ہوا اچھل کر دیوار سے کئی قدم آگے جا گرا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی کمر میں ہزاروں کانٹے چبھ گئے ہوں۔

دو تین لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک دائیں جانب سے روشنی کی ایک باریک سی لکیر نمودار ہوگئی۔ اس روشن لکیر کی لمبائی ایک فٹ سے زیادہ نہ تھی اور وہ فرش سے پانچ چھ فٹ کی بلندی پر ہوا میں تیرتی ہوئی عمران کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمران خوفزدہ نگاہوں سے اس روشنی کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ روشنی اس کے لئے ضرر رساں ثابت نہ ہو مگر اس کے اندیشے کے برعکس روشن لکیر عمران سے چند فٹ کے فاصلے پر ٹھہر گئی تو عمران کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں کیونکہ اس روشن لکیر کا حجم بڑھنے لگا تھا۔ چند لمحوں میں ہی وہ روشن لکیر پھیل کر دائیں بائیں کی دیوار اور فرش سے چھت تک پہنچ گئی تو عمران کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ اس کے سامنے روشنی کی دیوار سی کھڑی تھی مگر دوسرے ہی لمحے وہ روشنی کی دیوار شیشے میں تبدیل ہوگئی اور اس شیشے کے پیچھے ایک سیاہ فام افریقی بوڑھا کھڑا دکھائی دینے لگا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس سیاہ فام کی پیشانی پر تین سفید متوازی لکیریں ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک کھنچی ہوئی تھیں اور ناک طوطے کے چونچ کی مانند خم دار نظر آ رہی تھی۔ اس خوفناک شخص کی آنکھیں گول مگر چھوٹی تھیں

جن میں بے حد سفاکانہ چمک تھی اور وہ عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''لو عمران۔ میں نے تمہاری زندگی کی آخری خواہش پوری کر دی ہے تاکہ مرنے کے بعد تمہیں حسرت نہ رہے کہ تم مقدس جھونگا کی زیارت سے محروم رہے''...... اس بوڑھے نے مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی آواز پہچان کر عمران سمجھ گیا کہ وہی مقدس جھونگا ہے مگر اس کے الفاظ سن کر عمران کو اس پر بے حد غصہ آیا۔

''جھونگا ملعون۔ یہ شیشے کی دیوار تمہاری بزدلی کا ثبوت ہے کہ تم مجھ سے خوفزدہ ہو''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تم غلط سمجھے ہو عمران۔ میں تمہاری سریشم دیوی سے نہیں ڈرتا تو تم سے کیوں ڈروں گا''...... جھونگا نے بے ڈھنگے پن سے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم نے اپنے اور میرے درمیان یہ دیوار کیوں کھڑی کی ہے بے وقوف گدھے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''محض اس لئے کہ جب تمہارے جسم کے ٹکڑے کئے جائیں تو تمہارے گندے خون کا کوئی چھینٹا مجھ پر نہ پڑے''...... جھونگا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو گیدڑ کے بچے۔ کس میں جرأت ہے کہ میرے ٹکڑے کر سکے''...... عمران نے غضبناک ہو کر کہا۔

''ابھی آ جاتا ہے تمہارا قاتل۔ پھر پتہ چلے گا کہ گیدڑ کون ہے''...... جھونگا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے ایک ہاتھ سے چٹکی بجائی تو چٹکی کی آواز اس گنبد والے کمرے میں دھماکے جیسی سنائی دی۔ دوسرے ہی لمحے عمران کو اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی۔ عمران نے جلدی سے گردن گھما کر عقب کی جانب دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے پیچھے تقریباً چھ فٹ کے فاصلے پر ایک مردہ انسانی ڈھانچہ ہاتھ میں دو دھاری تلوار اٹھائے کھڑا تھا۔ اس ڈھانچے کو دیکھ کر عمران کو مقدس پاپڑا پر غصہ آنے لگا جو ابھی تک اس کی مدد کو نہیں پہنچا تھا۔

''عمران۔ میرا یہ غلام تمہارے جسم پر اتنے وار کرے گا کہ تمہارے جسم کی ہزاروں بوٹیاں بن جائیں گی''...... جھونگا کی آواز سنائی دی تو عمران مڑ کر جھونگا کی طرف دیکھنے لگا۔

''گویا میرے جسم کا قیمہ بن جائے گا مگر اس غلام کی بجائے یہ کام تم خود کیوں نہیں کرتے نابکار۔ ہمت ہے تو خود آ کر مجھ پر وار کرو خرگوش کی اولاد''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جھونگا ہنس پڑا۔

''میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ تمہاری گالیوں پر مشتعل ہو کر تم پر خود وار کروں۔ غلاموں کے ہوتے ہوئے آقا خود کوئی کام نہیں کیا کرتے مگر اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر خود کو بچا سکتے ہو تو کوشش کر دیکھو''...... جھونگا نے غرور بھرے لہجے میں کہا اور

ڈھانچے کی طرف دیکھا۔

''رانگہ۔ عمران کے جسم کو کاٹنا شروع کر دو۔ کم از کم اس وقت تک تلوار چلاتے رہو جب تک کہ اس کے خون کے چھینٹوں سے دیواریں سرخ نہ ہو جائیں''...... جھونگا نے ڈھانچے سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ڈھانچہ تلوار لہراتا ہوا عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

ڈھانچے کو اپنی طرف آتے دیکھ کر عمران ایک مرتبہ پھر بدحواس ہو گیا۔ اگرچہ جھونگا سے اسے ذرا بھی خوف نہیں تھا لیکن ماورائی قوتوں کی بات اور تھی۔ وہ ڈھانچہ جس میں یقیناً کوئی بدروح تھی اپنے آقا کے حکم کا پابند تھا۔ اس سے رحم کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی کیونکہ غلام اور ماورائی مخلوق ہر قسم کے جذبات سے یکسر عاری ہوتی ہے جس طرح ایک الیکٹرانک کھلونا یا مشین محض ایک بٹن پریس کرنے پر حرکت کرتی ہے اور بٹن آف کئے بغیر نہیں رکتی اسی طرح رانگہ نامی ڈھانچہ بھی اپنے کام سے نہیں رک سکتا تھا جب تک کہ جھونگا خود اسے رکنے کا حکم نہ دیتا چنانچہ یہ صورت حال عمران کے لئے بے حد پریشان کن تھی۔ اس کے پاس ایک ریوالور کے سوا کوئی ہتھیار نہیں تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس موقع پر ریوالور اس کے لئے بے کار ہے۔ ایک طلسمی اور ماورائی مخلوق کو زیر کرنے کے لئے طلسمی ہتھیار ہی کارآمد ہو سکتا تھا اس لئے عمران کی گھبراہٹ فطری تھی۔ مقدس پاپڑا کی طرف سے اب کسی مدد کی امید نہیں رہی تھی اور عمران کو جو کچھ بھی کرنا تھا اپنے بل بوتے پر کرنا تھا کیونکہ کوئی

بھی زندہ انسان آسانی سے خود کو موت کے حوالے نہیں کرتا وہ اپنے دفاع کے لئے ہاتھ پاؤں ضرور مارتا ہے اور عمران بھی زندہ انسان تھا اس لئے مزاحمت کرنا اس کا فطری حق تھا چنانچہ جوں ہی رانگہ دو دھاری تلوار لہراتا ہوا قریب آیا، عمران اس کے وار سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹنے لگا اور شیشے کی دیوار سے جا لگا جس کی دوسری جانب کھڑا جھونگا دلچسپی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ عمران کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر مکروہ انداز میں ہنسنے لگا۔

''ہو ہو ہو۔ تم میرے غلام سے نہیں بچ سکتے عمران۔ تمہاری کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ رانگہ کی آنکھیں نہیں ہیں لیکن یہ اپنے شکار کو اپنی ماورائی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہو سکتا''...... جھونگا نے کہا۔ عمران کے پیچھے شیشے کی دیوار تھی اس لئے وہ مزید پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا اتنے میں ڈھانچہ عمران کے قریب آ پہنچا۔ جھونگا کا آخری جملہ سن کر فوری طور پر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں عمران کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی مانند کوندا اور اس نے آخری کوشش کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ شاید وہ کامیاب ہو ہی جائے۔ اگرچہ اس میں کامیابی کا ایک فیصد ہی چانس تھا لیکن عمران کا قول تھا کہ انسان کو کوشش ضرور کرنی چاہئے چنانچہ جیسے ہی اس ڈھانچے نے قریب آ کر اپنے پنجے میں دبی چمکدار دو دھاری تلوار سے عمران کے سر پر وار کیا، عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اپنی جگہ سے دائیں جانب ہٹ گیا۔ تلوار کی ضرب شیشے کی

دیوار پر پڑی اور زبردست دھماکے کی آواز کے ساتھ دیوار ٹوٹ گئی۔ طلسمی دیوار پر طلسمی ہتھیار کا وار ہوا تھا چنانچہ پوری دیوار کرچی کرچی ہو گئی لیکن حیرت انگیز طور پر عمران شیشے کی کرچیوں سے محفوظ رہا تھا۔ ڈھانچے نے دوبارہ عمران کی طرف رخ کیا تو اتنا وقت نہیں تھا کہ عمران کو دائیں بائیں ہٹنے یا خود کو بچانے کا موقع ملتا مگر اس سے پہلے کہ ڈھانچہ عمران پر وار کرتا، یکدم چھت کی طرف سے ایک تمتماتی ہوئی شعاع ڈھانچے کی طرف لپکی تو ڈھانچہ تلوار سمیت غائب ہو گیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا لیکن جھونگا گھبرا گیا۔ جھونگا کے ساتھ ساتھ عمران نے بھی گنبد نما چھت کی طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ اسی لمحے ایک مرتبہ پھر شعاع نمودار ہوئی اور جھونگا کے چہرے سے ٹکرائی تو دوسرے لمحے جھونگا کا منہ بند ہو گیا۔ اس کے دونوں ہونٹ آپس میں اس طرح مل گئے جیسے قدرتی طور پر جڑے ہوئے ہوں۔ اس کی آنکھوں میں تحیر اور چہرے پر بوکھلاہٹ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس حالت میں وہ بولنے یا کوئی منتر پڑھنے سے معذور و بے بس تھا۔

''جھونگا خبیث۔ اپنے غرور کا انجام دیکھ رہے ہو نا''...... دفعتاً مقدس پاپڑا کی طنزیہ آواز ابھری تو عمران نے آواز کی سمت دیکھا۔ اس جانب فرش سے تقریباً بارہ فٹ کی بلندی پر مقدس پاپڑا کا ننھا سا وجود معلق تھا۔ اسے دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ جھونگا خوفزدہ نگاہوں سے مقدس پاپڑا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''تم کہاں تھے مقدس پاپڑا''...... عمران نے پاپڑا سے پوچھا۔

''میں یہیں اندر ہی تھا عمران۔ اس ڈھانچے کے نمودار ہونے سے پہلے ہی میں اندر آ گیا تھا''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو تم اتنی دیر تماشا دیکھتے رہے تھے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں عمران۔ یہاں کون سی ریچھ کتے کی لڑائی ہو رہی تھی کہ میں تماشا دیکھتا۔ میں تو صرف موقع کا انتظار کر رہا تھا۔ دراصل میرا نشانہ جھونگا تھا اور جھونگا شیشے کی دیوار کے پیچھے محفوظ تھا۔ اس دیوار کو ہٹانا میرے لئے ممکن نہیں تھا لیکن جب تم تلوار سے بچنے کے لئے دیوار کے پاس پہنچے تو میں سمجھ گیا کہ تمہارے ذہن میں اپنے بچاؤ کی جو ترکیب ہے اس کے نتیجے میں دیوار ٹوٹنے والی ہے اور میں اسی موقع کا منتظر تھا۔ اگر میں دیوار ٹوٹنے سے پہلے ڈھانچے کو فنا کرتا تو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ دیوار قائم رہتی اور نہ صرف جھونگا شیطان محفوظ رہتا بلکہ فرار ہو جاتا''...... مقدس پاپڑا نے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کا مطلب سمجھ گیا۔

''اب جھونگا بے بس کھڑا ہے۔ اس سے بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیسے معلوم کرو گے''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''جھونگا ہمیں وہاں لے جائے گا۔ وہاں پہنچ کر میں اسے ختم کر دوں گا''...... پاپڑا نے سفاکانہ لہجے میں کہا اور جھونگا کی طرف

دیکھنے لگا۔

''نابکار جھونگے۔ تمہیں اپنی حالت کا احساس ہے نا کہ تم صرف سن سکتے ہو، سوچ سکتے ہو لیکن کوئی جادو منتر نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی اپنا دفاع کر سکتے ہو۔ تم میری گرفت سے فرار بھی نہیں ہو سکتے لہٰذا تمہیں مجھ سے تعاون کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری جاں بخشی کر دوں۔ کیا تم تعاون کرنے پر تیار ہو''...... پاپڑا نے جھونگا کو گھورتے ہوئے کہا تو جواب میں جھونگا نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ ہونٹ بند ہونے کے سبب وہ منہ سے اقرار نہیں کر سکتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو اور اس جگہ کی نشاندہی کرو جہاں بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اسے تم نے نادیدہ طلسمی لہروں کے حصار میں پوشیدہ کر رکھا ہے''...... پاپڑا نے تحکمانہ لہجے میں جھونگا سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی پاپڑا کی آنکھوں سے تمتماتی شعاعیں نکل کر گنبد نما کمرے کی ایک دیوار سے ٹکرائیں اور دیوار میں کافی بڑا شگاف ہو گیا۔

''عمران۔ تم جھونگا کے ساتھ میرے پیچھے آؤ''...... پاپڑا نے عمران سے کہا تو عمران نے جھونگا کو چلنے کا اشارہ کیا اور وہ عمران کے ساتھ شگاف کی طرف بڑھنے لگا۔ مقدس پاپڑا ان کے آگے ہوا میں تیر رہا تھا۔ شگاف سے باہر آ کر عمران نے مڑ کر دیکھا تو یہ وہی آتشی چٹان تھی اور وہ اب بھی انگارے کی مانند روشن تھی۔

''جھونگا۔ اب تم اس طرف چلو جہاں بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر

پوشیدہ ہے۔ ہم تمہارے پیچھے رہیں گے''...... پاپڑا نے جھونگا سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جھونگا بائیں جانب بڑھا اور عمران اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ پاپڑا ان کے اوپر ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ ایک پہاڑی کی آڑ میں پہنچنے پر آتشی چٹان اوجھل ہو گئی۔ اس طرف تاریکی تھی اس لئے مقدس پاپڑا کی آنکھوں سے روشنی نکل کر عمران اور جھونگا کے آگے زمین پر پڑنے لگی۔ اس روشنی میں وہ کسی دشواری کے بغیر آگے بڑھتے رہے۔ تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک وادی میں جا پہنچے اور جھونگا وادی کے آغاز میں ہی رک گیا تو عمران وادی کا جائزہ لینے لگا۔ اس وادی میں نہ کوئی چٹان تھی نہ پتھر۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ قدرتی طور پر ہموار پتھریلی زمین تھی لیکن اس وادی میں کسی عمارت کے آثار نہ تھے۔

''جھونگا۔ کیا اسی وادی میں بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر ہے''۔ مقدس پاپڑا نے جھونگا سے پوچھا تو جھونگا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایک لمحہ بعد پاپڑا کی آنکھوں سے بیک وقت سینکڑوں شعاعیں نکل کر وادی کی طرف لپکیں لیکن چند قدم دور پہنچ پر اس طرح زور دار جھماکا ہوا جیسے ہزاروں وولٹ بجلی کی تاریں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔ جھماکا سے بے شمار چنگاریاں سی اڑیں اور بس۔ گویا نادیدہ لہروں کا حفاظتی حصار بدستور قائم تھا جس کے سبب ہیڈ کوارٹر پوشیدہ تھا اور پاپڑا اس حصار کو توڑنے میں ناکام رہا تھا۔ عمران سوچنے لگا کہ اب کیا ہوگا۔ پاپڑا کی کوشش کی ناکامی سے عمران کو یقین ہو گیا

تھا کہ جب تک جھونگا خود اس حفاظتی حصار کو ختم کرنے کے لئے منتر یا کوئی ماورائی عمل نہیں کرے گا۔ ہیڈ کوارٹر ظاہر نہیں ہو گا اور جھونگا منتر پڑھنے سے معذور تھا کیونکہ اس کے دونوں ہونٹ آپس میں جڑے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے مقدس پاپڑا کی طرف دیکھا تو پاپڑا بھی فکر مند لگ رہا تھا۔

''مقدس پاپڑا۔ کیا مسئلہ ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''جھونگا نے نادیدہ لہروں کا جو حفاظتی حصار قائم کر رکھا ہے اسے توڑنا میرے بس میں نہیں ہے''...... پاپڑا نے جواب دیا۔

''تو جھونگا سے کہو کہ وہ حصار کو ختم کرے۔ آخر تم اسے کس لئے ساتھ لائے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں عمران۔ میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا''...... پاپڑا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''خطرہ کیسا۔ جھونگا اس حالت میں ہمارے لئے بالکل بے ضرر ہے تو پھر تمہیں کیوں فکر ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''سمجھنے کی کوشش کرو علی عمران۔ بے شک جھونگا اس وقت پٹاری میں بند ناگ کی طرح بے بس اور لاچار ہے لیکن پٹاری کا منہ کھلتے ہی یہ ہم پر وار کرنے سے نہیں چوکے گا''...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ ذرا وضاحت کرو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب صاف ہے عمران۔ جھونگا حصار کو ختم کرنے کے لئے منتر پڑھے گا اس کے لئے جھونگا کے ہونٹوں کو کھولنا پڑے گا تاکہ یہ حصار پر منتر پھونک سکے لیکن اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ یہ ہم پر وار نہیں کرے گا۔ ہونٹ کھلتے ہی یہ ہم پر وار کر دے گا اور ہمیں فنا کرنے کی کوشش کرے گا یا پھر ہماری گرفت سے عقاب بن کر نکل جائے گا۔ یہ کچھ بھی کر سکتا ہے''...... پاپڑا نے کہا تو اس کے خدشات پر عمران پریشان ہو گیا۔ واقعی جھونگا ہونٹ کھلنے پر ان پر جا۔و پھونک سکتا تھا۔ اسی لمحے اچانک ہی فضا وحشیانہ نعروں سے گونجنے لگی تو عمران بے اختیار چونکا اور اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا۔ اس طرف ایک بلند پہاڑی تھی اور نعروں کی آواز اس پہاڑی کے عقب سے آ رہی تھی۔

''مقدس پاپڑا۔ یہ شور کیسا ہے''...... عمران نے پاپڑا کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ پاپڑا غائب ہو چکا تھا۔ شاید وہ صورت حال معلوم کرنے جا چکا تھا۔ وحشیانہ نعروں کا شور لمحہ بہ لمحہ قریب آتا جا رہا تھا۔ جھونگا خاموش کھڑا تھا۔ عمران دوبارہ مڑ کر پہاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ وحشیانہ نعروں سے لگتا تھا جیسے بہت سے جنگلی اس جانب آ رہے تھے اور ان کے نعروں کے شور میں گھوڑوں کی ٹاپیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ گویا نعرے لگانے والے گھوڑوں پر سوار تھے۔ عمران سوچنے لگا کہ وہ لوگ کون ہیں اور اس طرف کیوں آ رہے تھے۔ پھر اسے خیال آیا کہ جھونگا یقیناً

جانتا ہو گا چنانچہ اس سے پوچھنے کے لئے عمران اس کی طرف مڑا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ جھونگا اپنی جگہ سے غائب تھا۔ شاید وہ عمران کی غفلت سے کسی چٹان کی آڑ میں روپوش ہو چکا تھا یا حفاظتی حصار میں جا چھپا تھا۔ عمران نیم تاریکی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے مقدس پاپڑا نمودار ہو گیا۔

''ارے۔ وہ خبیث جھونگا کہاں گیا''...... پاپڑا نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں۔ شاید کسی چٹان یا پتھر کی آڑ میں چھپ گیا ہے۔ مگر تم کہاں مر گئے تھے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مر نہیں گیا تھا ورنہ واپس کیسے آتا۔ میں نعرے لگانے والوں کو دیکھنے گیا تھا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''تم خوش ہو رہے ہو تو یقیناً وہ تمہارے سسرال والے ہوں گے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ طلسمی مخلوق کا نہ کوئی سسرال ہوتا ہے نہ میکہ۔ وہ لوگ ربڑی قبیلے کے آدمی ہیں۔ انہیں مقدس بلبوش کے مرنے کا علم ہو چکا ہے اور وہ غضبناک ہو کر ہمیں پکڑنے کے لئے ادھر آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ قبیلے کا سردار بھی ہے''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا۔ انہیں کیسے پتا چلا کہ ہم اس طرف آئے ہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

"شاید کسی ربڑی سپاہی نے تمہیں اس طرف آتے دیکھا ہوگا۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ وہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"...... پاپڑا نے کہا۔

"مگر جھونگا۔ وہ ہماری گرفت سے فرار ہو چکا ہے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جھونگا اب ہمارے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ کسی سے مدد لے سکتا ہے۔ حصار میں داخل ہونا بھی جھونگا کے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ اس میں داخل ہونے کے لئے وہ منتر نہیں پڑھ سکتا۔ میں ابھی اسے فنا کرتا ہوں"...... پاپڑا نے کہا۔

"جھونگا فنا ہو گیا تو حفاظتی حصار کیسے ٹوٹے گا"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"اس کے مرتے ہی اس کا قائم کیا ہوا سارا طلسم خودبخود ٹوٹ جائے گا"...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے پہاڑی کے عقب سے تیس چالیس گھڑ سوار جنگلی نعرے لگاتے ہوئے نمودار ہو گئے۔ پاپڑا کے اشارے پر عمران جلدی سے ایک بڑے پتھر کی آڑ میں ہو کر گھڑ سواروں کو دیکھنے لگا جبکہ پاپڑا غائب ہو گیا۔ گھڑ سوار جنگلی تیزی سے قریب آئے اور عمران کے دائیں بائیں سے گزرتے ہوئے وادی میں اترتے چلے گئے۔ عمران مڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ربڑی قبیلے کا سردار ان سب سے آگے تھا لیکن وادی میں داخل ہو کر ابھی وہ چند قدم ہی آگے گئے تھے کہ

اچانک بجلیاں سی کوندیں اور اگلے بیس پچیس افراد گھوڑوں سمیت جل کر کوئلہ ہو گئے۔ ان کے پیچھے والے افراد گھوڑوں کو روکتے روکتے بھی حفاظتی نادیدہ حصار سے جا ٹکرائے اور وہ بھی جل بھن گئے۔ صرف پانچ چھ افراد بچ سکے اور انہوں نے چیختے ہوئے اپنے گھوڑوں کو واپس موڑ لیا۔ اسی لمحے فضاء میں مقدس پاپڑا نمودار ہوا اور اس کی آنکھوں سے ہلاکت خیز شعاعیں نکل کر ان افراد پر پڑیں تو وہ بھی چیختے ہوئے گھوڑوں سے گر گئے۔ آزاد ہوتے ہی گھوڑے ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ آن کی آن میں ربڑی قبیلے کے تمام سپاہی اپنے سردار سمیت لقمہ اجل بن گئے تھے۔ عمران پتھر کی آڑ سے نکلا اور وادی میں پڑی جنگلیوں اور ان کے گھوڑوں کی جلی ہوئی لاشیں دیکھنے لگا۔

"جھونگا۔ میں جانتا ہوں تم کہاں چھپے ہوئے ہو۔ فوراً سامنے آجاؤ۔ ورنہ میں رحم کا لفظ بھول جاؤں گا"...... دفعتاً پاپڑا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو عمران چونک کر دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن کسی طرف سے جھونگا نمودار نہ ہوا۔ چند لمحوں بعد پاپڑا فضاء میں ادھر سے ادھر پرواز کرنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ کی طرح اس کی آنکھوں سے روشنی نکل کر چٹانوں اور پتھروں پر پڑ رہی تھی یقیناً پاپڑا اس روشنی میں جھونگا کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران کافی فکر مند تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر جھونگا نہ ملا تو ساری محنت اور بھاگ دوڑ رائیگاں جائے گی

چند منٹ بعد مقدس پاپڑا غائب ہو گیا اور وہاں پہلے کی طرح تاریکی پھیل گئی تو عمران پریشان ہو گیا۔ نہ جانے پاپڑا اب کہاں چلا گیا تھا۔ عمران ربڑی قبیلے کے افراد کی جلی ہوئی لاشیں دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ جھونگا کا قائم کیا ہوا حصار بے حد تباہ کن ہے اور اگر وہ پاپڑا کی ساتھ وادی میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو ان کا انجام بھی مرنے والوں جیسا ہی ہوتا اور ماورائی طاقتوں سے لیس پاپڑا بھی خود کو حصار کی نادیدہ ہلاکت خیز لہروں سے نہ بچا سکتا۔ چند منٹ بعد اچانک روشنی ہو گئی اور عمران نے مڑ کر روشنی کی طرف دیکھا تو اس طرف سے ایک خونخوار اور عظیم الجثہ ریچھ چلا آ رہا تھا۔ اس ریچھ کی آنکھوں سے روشنی نکل کر پھیل رہی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں پر مقدس جھونگا کو اٹھا رکھا تھا۔ یقیناً ریچھ کی شکل میں پاپڑا ہی تھا۔ جھونگا کو دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ ریچھ

نے عمران کے قریب آ کر جھونگا کو زمین پر پٹخ دیا۔ پھر اس نے پلٹا کھایا اور اس کی جسامت وشکل بدل گئی۔ اب وہ پہلے کی طرح ننھا سا وجود نظر آ رہا تھا۔ جھونگا دہشت زدہ نگاہوں سے پاپڑا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”یہ خبیث تمہیں کہاں سے ملا“...... عمران نے پاپڑا سے پوچھا۔

”یہاں سے کافی فاصلے پر ایک غار میں چھپا ہوا تھا“...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

”تو تم اس گدھے کو وہیں ختم کر دیتے۔ یہاں لانے کی زحمت کیوں کی“...... عمران نے غصے سے جھونگا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”وہاں اس کے مرتے ہی یہاں وادی میں ہیڈ کوارٹر نمودار ہو جاتا اور بلیک پاور کے آدمی تمہیں پکڑ لیتے یا فرار ہو جاتے۔ اس خطرے کے پیش نظر میں اسے یہاں لایا ہوں اور اب“...... پاپڑا نے کہا اور بے رحمی سے ہنسا تو عمران نے چونک کر پاپڑا کی طرف دیکھا۔

”اور اب میں اسے فنا کرنے لگا ہوں“...... پاپڑا نے دوبارہ کہا تو اس کی بات سن کر جھونگا کی آنکھیں موت کے خوف سے پھیل گئیں اور اس نے مقدس پاپڑا کی طرف دیکھتے ہوئے معافی کے لئے ہاتھ جوڑ دیئے۔ مگر پاپڑا نے نفرت سے اس پر تھوکا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر قریب پڑے بھاری پتھر پر پڑیں تو پتھر کسی گیند کی مانند اچھل کر فضاء میں بلند ہوا اور

دس بارہ فٹ کی بلندی پر پہنچ کر معلق ہو گیا۔ پاپڑا کی آنکھوں سے نکلنے والی شعاعیں مسلسل پتھر پر پڑ رہی تھیں اور عمران حیرت بھری نگاہوں سے پتھر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ پاپڑا کیا کرنے والا تھا پھر یکدم ہی وہ چٹانی پتھر تیزی سے زمین کی طرف آنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھاری پتھر جھونگا پر آ گرا اور جھونگا کا وجود پتھر کے نیچے یوں پس گیا جیسے کوئی چوہا گاڑی کے ٹائر کے نیچے آ کر ملیا میٹ ہو گیا ہو۔ اس کا بھیانک انجام دیکھ کر عمران جیسے پتھر دل کا وجود بھی کانپ اٹھا۔ ایک لمحہ بعد عمران نے وادی کی طرف دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ چند لمحے پہلے جو وادی چٹیل اور ہموار میدان کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں اب ایک کافی بلند پہاڑی نظر آ رہی تھی جس کا سامنے کا حصہ کسی دیوار کی مانند ہموار اور سپاٹ تھا۔ اس دیوار میں ایک کشادہ آہنی گیٹ نصب تھا جو نہ جانے کس طرح پتھروں کو کاٹ کر وہاں لگایا گیا تھا۔ آہنی گیٹ بند تھا لیکن اس کے دونوں پاٹوں کے درمیان روشنی کی باریک سی دراڑ دکھائی دے رہی تھی اور وہ روشنی کسی برقی بلب کی معلوم ہوتی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پہاڑی کے اندر بجلی پیدا کرنے والے جنریٹرز نصب تھے۔ پہاڑی کے پھیلاؤ سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے اندر کا حصہ کافی وسیع تھا جس میں ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا۔ البتہ پہاڑی کے باہر نہ کوئی انسان تھا اور نہ کسی قسم کا سامان نظر آ رہا تھا۔ عمران کی نگاہیں پہاڑی کا جائزہ لیتے

ہوئے اوپر اٹھیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک عجیب سا ہیولا دکھائی دے رہا تھا۔

''پاپڑا۔ پہاڑی کی چوٹی پر کیا چیز ہے''...... عمران نے ایک لمحہ بعد پاپڑا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''وہ ہیلی کاپٹر ہے۔ بلیک پاور کے آدمی ساحل سمندر پر جانے کے لئے ہیلی کاپٹر بھی استعمال کرتے ہیں''...... پاپڑا نے کہا تو عمران کو حیرت ہوئی۔

''مگر گیٹ تو بند دکھائی دے رہا ہے۔ اندر کا حال کیسے معلوم ہو گا''...... عمران نے گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم ذرا یہاں انتظار کرو گے۔ میں معلوم کر کے آتا ہوں''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا آدمی پیٹر اندر ہے۔ اسے آزاد کرانے کے بعد ہی میں کوئی ایکشن لوں گا۔ تم ذرا جلدی آنا''...... عمران نے سر ہلا کر کہا تو مقدس پاپڑا غائب ہو گیا اور عمران بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد پاپڑا عمران کے سامنے نمودار ہو گیا۔

''عمران۔ اندر تو کافی بڑا کارخانہ ہے۔ کم از کم پچاس افراد کام کر رہے ہیں۔ مختلف چھوٹی بڑی مشینیں اور بھٹیاں اندر موجود ہیں۔ لکڑی کے تختوں سے پارٹیشن اور کمرہ نما کیبن بنے ہوئے ہیں جن میں سفید فام افراد سو رہے ہیں۔ البتہ مقامی افراد کام میں

مصروف ہیں۔ کچھ سفید فام جن کے پاس آتشیں ہتھیار ہیں، ان جنگلیوں کی نگرانی کر رہے ہیں جو کام کر رہے ہیں''...... مقدس پاپڑا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''پیٹر کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کس حال میں ہے''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''وہ ایک کیبن میں بند ہے اور کیبن کے باہر ایک مسلح شخص ٹہل رہا ہے۔ اس وقت پیٹر بے ہوش ہے''...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

''کیا تم اسے باہر نہیں لا سکتے پاپڑا''...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں عمران۔ اگر میں اندر موجود لوگوں کو نظر آیا تو ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ پیٹر کو غیر معمولی حالت میں باہر نکلتے دیکھ کر فائرنگ شروع کر دیں اور پیٹر مارا جائے''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''پھر۔ کیا کیا جائے۔ کیا مجھے خود اندر جانا پڑے گا''...... عمران نے بے تابی سے کہا۔

''یقیناً۔ مگر اس کے لئے تمہیں اپنا حلیہ تبدیل کرنا ہو گا تاکہ وہ لوگ تمہیں فوری طور پر پہچان نہ سکیں۔ بلکہ اپنا آدمی سمجھ کر نظر انداز کر دیں۔ کیا تم اپنی شکل وصورت تبدیل کر سکتے ہو''...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرے پاس میک اپ بکس نہیں ہے''...... عمران نے جواب میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ خدمت بھی مجھے ہی انجام دینا ہو گی''...... پاپڑا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''احمق آدمی۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو''...... عمران نے بیزار لہجے میں کہا۔

''آدمی نہیں۔ میں مقدس پاپڑا ہوں علی عمران''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے سبز رنگ کی شعاعیں نکل کر عمران کے جسم پر پڑنے لگیں تو عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھول کر اپنے جسم پر نظر ڈالی تو حیران رہ گیا کیونکہ اس کے جسم پر ایک نیا لباس نظر آ رہا تھا۔ ہاتھوں کی جلد گندمی رنگت کی بجائے سفید تھی۔ اسی لمحے پاپڑا نے عمران کے چہرے کے سامنے آ کر اپنی پشت عمران کی طرف کی تو اس کی پشت آئینے کی مانند شفاف تھی اور عمران کو اس آئینے اپنی شکل دکھائی دی۔ وہ نئی شکل میں تھا اور اس شکل میں وہ یورپین سفید فام نظر آ رہا تھا۔ ایک دو لمحوں بعد پاپڑا نے عمران کی طرف رخ کیا اور مسکرانے لگا۔

''چلو۔ اب تم گیٹ کی طرف بڑھو۔ میں پوشیدہ طور پر تمہارے ساتھ رہوں گا۔ میں تمہاری رہنمائی کرتا رہوں گا''...... پاپڑا نے کہا۔

''مجھے سب سے پہلے اس کیبن میں لے چلو جس میں پیٹر قید ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو پاپڑا یکدم غائب ہو گیا۔ عمران تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا پہاڑی دیوار میں نصب آہنی گیٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ گیٹ خودبخود کھل گیا لیکن صرف اتنا کھلا کہ اس میں سے ایک ہی آدمی گزر سکتا تھا۔ یقیناً گیٹ پاپڑا نے ہی کھولا تھا جو پوشیدہ طور پر عمران کے ساتھ تھا۔ عمران گیٹ سے اندر آیا تو گیٹ کسی آواز کے بغیر بند ہو گیا۔ اندر کافی روشنی تھی۔ لکڑی کی دیواروں سے بنی ایک راہداری نظر آ رہی تھی جو دس بارہ قدم آگے جا کر دائیں بائیں مڑ رہی تھی۔ راہداری کے اس حصے میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ داہنی جیب میں تھا جس میں اس کا ریوالور تھا۔ اس نے پہلے ہی پاپڑا سے کہہ دیا تھا کہ وہ سیدھا اسے پیٹر کے کیبن میں لے جائے اس لئے عمران کے اندر آنے پر پاپڑا نے اس کی رہنمائی کی۔

''عمران۔ آگے بائیں جانب کی راہداری میں مڑ جانا''۔ عمران کو پاپڑا کی سرگوشیانہ آواز سنائی دی تو عمران آگے بڑھنے لگا۔ اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ ہیڈ کوارٹر میں کیا کچھ ہو رہا ہے کیونکہ اسے پہلے سے ہی معلوم تھا کہ اس جگہ بلیک پاور نامی تنظیم خطرناک اور تیز ترین نشہ ''بلیک کوئین'' تیار کر کے پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے اور عمران کا مشن اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا اور اس برائی کے منبع کو جڑ سے ختم کرنا تھا جس سے انسانیت خطرے میں تھی البتہ اس سے

پہلے عمران کی خواہش تھی کہ اپنے وفادار مخبر شیطرج کے ماتحت پیٹر کو بلیک پاور کی قید سے نکال لیا جائے جو محض عمران کا ساتھ دینے پر مصیبت کا شکار ہوا تھا۔ اگر پیٹر مر چکا ہوتا تو پھر اسے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس کے حکم پر مقدس پاپڑا ایک لمحہ میں ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیتا۔

چند قدم چلنے کے بعد وہ بائیں جانب کی راہداری میں مڑ گیا۔ اس طرف راہداری میں لکڑی کے چند کیبن بنے ہوئے تھے اور ان کے آگے ایک سفید فام یورپین کندھے سے مشین گن لٹکائے ٹہل رہا تھا لیکن اس کا رخ عمران کی طرف ہی تھا اس لئے اس نے عمران کو دیکھتے ہی یوں آنکھیں سکیڑ لیں جیسے عمران کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی ردعمل ظاہر کرتا، اس کی آنکھیں یکدم پھیل گئیں اور وہ دونوں ہاتھ اپنی گردن پر جمائے اس طرح جدوجہد کرنے لگا جیسے کسی نادیدہ ہاتھوں کی گرفت سے اپنی گردن چھڑانے کی جدوجہد کر رہا ہو۔ مگر چند لمحوں بعد ہی اس کے دونوں ہاتھ بے جان ہو کر لٹک گئے۔ چہرے پر شدید اذیت کے آثار نمودار ہو گئے اور پھر اس کا جسم آہستہ آہستہ سلوموشن کے انداز میں فرش پر جھکتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ فرش پر ساکت پڑا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ آدمی مقدس پاپڑا کے ہاتھوں موت کی نیند سو چکا ہے۔ چنانچہ وہ بے فکر ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں واقع کیبن نما کمروں کے دروازے بند نظر آ رہے تھے۔

''ٹھہر جاؤ عمران۔ تمہارا آدمی اسی کیبن میں ہے۔ میں دروازہ کھولتا ہوں''...... تیسرے کیبن کے پاس پہنچتے ہی پاپڑا کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران رک گیا۔ ایک دو لمحوں بعد کیبن کا دروازہ کھل گیا تو عمران آگے بڑھا اور کیبن میں داخل ہو گیا۔ راہداری میں جلنے والی روشنی کیبن کے اندر پہنچ رہی تھی۔ فرش پر پیٹر بے ہوش نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر جا بجا تشدد کے نشانات تھے۔ اس کا پھٹا ہوا لباس ظاہر کر رہا تھا کہ اسے بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر عمران کو افسوس ہوا کہ بے چارہ پیٹر محض اس کی وجہ سے مصیبت کا شکار ہوا تھا۔

''پاپڑا۔ پیٹر زخمی ہے۔ اسے باہر کیسے لے جایا جائے''۔ عمران نے مقدس پاپڑا کو مخاطب کر کے کہا۔

''ہاں عمران۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ یہاں لا کر اس پر کافی تشدد کیا گیا ہے۔ شاید اس سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ تشدد کے نتیجے میں بے ہوش ہو گیا تھا''...... پاپڑا کی غیبی آواز سنائی دی۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کچھ سوچ کر پاپڑا سے کہا۔

''کوئی فائدہ نہیں۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی یہ اپنے قدموں پر نہیں چل سکے گا''...... پاپڑا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تو پھر۔ اسے باہر کیسے لے جائیں''...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی حالت میں اسے اٹھا کر باہر لے چلو''...... پاپڑا کی آواز سنائی دی تو عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور جھک کر پیٹر کو فرش سے اٹھایا اور پھر اسے کندھے پر ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے۔ ڈیوڈ کو کیا ہوا''...... اسی لمحے ایک حیرت بھری آواز ابھری تو عمران چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے باہر جھانکا تو راہداری کے شروع میں ایک مشین گن بردار شخص کھڑا حیرت سے راہداری میں پڑے محافظ کی لاش کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن عمران کے جھانکنے پر اس شخص نے عمران کو دیکھ لیا اور فوراً ہی مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر کے چیخنے لگا۔

''جلدی چلو عمران۔ میں اسے ختم کرتا ہوں''...... مقدس پاپڑا کی غیبی آواز سنائی دی اور عمران کیبن سے نکل کر راہداری میں آیا ہی تھا کہ دوڑتے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ اسی لمحے مقدس پاپڑا نمودار ہوا اور اس کی آنکھوں سے تڑپتی ہوئی شعاعیں نکل کر شور مچانے والے محافظ پر پڑیں۔ دوسرے ہی لمحے اس آدمی کا ایک بازو کندھے سے کٹ کر فرش پر گرا اور وہ آدمی چیختا ہوا فرش بوس ہو گیا لیکن اس کی آخری کربناک چیخ سے پورے ہیڈ کوارٹر میں شور اٹھ کھڑا ہوا۔ دوڑتے بھاگتے قدموں کی آہٹوں اور لوگوں کی آوازوں سے پہاڑی گونجنے لگی تھی۔

''عمران۔ تم گیٹ کی طرف جاؤ۔ میں سب کو سنبھالتا ہوں''۔

پاپڑا نے عمران سے کہا تو عمران پیٹر کو اٹھائے تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ دوسری جانب کی راہداری سے دو سفید فام محافظ دوڑتے ہوئے نمودار ہوئے اور عمران کو دیکھ کر وہ جھٹکے سے رک گئے۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے عمران پر مشین گنیں تان لیں لیکن پھر ان کی نگاہیں کچھ بلندی پر معلق پاپڑا کی طرف اٹھیں اور ان کے منہ حیرت سے کھل گئے۔ اسی لمحے پاپڑا کی آنکھوں سے دو شعاعیں نکل کر ان کی مشین گنوں پر پڑیں اور ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر چھت کی طرف بلند ہوتی چلی گئیں تو دونوں محافظ خوفزدہ نگاہوں سے اپنی مشین گنوں کی طرف دیکھنے لگے۔ فوراً ہی دوسری طرف کی ایک راہداری سے دو اور محافظ دوڑتے ہوئے وہاں آ پہنچے مگر اس سے پہلے کہ وہ مقدس پاپڑا کو دیکھتے، پاپڑا کی خونی شعاعیں ان پر پڑیں اور ان کے کندھوں سے بازو کٹ کر فرش پر گرے تو وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ ان کا انجام دیکھتے ہی پہلے آنے والے دونوں محافظوں نے دہشت زدہ ہو کر واپس دوڑ لگا دی۔

عمران رکے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ وہ راہداری کے موڑ پر پہنچا ہی تھا کہ پاپڑا کی آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر موت کی شعاعیں نکل کر بھاگنے والے محافظوں پر پڑیں اور وہ دونوں کربناک چیخوں کے ساتھ منہ کے بل فرش پر گرتے چلے گئے۔ ان کی پیٹھ میں بڑے

بڑے گھاؤ پڑ گئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی تیز دھار خنجر سے ان کی پیٹھ سے گوشت کاٹ لیا گیا ہو۔ ان کے زخموں سے خون کے فوارے ابل رہے تھے۔ ان کا انجام دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے عمران رکا اور پھر فوراً ہی وہ گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

ہوٹل ڈی فرانس میں مقیم سیکرٹ سروس کے ممبرز تنویر، جولیا، صفدر، چوہان اور خاور، جولیا کے کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ وہ سب عمران کے لئے بے حد فکر مند تھے جو دو دن پہلے بلیک پاور کے ممبر ٹائیگر کے اسٹیمر کی تلاش میں شیطرج کے ماتحت پیٹر کے ساتھ گیا تھا اور اب تک عمران نے انہیں اپنی خیریت کی کوئی خبر نہیں دی تھی۔ صفدر ان دو دنوں میں کئی مرتبہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکا تھا لیکن ناکام رہا تھا اور ان لوگوں نے باور کر لیا تھا کہ یا تو عمران کا ٹرانسمیٹر ضائع ہو چکا ہے یا پھر عمران کال اٹینڈ کرنے کے قابل نہیں تھا۔ عمران کے قابل نہ ہونے کی تشریح ہر ممبر کے ذہن میں الگ تھی۔ تنویر کے خیال میں عمران کسی حادثے کا شکار ہو گیا تھا یا پھر کسی دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا تھا۔ صفدر کا اندازہ تھا کہ

عمران دانستہ کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا یا پھر کسی طرح وہ ٹرانسمیٹر سے محروم ہو چکا تھا۔ خاور اور چوہان کا موقف تھا کہ عمران دشمنوں کی گرفت میں آ چکا تھا اور اسے کال کرنے یا کال اٹینڈ کرنے کے لئے تنہائی میسر نہیں تھی۔ البتہ جولیا کو یقین تھا کہ عمران جان بوجھ کر انہیں اپنے حالات سے بے خبر رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ لوگ پریشان نہ ہوں اور اسی وجہ سے جولیا کو عمران پر بار بار غصہ آ رہا تھا کہ اس نے تنہا جانے کی حماقت کیوں کی اور کسی ممبر کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گیا تھا۔ اگر عمران نے تنہا ہی بلیک پاور سے ٹکرانا تھا تو دوسرے ممبرز کو کیوں ساتھ لایا تھا۔

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تو تمام ممبرز چونک پڑے۔ صفدر کے اشارے پر چوہان صوفے سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے دروازہ کھولا تو باہر جوزف کھڑا تھا۔ چوہان ایک طرف ہٹا اور جوزف اندر آ گیا تو چوہان نے دروازہ بند کیا اور واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ جوزف ایک کرسی پر بیٹھ کر ممبرز کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ کافی سنجیدہ اور فکر مند نظر آ رہا تھا۔

”جوزف۔ تم کہاں چلے گئے تھے“...... جولیا نے جوزف سے پوچھا۔

”نیچے ہال میں گیا تھا چائے کے لئے۔ باس کا کچھ پتا چلا“۔ جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ ویسے تمہارا کیا اندازہ ہے۔ عمران صاحب کیوں واپس

نہیں آئے''...... صفدر نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یقین سے تو نہیں کہہ سکتا صفدر صاحب لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ کسی وحشی قبیلے کی گرفت میں ہوں گے۔ آپ کو پتا ہی ہے کہ تاریک جنگلات میں وحشی اور آدم خور قبیلے رہتے ہیں جو دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں اور صرف ماورائی طاقتوں سے ڈرتے ہیں۔ ہر قبیلہ کسی نہ کسی روح کا پجاری ہے اور قبیلے پر اصل حکومت قبیلے کے وچ ڈاکٹر کی ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعے جنگلی اپنی دیوی یا دیوتا کے تابع ہوتے ہیں اور وچ ڈاکٹر انہیں دیوی دیوتا سے ڈراتا رہتا ہے۔ اس کی غلام روحیں قبیلے کی حفاظت کرتی ہیں چنانچہ جب کوئی اجنبی کسی قبیلے کی حدود میں داخل ہوتا ہے تو اسے گرفتار کر کے وچ ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہی اجنبی کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ اجنبی کی نگرانی بدروحوں کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ شاید باس بھی بدروحوں کی گرفت میں بے بس ہو۔ ایسے میں نہ تو ٹرانسمیٹر کام کرتا ہے اور نہ کوئی ہتھیار کام آتا ہے''...... جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ بات تو ہے۔ گزشتہ مہم میں بھی عمران صاحب اور میرا ریوالور ماورائی مخلوق کے سامنے بیکار ثابت ہوا تھا''...... صفدر نے سر ہلا کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ (اس خوفناک مہم کے لئے ملاحظہ فرمائیں عمران سیریز کا ماورائی نمبر''روح کا غدار'') تو جولیا کی پریشانی میں یکدم اضافہ ہو گیا۔

''جوزف۔ کیا ہمیں عمران کے پیچھے جانا چاہئے''...... جولیا نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

''یقیناً۔ باس کی جان خطرے میں ہے ورنہ باس اتنی زیادہ دیر تک ہماری طرف سے کبھی غافل نہیں رہ سکتا''...... جوزف نے سر ہلا کر کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو جوزف۔ عمران صاحب کہیں بھی ہوں وہ ٹرانسمیٹر پر ہماری خیریت ضرور معلوم کرتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''صفدر۔ تم کیا کہتے ہو۔ ہو سکتا ہے عمران کو ہماری مدد کی ضرورت ہو''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

''جانا تو پڑے گا ہی لیکن بہتر ہے شام تک انتظار کر لیا جائے۔ ہو سکتا ہے ان کی کال آ جائے''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں صفدر۔ ہو سکتا ہے اس کی کال نہ آئے اور انتظار میں ہی وقت ضائع ہو جائے۔ ہمیں فوری روانہ ہو جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں ہمارا جانا بے کار ثابت ہو''...... تنویر نے جلدی سے سخت لہجے میں کہا تو باقی ممبرز چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگے۔ تنویر کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ دوسرے ممبرز کی نسبت اسے عمران کی زیادہ فکر تھی۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتے ہو تو چلتے ہیں لیکن عمران صاحب کی

اجازت ضروری ہے''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''کیسی اجازت۔ جب اس سے رابطہ ہی قائم نہیں ہو رہا تو اجازت کہاں سے لیں۔ ہمیں اجازت کی بجائے عمران کی زندگی کی فکر کرنی چاہئے۔ وہ ہمارا پارٹی لیڈر ہے اور ہم اس مشن پر اپنی مرضی سے اس کے ساتھ جہاد کے جذبے سے آئے ہیں''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''آل رائٹ۔ میں اسٹیمر کا انتظام کرتا ہوں''...... صفدر نے سر ہلا کر کہا اور میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر شیطرج کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ شیطرج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر شیطرج کی آواز سنائی دی۔

''میں صفدر بول رہا ہوں شیطرج''...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''یس سر۔ حکم فرمائیں۔ کیا عمران صاحب واپس آ گئے ہیں''۔ شیطرج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اور ہم نے ان کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت کا شکار ہو چکے ہوں لہٰذا تم ایک گھنٹہ کے اندر ہمارے سفر کے لئے ایک اسٹیمر اور اسلحہ وغیرہ کا انتظام کر دو''۔ صفدر نے کہا۔

''رائٹ سر۔ میں ابھی انتظام کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں''۔

شیطرج کی آواز سنائی دی۔

''اسٹیمر کا ڈرائیور ایسا ہونا چاہئے جو تمام ساحلوں اور علاقے سے واقفیت رکھتا ہو۔ اسٹیمر میں اتنا فیول بھی ہو جس سے ہم تین چار سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کر سکیں۔ باقی تم جانتے ہی ہو کہ ہمیں سفر میں کس کس چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... صفدر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں مسٹر صفدر۔ آپ کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ اگر آپ حکم کریں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں''۔ شیطرج نے کہا۔

''نہیں شکریہ۔ ہم پانچ افراد کافی ہیں۔ او کے''...... صفدر نے کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔

''جوزف۔ تم بھی تو جنگلات سے واقف ہو''...... جولیا نے جوزف سے کہا۔

''یس۔ جنگلات میں، میں آپ کو گائیڈ کروں گا کیونکہ ڈرائیور اسٹیمر پر ہی رہے گا''...... جوزف نے سر ہلا کر کہا۔

تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ شیطرج کو کال کئے نصف گھنٹہ گزر چکا تھا اور یہ اسی کی کال ہو سکتی تھی چنانچہ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس شیطرج''...... صفدر نے مختصراً کہا۔

''آپ کے سفر کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں سر۔ سی پورٹ پر

میرا آدمی آپ کا منتظر ہے۔ اس کا نام مائیکل ہے اور وہ افریقی ہے۔ سمندری سفر کا اسے وسیع تجربہ ہے اور وہ تمام ساحلوں سے واقف ہے۔ ٹریول نامی اسٹیمر دوسرے اسٹیمرز سے کچھ فاصلے پر الگ تھلگ کھڑا ہے تاکہ آپ کو اسے پہچاننے میں دشواری نہ ہو"۔ شیطرج کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اس کا شکریہ ادا کر کے فون بند کر دیا۔

"آؤ چلیں۔ اپنی ضروری چیزیں ساتھ لے لو۔ شیطرج کا آدمی ہمارا انتظار کر رہا ہے بندرگاہ پر"...... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ لوگ دو کاروں میں بندرگاہ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بندرگاہ پہنچ کر انہوں نے گاڑیاں پارکنگ میں کھڑی کیں اور جیٹی کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگے جہاں پرائیویٹ اسٹیمرز ایک قطار میں لنگر انداز تھے۔ وہاں انہیں ٹریول نامی اسٹیمر بآسانی نظر آ گیا جو باقی اسٹیمرز سے چند قدم آگے الگ تھلگ کھڑا تھا۔ اسٹیمر پر ایک ادھیڑ عمر مگر صحت مند افریقی شخص موجود تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز جوزف کے ساتھ اس اسٹیمر کے قریب پہنچے تو افریقی نے ادب سے انہیں سلام کیا۔ شاید ان کی تعداد دیکھ کر وہ انہیں پہچان گیا تھا۔ یقیناً شیطرج نے مائیکل نامی اس شخص کو ان کے بارے میں تفصیلی ہدایات دی تھیں۔ وہ لوگ اسٹیمر پر سوار ہوئے تو صفدر نے مائیکل کو روانگی کا حکم دیا اور مائیکل

انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔ صفدر نے جوزف کو مائیکل کے پاس رہنے کی ہدایت کی اور باقی ممبرز کے ساتھ کیبن میں آ بیٹھا۔ کیبن میں دو بڑے بڑے بیگ رکھے تھے۔ صفدر نے انہیں کھول کر دیکھا تو ایک بیگ میں خشک خوراک کے ڈبے تھے جبکہ دوسرے میں اسلحہ تھا۔ صفدر مطمئن ہو کر کیبن سے نکل کر مائیکل اور جوزف کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اسٹیمر بندرگاہ سے کافی دور آ چکا تھا۔

"سر۔ کس ساحل پر جانا ہے"...... مائیکل نے صفدر سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم ایک ایک کر کے تمام ساحل چیک کریں گے۔ جہاں ہمیں اپنے آدمیوں کا سراغ ملے گا وہیں رک جائیں گے"...... صفدر نے جواب میں کہا اور پھر مائیکل کو اس اسٹیمر کے بارے میں بتایا جس پر عمران اور پیٹر سے اس کی آخری ملاقات ہوئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ جس ساحل پر پیٹر کا اسٹیمر نظر آئے گا وہی ہماری منزل ہو گی"...... مائیکل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ باقی جوزف تمہیں ہدایات دیتا رہے گا۔ اسے معلوم ہے کہ تاریک جنگلات کا راستہ کس ساحل سے جاتا ہے"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"مسٹر جوزف بتا رہے تھے کہ ان کا قبیلہ بھی تاریک جنگلات میں آباد ہے اور یہ قبیلے کے سردار کے بیٹے ہیں"۔ مائیکل نے کہا۔

”جوزف نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ سب درست ہے۔ ہم اس کے قبیلے میں پہلے بھی جا چکے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مائیکل عجیب سی نگاہوں سے جوزف کی طرف دیکھنے لگا اور صفدر واپس کیبن میں اپنے ساتھیوں کے پاس آ بیٹھا۔

تقریباً تین گھنٹے بعد غروب آفتاب کے وقت مائیکل نے ایک ساحل پر اسٹیمر روکا تو وہاں کھڑے ایک اسٹیمر کو دیکھ کر صفدر نے اسے پہچان لیا۔ یہ وہی اسٹیمر تھا جس پر عمران اور پیٹر اس طرف آئے تھے۔ صفدر اور اس کے ساتھی اسٹیمر سے اتر کر دوسرے اسٹیمر پر آئے تو کیبن میں عمران کا وہ سارا سامان موجود تھا جو عمران کی ہدایت پر صفدر بندرگاہ پر اس کے لئے لایا تھا البتہ عمران اور پیٹر غائب تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ عمران اور پیٹر اس ساحل سے جنگل میں گئے ہوں گے۔ شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ انہوں نے ٹارچیں نکال کر روشن کیں اور ساحل کا جائزہ لینے لگے لیکن اچانک خوف سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ساحل پر ایک کٹا ہوا انسانی بازو پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر فوراً اسٹیمر سے اترا اور چند قدم کے فاصلے پر ریت پر پڑے بازو کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں غور سے بازو کا جائزہ لیا تو بے اختیار چونک پڑا۔ کسی انسان کے کندھے سے کٹا ہوا وہ بازو تازہ نہیں تھا۔ کٹی ہوئی جگہ پر خون جما ہوا تھا اور کہنی سے ذرا اوپر شانے پر انگریزی کے دو حروف بی پی کندہ تھے۔ جولیا اور دوسرے ممبرز بھی صفدر کے قریب

آ کر بازو کا جائزہ لینے لگے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس بازو کو کندھے سے جدا کیا تھا۔

”صفدر۔ یہ بازو کس کا ہے۔ پیٹر تو سیاہ فام تھا“...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ بازو پر موجود حروف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بلیک پاور کے کسی ممبر کا بازو ہے“...... صفدر نے سر ہلا کر کہا۔

”یقیناً یہاں عمران کا بلیک پاور کے ممبرز سے سامنا ہوا ہو گا اور عمران نے ہی یہ بازو کاٹا ہو گا“...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

”نہیں تنویر صاحب۔ باس کے پاس تلوار نہیں آتشیں اسلحہ تھا جبکہ اس بازو کو کسی تیز دھار خنجر یا تلوار کے ذریعے کاٹا گیا ہے“۔ جوزف نے تنویر کے خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے لگتا ہے بلیک پاور والے عمران صاحب اور پیٹر کو پکڑ کر ساتھ لے گئے تھے۔ ہمیں کچھ آگے جا کر دیکھنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کوئی اور سراغ بھی مل جائے“...... خاور نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا چنانچہ جولیا کے سوا تمام افراد ٹارچوں کی روشنی زمین پر ڈالتے اور غور سے نیچے دیکھتے ہوئے چند قدم کے فاصلے پر واقع جنگل کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے جنگل کے ابتدائی درختوں تک ساحل کا جائزہ لیا لیکن کسی قسم کے نشانات نظر نہ آئے۔ وہ مایوس ہو کر واپس اسٹیمر کے قریب آ کھڑے ہوئے۔

"ہمیں اب جنگل میں سفر کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے وہ جگہ زیادہ دور نہیں جہاں عمران صاحب اور پیٹر کو لے جایا گیا ہے"...... صفدر نے ساتھیوں سے کہا۔

"لیکن اندھیرا پھیل چکا ہے اور جنگل میں زیادہ تاریکی ہوگی"۔ مائیکل نے جلدی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہمارے پاس پانچ ٹارچیں ہیں۔ ہمیں کوئی دشواری نہیں ہوگی"...... تنویر نے بے پروائی سے کہا۔

"سر۔ یہ جنگل خونخوار درندوں سے بھرا ہوا ہے۔ اچانک کوئی درندہ ہم پر حملہ کر سکتا ہے"...... مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں دن کی روشنی میں سفر کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر بلیک پاور یا آدم خور جنگلی ہمیں گھیر لیں۔ مس جولیا کی وجہ سے ہمیں کافی احتیاط سے کام لینا ہوگا"...... چوہان نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میرا مطلب بھی یہی تھا"۔ مائیکل نے جلدی سے چوہان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جوزف۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا صبح ہونے کا انتظار کرنا چاہئے"......صفدر نے جوزف سے کہا۔

"مجبوری ہے۔ جنگل میں ہر تین چار کلو میٹر کے فاصلے پر آدم خور وحشی قبیلہ آباد ہے اور کسی بھی جگہ ہم پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ ہم پر زہر میں بجھے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ کر سکتے ہیں۔ اس

کے علاوہ بدروحیں بھی رات کے وقت جنگل میں گھومتی رہتی ہیں اور ماورائی مخلوق کا ہم اپنے اسلحہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں اس وقت جنگل میں داخل ہونے کی بجائے صبح کا انتظار کرنا ہوگا"۔ جوزف نے جواب میں کہا تو صفدر کو جوزف کی تجویز پسند آئی اور باقی ساتھیوں نے بھی تائید کی۔

"او کے۔ ہم اسٹیمر پر رات گزارتے ہیں۔ ہم میں سے ہر فرد تین گھنٹے پہرہ دے گا"...... صفدر نے حتمی لہجے میں کہا۔ چنانچہ سب لوگ دوبارہ اسٹیمر پر سوار ہو گئے۔ صفدر کی ہدایت پر جوزف پہرہ دینے لگا جبکہ باقی سب کیبن میں آ بیٹھے مگر چند لمحوں بعد ہی اسٹیمر میں حرکت ہونے لگی تو وہ لوگ چونک پڑے۔ تنویر نے جلدی سے باہر جھانکا تو بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے اسٹیمر تو چل رہا ہے"...... تنویر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو مائیکل سمیت تمام ممبرز بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ مگر انجن کی آواز تو نہیں آ رہی"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے جوزف گھبرایا ہوا کیبن میں داخل ہوا۔

"صفدر صاحب۔ اسٹیمر خودبخود ساحل سے ہٹتا جا رہا ہے"۔ جوزف نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا تو تمام افراد کیبن سے باہر نکل آئے۔ اسٹیمر ساحل سے ہٹ کر واپس اس طرف بڑھ رہا تھا جس طرف سے وہ لوگ آئے تھے۔

''اوہ۔ مائیکل۔ روکو اسے''...... صفدر نے جلدی سے کہا تو مائیکل تیزی سے انجن کی طرف بڑھا مگر اسی لمحے انجن کے پاس دھویں کا ایک مرغولہ نمودار ہوا اور مائیکل بوکھلا کر رک گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بھی حیرت سے اس دھویں کو دیکھنے لگے۔ دھویں کا مرغولہ کیبن کی چھت سے دو فٹ کی بلندی پر رک گیا اور پھر اس دھویں میں سے ایک انسانی چہرہ نمودار ہوا تو حیرت و خوف سے سب لوگ اپنی جگہ سن ہو کر رہ گئے۔ وہ چہرہ کسی کافرستانی کا تھا اور اس کی پیشانی پر تلک نظر آ رہا تھا۔ عمر کے لحاظ سے وہ مکروہ شکل ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ لگتا تھا۔ یقیناً وہ کوئی جن یا بدروح تھا۔ جوزف اور مائیکل بے حد خوفزدہ تھے اور بار بار سینے پر صلیب کا نشان بنا رہے تھے۔ صفدر اور اس کے ساتھی بھی سانس روکے دہشت زدہ نگاہوں سے اس پراسرار چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''اجنبیو۔ تمہیں واپس جانا ہے''...... دفعتاً اس چہرے کے منہ سے پاٹ دار آواز نکلی تو تمام لوگ چونک پڑے۔

''کیوں۔ تم کون ہو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہ مقدس دیوی کا حکم ہے اور میں اس کا غلام ہری رام ہوں''...... چہرے نے کہا۔ وہ پاکیشیائی زبان میں بات کر رہا تھا۔

''اوہ۔ مقدس دیوی کون ہے اور وہ ہمیں کیوں واپس بھیجنا چاہتی ہے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''اس لئے کہ تمہارا جنگل میں داخل ہونا بے کار اور خطرناک ہے۔ تمہیں آدم خور جنگلی پکڑ کر اپنی غذا بنا ڈالیں گے۔ تم جس مقصد کے لئے جنگلات میں جانا چاہتے ہو اس میں تمہارا کامیاب ہونا نہ صرف ناممکن ہے بلکہ بلا ضرورت ہے''...... ہری رام کے چہرے نے کہا۔

''کک۔ کیا تم بدروح ہو''...... خاور نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں غلام روح ہوں۔ سریشم دیوی کا غلام۔ اس کا حکم ہے کہ تمہیں عمران کے لئے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور تم لوگ واپس جا کر عمران کا انتظار کرو''...... ہری رام نے کہا تو عمران کے ساتھی حیران رہ گئے۔

''لیکن عمران ہے کہاں اور کیا کر رہا ہے''...... جولیا نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

''عمران اس وقت بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر میں ہے اور مقدس دیوی کی مدد سے بلیک پاور کے خلاف اپنا مشن مکمل کرنے میں مصروف ہے۔ وہ بالکل خیریت سے ہے اور مقدس دیوی کا مہمان ہے۔ تم لوگوں کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہئے''...... ہری رام کے چہرے نے جواب میں کہا۔

''لیکن مقدس دیوی کو کیسے پتہ چلا کہ ہم عمران صاحب کے ساتھی ہیں اور ان کی تلاش میں آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''مقدس دیوی ایک زبردست اور پاکیزہ روح ہے۔ بے پناہ

ماورائی قوتوں کی مالک سریشم دیوی کی کئی وحشی قبیلوں پر حکومت ہے اور وہ تم لوگوں کے بارے میں سب کچھ جانتی ہے۔ اس کا غلام مقدس پاپڑا ہی اس ساحل سے عمران کو بلیک پاور کے آدمیوں سے بچا کر مقدس دیوی کے پاس لے گیا تھا۔ ساحل پر تم لوگوں نے جو کٹا ہوا بازو دیکھا ہے وہ بلیک پاور کے ہی ایک ممبر کا ہے جسے مقدس پاپڑا نے کاٹا تھا اور بلیک پاور کے ممبرز دہشت زدہ ہو کر بھاگ گئے تھے''...... ہری رام نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عمران کب واپس آئے گا''...... اس مرتبہ تنویر نے ہری رام سے پوچھا۔

''جب اس کا مشن مکمل ہو جائے گا تو مقدس دیوی جب چاہے گی عمران کو واپس جانے کی اجازت دے دے گی۔ اس سلسلے میں مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ تمہارا اسٹیمر میری ماورائی قوت سے واپس جا رہا ہے اور تم لوگوں کو اسے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خود بخود بندرگاہ پر وہیں جا رکے گا جہاں سے روانہ ہوا تھا اور یہ بھی سن لو کہ عمران کی وجہ سے ہی مقدس دیوی نے تمہیں آدم خور وحشیوں سے بچانے کے لئے تم پر یہ مہربانی کی ہے''...... ہری رام نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ دھویں میں غائب ہو گیا اور پھر دھویں کا مرغولہ ساحل کی طرف بڑھتا ہوا ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

ہیڈ کوارٹر کا گیٹ بند تھا۔ عمران ابھی گیٹ سے چند قدم پیچھے ہی تھا کہ اچانک عقب سے آہٹوں کی آواز ابھری تو عمران نے جلدی سے مڑ کر پیچھے دیکھا اور فوراً فرش پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے پہاڑی فضا گونج اٹھی کیونکہ عقب میں سامنے والی راہداری سے آنے والے ایک گارڈ نے عمران کے مڑتے ہی اس پر مشین گن کا فائر کھول دیا تھا۔ گولیاں عمران کے سر سے تقریباً ایک فٹ کی بلندی سے گزر کر آہنی گیٹ سے جا ٹکرائی تھیں اور اگر وہ خود کو فرش پر نہ گرا دیتا تو پیٹر سمیت چھلنی ہو جاتا۔ اگلے ہی لمحے اس آدمی کی کربناک چیخ سنائی دی تو عمران نے فرش سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ فائرنگ کرنے والا گارڈ فرش پر پڑا بے آب ماہی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کا ایک بازو جسم سے الگ پڑا حرکت کر رہا تھا۔ عمران نے اوپر نگاہ اٹھائی تو مقدس پاپڑا

اس کے سر سے تقریباً دس فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔ عمران فرش سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے پیٹر کو اٹھا کر دوبارہ اپنے کاندھے پر ڈالا۔ اسی لمحے پاپڑا کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر گیٹ پر پڑیں اور گیٹ پہلے کی طرح جھٹکے سے کھلتا چلا گیا۔ عمران جلدی سے گیٹ کی طرف بڑھا اور گیٹ سے گزر کر باہر آ گیا۔

''عمران۔ تم سامنے والی چٹان کے پاس پہنچو، میں تمہاری جان کے دشمنوں سے نمٹ کر آتا ہوں''...... عقب سے پاپڑا کی آواز سنائی دی۔ عمران نے مڑ کر گیٹ کی طرف دیکھا تو گیٹ بند ہو چکا تھا اور پاپڑا نظر نہیں آ رہا تھا۔ شاید وہ اندر ہی رہ گیا تھا۔ عمران مڑ کر اطمینان سے کچھ فاصلے پر واقع چٹان کی طرف بڑھنے لگا۔ چٹان کے پاس پہنچ کر وہ رکا اور پیٹر کو زمین پر لٹا کر وہ اس پہاڑی کی طرف دیکھنے لگا جس کے اندر بلیک پاور کا ہیڈ کوارٹر تھا اور اس میں بلیک کوئین تیار کرنے والا پلانٹ نصب تھا۔ گیٹ بند ہونے کے سبب اندر کی آوازیں باہر نہیں سنائی دے رہی تھیں اس لئے یہ اندازہ کرنا دشوار تھا کہ اندر کیا قیامت برپا ہو رہی ہو گی۔ تقریباً چار پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ عمران کے سامنے مقدس پاپڑا کا ننھا وجود نمودار ہوا اور اس کی آنکھوں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر چٹان سے ٹکرانے لگیں جس سے ماحول روشن ہو گیا۔

''پاپڑا۔ اندر کی اب کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے پاپڑا سے پوچھا تو پاپڑا ہنس پڑا۔

''اندر اب لاشوں کے سوا کچھ نہیں ہے عمران۔ میں نے چن چن کر سب لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... پاپڑا نے فتح مندانہ لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے تاکہ منشیات کی یہ فیکٹری دوبارہ استعمال کے قابل نہ رہے''۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے فضاء میں ایک عجیب سی آواز گونجنے لگی۔ عمران نے چونک کر اس پہاڑی کی چوٹی کی طرف دیکھا تو پہاڑی پر کھڑے ہیلی کاپٹر کے اندر روشنی تھی اور ہیلی کاپٹر کے پر گھوم رہے تھے۔ وہ آواز ہیلی کاپٹر کے پروں کی گردش سے پیدا ہو رہی تھی۔

''پاپڑا۔ شاید کوئی بچ کر ہیلی کاپٹر میں فرار ہو رہا ہے''۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

''وہ فرار نہیں ہو سکے گا عمران۔ میں اسے ہیلی کاپٹر سمیت تباہ کر دیتا ہوں۔ اور کوئی حکم''...... پاپڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں پاپڑا۔ میں اس ہیلی کاپٹر کو اپنے استعمال میں لانا چاہتا ہوں''...... عمران نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ہیلی کاپٹر اپنی جگہ سے فضاء میں بلند ہونے لگا۔ پاپڑا نے عمران کی بات سنتے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا اور یکدم غائب ہو گیا۔ یقیناً وہ عمران کے حکم کی تعمیل کے لئے جا چکا تھا۔ چنانچہ عمران نے ہیلی کاپٹر پر نگاہیں مرکوز کر دیں۔ ہیلی کاپٹر پہاڑی سے کچھ بلندی پر پہنچا اور پھر شمال کی جانب پرواز کرنے لگا لیکن چند سو فٹ کا

فاصلہ طے کر کے وہ اچانک ہی فضاء میں ٹھہر گیا۔ ایک دو لمحوں بعد ہیلی کاپٹر یکدم مڑا اور اس کا رخ عمران کی طرف ہو گیا تو عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ صاف ظاہر تھا کہ مقدس پاپڑا نے اپنی ماورائی قوت سے اس ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر قریب آیا اور اس کی زمین سے بلندی کم ہوتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ عمران کے سامنے تقریباً ہموار سی جگہ پر اتر گیا۔ اس کے اندر کی لائٹ جل رہی تھی اور پائلٹ سیٹ پر بیٹھا شخص دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا فریم زمین پر ٹکتے ہی ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہو گیا اور گھومتے ہوئے پر یکدم اس طرح ساکت ہو گئے جیسے کسی نے انہیں گرفت میں لے لیا ہو۔

عمران چٹان کی آڑ میں کھڑا ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھا سفید فام شخص باہر نکل آیا۔ وہ تقریباً ساٹھ برس کا بوڑھا تھا لیکن اس کا چہرہ بھاری اور بلڈاگ شکل کا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور خدو خال سے وہ گریٹ لینڈ کا باشندہ نظر آتا تھا۔ ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ آدمی محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شاید وہ اس دشمن کو تلاش کر رہا تھا جس نے اس کا ہیلی کاپٹر نیچے اتارا تھا۔ عمران نے ہیڈ کوارٹر میں جن افراد کو دیکھا تھا، وہ شخص ان سے قدرے مختلف اور تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ہیرے جڑی چند انگوٹھیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔

''عمران۔ کیا اس آدمی کو ختم کر دوں۔ تم ہیلی کاپٹر اڑا سکو گے''...... دفعتاً عمران کو اپنے قریب سے پاپڑا کی آواز سنائی دی۔

''ہاں پاپڑا۔ کوئی مسئلہ نہیں لیکن یہ آدمی ہے کون''...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔ مقدس پاپڑا پوشیدہ حالت میں قریب ہی موجود تھا۔

''کیا تم اسے نہیں جانتے''...... پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو تم سے پوچھنے کی زحمت کیوں کرتا''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''یہ بلیک پاور کا چیف کرنل بریڈ پیرٹ ہے''...... پاپڑا نے آہستہ سے ہنس کر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا۔ بریڈ پیرٹ۔ یعنی بی پی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس نے اپنے نام کے حروف بی پی پر ہی تنظیم کا نام بلیک پاور رکھا تھا لیکن اس کے ماتحتوں کو اس کا نام معلوم نہیں ہے، وہ اسے صرف چیف کہتے ہیں۔ جب میں ہیڈ کوارٹر میں محافظوں اور اس کے کارندوں کو ختم کرنے میں مصروف تھا تو شاید اس وقت یہ کہیں چھپ گیا تھا۔ اب ہیلی کاپٹر میں پہنچ کر میں نے اسے اپنی جھلک دکھائی اور اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ وہ ایک خفیہ دراز میں چھپ گیا تھا اور پہاڑی کے اندر واقع لفٹ کے

ذریعے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا تھا''...... پاپڑا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران کے ذہن میں آیا کہ کیوں نہ بلیک پاور کے چیف کرنل بریڈ پیرٹ کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے جائے لیکن اس سے پہلے کہ وہ پاپڑا سے اس سلسلے میں بات کرتا اچانک کرنل بریڈ پیرٹ دوبارہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتا دکھائی دیا۔

''پاپڑا۔ وہ فرار ہو رہا ہے''...... عمران نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر بلیک پاور کے چیف پر فائر کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے کرنل بریڈ پیرٹ چیختا ہوا ہیلی کاپٹر کے دروازے سے کمر کے بل باہر آ گرا۔ اسی لمحے پاپڑا نمودار ہوا اور اس کی آنکھوں سے روشنی نکل کر ہیلی کاپٹر کو روشن کرنے لگی۔ عمران دوڑتا ہوا کرنل بریڈ پیرٹ کے قریب پہنچا تو کرنل کا جسم ہمیشہ کے لئے ساکت ہو چکا تھا۔

''عمران۔ تم نے بڑی پھرتی دکھائی۔ کیا میں تمہارے حکم کی تعمیل نہ کرتا جو تم نے خود زحمت کی''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''یہ بات نہیں پاپڑا۔ بس اضطراری طور پر میں نے ریوالور نکال لیا تھا''...... عمران نے مسکرا کر کہا اور ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا۔ اس نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر تمام آلات چیک کئے جو سب ٹھیک اور ان آرڈر تھے۔ مطمئن ہو کر وہ ہیلی کاپٹر سے باہر آیا اور چٹان کی طرف بڑھ گیا جہاں پیٹر بے ہوش پڑا تھا۔ اس نے پیٹر کو اٹھا

اور لا کر اسے ہیلی کاپٹر کے اندر عقبی حصے میں لٹا دیا اور پھر پائلٹ سیٹ پر آ بیٹھا۔ پاپڑا بھی اندر آ گیا تھا۔

''پاپڑا۔ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دو اور پھر مجھے گائیڈ کرنا۔ مجھے مقدس سریشم دیوی کے پاس جانا ہے''...... عمران نے پاپڑا سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہیلی کاپٹر بلندی پر لے چلو تاکہ اسے نقصان نہ پہنچے''...... پاپڑا نے سر ہلا کر کہا اور ہیلی کاپٹر سے باہر نکل گیا۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانے لگا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا اور نیچے جھانکا تو اسی لمحے مقدس پاپڑا کی آنکھوں سے تباہ کن شعاعیں نکل کر ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی سے ٹکرائیں اور ایک کان پھاڑ دینے والے دھماکے سے پہاڑی تباہ ہو گئی۔ پہاڑی جو کہ اندر سے کھوکھلی تھی اس کے تباہ ہونے سے گرد و غبار کا طوفان سا اٹھا اور کئی پتھر بلند ہو کر ہیلی کاپٹر سے آ ٹکرائے۔ ایک پتھر ہیلی کاپٹر کے ونڈ سکرین سے ٹکرایا تو ونڈ سکرین ٹوٹ گئی اور اس کی کرچیوں نے عمران کے چہرے اور ہاتھوں کو زخمی کر ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر میں گرد و غبار داخل ہوا اور ہیلی کاپٹر بے جان پرندے کی مانند زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔

زخموں کی شدید تکلیف محسوس کرنے کے باوجود بھی عمران نے فوری طور پر اپنے حواس کو سنبھالا۔ وہ جانتا تھا کہ اتنی بلندی سے

جب ہیلی کاپٹر نیچے چٹانوں پر گرے گا تو ہیلی کاپٹر کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے بھی پرخچے اڑ جائیں گے۔ چنانچہ ہیلی کاپٹر ابھی زمین سے تقریباً پچاس فٹ اوپر ہی تھا کہ عمران نے جلدی سے دروازہ کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ گرد و غبار میں عمران کو کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں گر رہا تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر سے باہر چھلانگ لگاتے ہی اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن پھر اچانک ہی اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کا جسم کسی بہت بڑے پنجے کی گرفت میں آ گیا ہو تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی مگر فضا میں ہر طرف پھیلے گرد و غبار میں کچھ نظر نہ آیا۔ ایک دو لمحوں بعد اسے محسوس ہوا کہ وہ پنجہ اسے اپنی گرفت میں مظبوطی سے پکڑے پرواز کر رہا ہے تو عمران خوفزدہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد گرد و غبار ختم ہو گیا اور ستاروں کی روشنی میں ماحول واضح دکھائی دینے لگا تو عمران اور بھی گھبرا گیا۔ وہ ایک دیو پیکر پرندہ تھا جو اسے اپنے ایک پنجے میں دبائے زمین سے تقریباً ساٹھ ستر فٹ کی بلندی پر اڑ رہا تھا۔ مزید ایک منٹ بعد وہ پرندہ آہستہ آہستہ زمین پر اترنے لگا۔ عمران خوف کے ساتھ ساتھ شدید حیرت میں مبتلا تھا کہ اتنا بڑا پرندہ بھی دنیا میں موجود ہے جو ایک انسان کو صرف ایک پنجے میں اٹھا کر اتنی آسانی سے ہوا میں پرواز کر سکتا ہو کہ جیسے وہ ہوا کی بجائے پانی کی سطح پر تیر رہا ہو۔

چند لمحوں بعد عمران کے پاؤں زمین سے ٹکرائے اور پرندے

نے اس کے جسم کو اپنے پنجے سے آزاد کر دیا تو عمران کا سر پتھریلی زمین سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے بے ساختہ کراہ نکل گئی۔ چوٹ سخت تھی۔ عمران جلدی سے اٹھ بیٹھا تو وہ دیو پیکر پرندہ نظر نہ آیا۔ اسے زمین پر چھوڑتے ہی وہ عجیب و غریب پرندہ غائب ہو گیا تھا۔ عمران اندھیرے میں ادھر ادھر پرندے کی تلاش میں دیکھنے لگا لیکن ناکام رہا۔

’’میں یہاں ہوں علی عمران‘‘...... دفعتاً عمران کے عقب میں مقدس پاپڑا کی شوخ آواز ابھری اور عمران نے جلدی سے مڑ کر پیچھے دیکھا تو مقدس پاپڑا چند فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔ نہ جانے وہ کب وہاں پہنچا تھا۔

’’تم۔ تم کہاں تھے پاپڑا۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ پہاڑی کے ساتھ ساتھ تم بھی فنا ہو گئے ہو گے‘‘...... عمران نے جلدی سے کہا تو پاپڑا بے اختیار ہنسنے لگا اور عمران کو اس پر غصہ آ گیا۔

’’اس میں دانت نکالنے کی کیا بات ہے پاپڑا‘‘...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

’’دانت نہ نکالوں تو کیا آنکھیں نکالوں علی عمران۔ بعض اوقات تم ایسی بات کرتے ہو کہ لگتا ہے تم مجھ سے زیادہ ننھے بچے ہو۔ تمہیں اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ اگر میں فنا ہو گیا ہوتا تو تم کیسے زندہ بچ جاتے۔ کیا پتھریلی زمین پر گر کر تمہارے جسم کے چیتھڑے نہ اڑ جاتے‘‘...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس میں تمہارا کیا کارنامہ ہے۔ میری قسمت تھی کہ ایک دیو پیکر پرندے نے مجھے اپنے پنجے میں دبوچ لیا تھا اور وہ مجھے یہاں چھوڑ گیا''۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''وہ پرندہ میں ہی تھا علی عمران''...... مقدس پاپڑا نے چہکتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تو وہ تم تھے گدھے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے تمہیں ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگاتے دیکھ لیا تھا اور تمہیں بچانے کے لئے مجھے خود کو پرندہ بنانا پڑا۔ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے آدمی پیٹر کو جو ہیلی کاپٹر میں پڑا تھا، نہیں بچا سکا''...... پاپڑا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ایک لمحہ کے لئے عمران کو بھی دکھ ہوا کہ وہ اپنی جان بچانے کی فکر میں وہ پیٹر کو یکسر بھول گیا تھا جسے بلیک پاور کی قید سے نکالنے کے لئے اس نے اتنی جان لیوا جدوجہد کی تھی اور اس کوشش میں اس نے اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ مقدس گمگوش، چورک قبیلہ، ربڑی قبیلہ، مقدس بلبوش اور مقدس جھونگا سے مقابلے میں عمران مرتے مرتے بچا تھا لیکن پھر بھی وہ پیٹر کو آزاد کرانے کے عزم پر قائم رہا تھا لیکن جب عمران کی ساری جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور وہ پیٹر کو بلیک پاور کی قید سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوا تو اس کی معمولی سی لاپروائی نے پیٹر کو اس سے ہمیشہ کے لئے جدا کر

کے موت کی آغوش میں پہنچا دیا تھا۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگانے سے پہلے ایک لمحہ کے لئے بھی عمران کو یاد نہ آیا تھا کہ ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں پیٹر بھی موجود ہے۔ اس وقت اگر عمران کو پیٹر کی موجودگی کا احساس ہو جاتا تو شاید وہ اپنی جان بچانے کی بجائے پیٹر کو بچانے کی فکر کرتا چاہے اس کوشش میں عمران خود مارا جاتا۔

عمران کے لئے پیٹر نے اس مہم میں سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کی طرح تابع داری اور جاں نثاری کا ثبوت دیا تھا اسی لئے اس کی موت سے عمران کو اس قدر صدمہ ہوا جتنا اپنے کسی ساتھی ممبر کی موت سے ہو سکتا تھا۔ وہ کئی لمحوں تک گم صم کھڑا رہا۔ مقدس پاپڑا کی چمکدار آنکھیں ہمدردی کے انداز میں عمران کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس عالم میں شاید مزید کچھ وقت گزر جاتا لیکن اچانک ہی اس کے سامنے دھواں سا نمودار ہوا اور فوراً ہی پاپڑا کی آنکھوں سے روشنی نکل کر اس دھویں پر پڑنے لگی۔

''عمران۔ ہری رام کی روح آ گئی ہے''...... پاپڑا نے جلدی سے کہا تو عمران چونک پڑا۔ ایک دو لمحوں بعد اس دھویں سے ہری رام کا چہرہ نمودار ہوا تو عمران اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''مقدس پاپڑا۔ مجھے مقدس دیوی نے بھیجا ہے''...... ہری رام نے پاپڑا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ مقدس دیوی کے سوا تمہیں کون بھیجنے کی جرأت کر

سکتا ہے''...... پاپڑا نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مقدس دیوی نے کوئی پیغام بھیجا ہے''...... عمران نے ہری رام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اس نے آپ کو مبارکباد دی ہے''...... ہری رام نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مبارکباد۔ کس چیز کی مبارکباد''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ تمہارے ہاں نہ بچہ پیدا ہوا ہے اور نہ شادی ہوئی ہے اس لئے یہ مبارکباد تمہاری کامیابی پر دی گئی ہو گی کہ تم نے بلیک پاور کو زیرو پاور بنا ڈالا ہے''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''ہاں علی عمران۔ مقدس سریشم دیوی نے تمہیں تمہارے مشن میں کامیابی پر مبارکباد دی ہے''۔ ہری رام نے سر ہلا کر کہا۔

''میرے لئے مقدس دیوی نے کیا حکم بھیجا ہے ہری رام''۔ پاپڑا نے مزاحیہ لہجے میں ہری رام سے سوال کیا۔

''پاپڑا۔ تمیز سے بات کرو۔ میرا نام ہری رام ہے''...... ہری رام نے غصے سے کہا۔

''اور تم بھی منہ سنبھال کر بولو ۔ مجھے پاپڑا نہیں، مقدس پاپڑا کہتے ہیں۔ آئندہ خیال رکھنا ورنہ''...... پاپڑا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے لڑنے نہیں، صرف تمہیں پیغام دینے آیا ہوں''۔ ہری رام نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''ارے۔ کتنے جھوٹے ہو تم''...... پاپڑا نے جلدی سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں نے کون سا جھوٹ بولا ہے''...... ہری رام نے چونک کر کہا۔

''اور کیا یہ جھوٹ نہیں ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے تم کہہ رہے تھے کہ مبارکباد دینے آئے ہو۔ اب تم پیغام کی بات کر رہے ہو''۔ پاپڑا نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو ہری رام بے ساختہ ہنس پڑا۔

''احمق ہو تم۔ مبارکباد عمران کے لئے ہے۔ تمہارے لئے سریشم دیوی نے حکم بھیجا ہے کہ تم عمران کو فوراً واپس لے آؤ۔ وہ ناشتے پر عمران کا انتظار کرے گی''...... ہری رام نے کہا تو پاپڑا چونک پڑا۔

''ناشتے پر۔ کیا مقدس دیوی کو معلوم نہیں کہ عمران اس وقت اپنے آدمی پیٹر کی موت پر افسردہ ہے اور اس حالت میں انسان کو کھانا پینا سب بھول جاتا ہے''...... پاپڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مقدس پاپڑا۔ تم باتیں مت بناؤ۔ مقدس سریشم دیوی کو سب کچھ معلوم ہے۔ بس تم اس کے حکم کی تعمیل کرو''...... ہری رام نے بیزاری سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ دھوئیں میں غائب ہو گیا۔

''علی عمران۔ آؤ چلیں۔ کہیں ناشتہ خراب نہ ہو جائے''۔ پاپڑا نے مسکرا کر عمران سے کہا۔

"کیا اتنا لمبا سفر پیدل ہی طے کریں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"بے فکر رہو۔ ربڑی قبیلے کا ایک گھوڑا کچھ فاصلے پر آوارہ گھوم رہا ہے۔ تم اس پر سوار ہو جانا"...... پاپڑا نے ہنس کر کہا تو عمران کو یاد آیا کہ ربڑی قبیلے کے سردار اور اس کے سپاہیوں کے مارے جانے کے بعد ان کے دو تین گھوڑے زندہ بچ کر بھاگ گئے تھے چنانچہ وہ پاپڑا کی رہنمائی میں واپس چلنے لگا۔ پاپڑا اس سے چند فٹ کی بلندی پر ہوا میں تیر رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے پھوٹنے والی شعاعیں زمین پر روشنی پھیلا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ جا پہنچے جہاں ایک گھوڑا گھوم رہا تھا۔ مقدس پاپڑا نے گھوڑے پر اپنی آنکھوں سے شعاعیں پھینکیں تو گھوڑا اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ عمران آگے بڑھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا تو گھوڑا خود بخود ایک جانب دوڑنے لگا۔ مقدس پاپڑا بھی عمران کے سر سے کچھ بلندی پر گھوڑے کی رفتار سے ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔

مشرق سے اجالا نمودار ہونے لگا تو اس وقت عمران اور پاپڑا پہاڑی علاقے سے نکل کر جنگل میں داخل ہو رہے تھے مگر یہ جنگل وہ نہیں تھا جس میں ربڑی قبیلے کی بستی تھی۔ شاید وہ کسی دوسری طرف سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ابھی جنگل میں چند کلومیٹر کا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ اچانک ایک درخت سے کسی نے چھلانگ لگائی اور عمران کو لیتا ہوا زمین پر آ گرا تو عمران بوکھلا گیا۔ اس نے جلدی سے سنبھل کر چھلانگ لگانے والے کی طرف دیکھا تو وہ ایک سیاہ فام جنگلی تھا مگر اس سے پہلے کہ عمران زمین سے اٹھتا اس جنگلی نے پھرتی سے کھڑے ہو کر اپنے نیزے کی نوک عمران کے سینے پر رکھ دی۔

"خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا ورنہ مارے جاؤ گے"...... اس جنگلی نے غراہٹ بھرے لہجے میں عمران سے کہا تو عمران اپنی جگہ

ساکت ہو گیا۔ جنگلی کے لہجے سے ظاہر تھا کہ وہ اپنی دھمکی پر عمل کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کرے گا۔ اس آدمی کے تیور انتہائی خطرناک لگ رہے تھے۔ اس کے سینے پر ایک سفید نشان تھا اور وہ نشان بچھو جیسا تھا۔ اس سے پہلے عمران کا کسی ایسے قبیلے سے گزر نہیں ہوا تھا جس کے افراد کے سینے پر بچھو کی تصویر بنی ہو۔

''تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں اس سے پوچھا۔

''میں عقرب سپاہی ہوں اجنبی۔ تم نے ہمارے جنگل میں آ کر عقرب قبیلے کا قانون توڑا ہے جس کی تمہیں سزا دی جائے گی''۔ جنگلی نے جواب میں کہا۔

''عقرب قبیلہ۔ تمہارا سردار کون ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''عقرب قبیلے کے سردار کا نام ہمیشہ عقرب ہی ہوتا ہے اجنبی اور وہی تمہارے لئے سزا تجویز کرے گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور میرے ساتھ چلو۔ بھاگنے کی کوشش کی تو اس نیزے کی انی پر موجود زہر تمہارے جسم میں اتر جائے گا''...... عقرب سپاہی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا تو عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور چونک پڑا۔ مقدس پاپڑا غائب تھا اور جنگل میں صبح کی سفیدی پھیل رہی تھی۔ اس کا گھوڑا بھی اتنی دیر میں نہ جانے کس طرف نکل گیا تھا۔ عمران چاہتا تو اپنے ریوالور کی ایک گولی سے اس عقرب سپاہی کو ٹھنڈا کر

سکتا تھا مگر اندیشہ تھا کہ فائر کی آواز سن کر کہیں اس سپاہی کے مزید ساتھی نہ آ جائیں۔ عقرب سپاہی نے عمران کے سینے سے نیزہ ہٹایا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تم مجھے کہاں لے جاؤ گے''۔ عمران نے اطمینان سے پوچھا۔

''اپنی بستی میں۔ وہاں سردار عقرب تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گا''...... سپاہی نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ تم سفید چمڑی والے ہو اور سفید چمڑی والے ہمارے دشمن ہوتے ہیں''...... سپاہی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران کو یاد آ گیا کہ بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے سے پہلے مقدس پاپڑا نے اپنی ماورائی قوت سے اس کی شکل و صورت تبدیل کر کے اسے سفید فام بنا دیا تھا اور وہ اب تک اسی حلیئے میں تھا۔

''سنو۔ میں مقدس دیوی کا مہمان ہوں''...... عمران نے اس امید سے کہا کہ شاید وہ سپاہی مقدس دیوی کے پجاریوں میں سے ہو مگر عمران کی بات سن کر عقرب سپاہی بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ مقدس دیوی''...... عقرب سپاہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس کے ردعمل سے عمران کو کچھ اطمینان ہوا۔

''ہاں۔ کیا تم اسے اپنی دیوی مانتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عقرب سپاہی نے جواب دینے کی بجائے جنگلی زبان

میں زور دار نعرہ لگایا جس میں خوشی کا تاثر شامل تھا۔ اس کے نعرے کے جواب میں مختلف اطراف سے چیختی ہوئی آوازیں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی ڈرم اور ڈھول پیٹنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ عمران کو حیرت ہوئی کہ آخر کیا ہونے والا ہے۔ مقدس دیوی کا نام سن کر عقرب سپاہی کیوں خوش ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو نعرے کے ذریعے کیوں مطلع کیا ہے۔ ڈرم پیٹنے کی آواز تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی اور عمران کو تشویش ہونے لگی تھی۔

''کیا بات ہے۔ تم نے اپنے ساتھیوں کو کیوں بلایا ہے''۔ چند ثانیوں کے بعد عمران نے سپاہی سے پوچھا۔

''اس لئے کہ تم مقدس دیوی کے مہمان ہو اور ہم اس کے سب سے بڑے دشمن ہیں''...... عقرب سپاہی نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''تو۔ تو کیا تم مقدس سریشم دیوی کو اپنی دیوی نہیں مانتے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم عقرب دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ تمہاری دیوی سریشم دیوی ایک بدروح ہے اور ہمارا قبیلہ بدروحوں سے نہیں ڈرتا بلکہ انہیں زندہ جلا دیتا ہے۔ ہمارے علاقے میں سریشم دیوی کا جو بھی پجاری آتا ہے۔ ہم اسے قتل کر کے اس کے جسم کے ٹکڑے عقرب دیوتا کے غار میں ڈال دیتے ہیں۔ بھینٹ دینے سے ہمیں عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے''...... عقرب سپاہی نے

جواب میں کہا تو اس کی بات سن کر عمران کے جسم میں خوف کی تیز لہر دوڑ گئی۔ ڈرم کی آواز تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی اور عمران مقدس پاپڑا کو کوس رہا تھا کہ نہ جانے وہ کہاں مرکھپ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد سامنے والے درختوں کے عقب سے آٹھ دس عقرب سپاہی برآمد ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور ان کے آگے ایک شخص لوہے کا ڈرم چھڑی سے پیٹتا ہوا چل رہا تھا۔ ان سب کے سینوں پر سفید رنگ سے بچھو کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ عقرب افراد قریب آئے اور عمران کے گرد پھیل گئے۔ ان کے نیزوں کی انیاں عمران کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ عمران کو اس طرح نفرت بھری نگاہوں سے گھور رہے تھے جیسے عمران کو کچا ہی چبا ڈالیں گے۔ پہلا عقرب سپاہی اپنے ساتھیوں کو عمران کے بارے میں بتانے لگا۔

''یہ سریشم دیوی کا مہمان ہے۔ اسے بستی میں لے چلو۔ سردار ہمارے اس کارنامے سے بہت خوش ہو گا''...... اس سپاہی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو تمام جنگلی خوشی سے نعرے لگانے اور عمران کے گرد ناچنے لگے۔ عمران حیرت سے ان کے تاثرات دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ سریشم دیوی نے اب تک اس قبیلے کو اپنے تابع کیوں نہیں کیا جو اس کا اس قدر دشمن ہے کہ اس کے محض ایک مہمان کی گرفتاری پر خوشی سے دیوانہ ہو رہا ہے۔ سریشم دیوی نے اسے اپنی جو داستان سنائی تھی اس میں عقرب قبیلے کا کوئی ذکر نہیں

تھا۔ گویا وہ اس قبیلے سے انجان تھی یا اس نے دانستہ عقربوں کو نظر انداز کر دیا تھا یا پھر اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی داستان حیات ابھی مکمل نہیں کی تھی کہ عمران کو بلیک پاور کو ختم کرنے کے مشن پر روانہ ہونا پڑ گیا تھا۔

"بس۔ اب لے چلو اسے"...... چند لمحوں بعد عقرب سپاہی نے اپنے ساتھیوں سے کہا مگر اسی لمحے قریبی درخت سے کوئی بڑی سی چیز اس سپاہی پر آ گری اور وہ شخص کربناک آواز میں چیختا ہوا منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا تو خوف کی تیز لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ عقرب سپاہی کی پشت پر سیاہ رنگ کا بچھو چمٹا ہوا تھا۔ گرگٹ سے زیادہ بڑے بچھو کی دم سپاہی کی گردن پر اور منہ اس کی کمر پر تھا اور وہ اپنی دم سے سپاہی کی گردن پر ڈنک مار رہا تھا۔ عقرب سپاہیوں نے اس خوفناک بچھو کو دیکھا تو یکدم اپنے ہتھیار پھینک کر چیختے ہوئے سجدے میں گر گئے۔ وہ اپنی زبان میں گڑگڑا کر رحم کی بھیک مانگ رہے تھے جبکہ بچھو کا شکار ہونے والا سپاہی دم توڑ چکا تھا۔

چند لمحوں بعد خوفناک بچھو مردہ سپاہی کی کمر سے اتر کر ایک دوسرے سپاہی کی طرف بڑھا اور اس نے سپاہی کی جھکی ہوئی گردن پر ڈنک مارا تو وہ سپاہی زور سے چیخا اور تڑپنے لگا۔ دوسرے سپاہیوں نے اس کی چیخ سنی تو سجدے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر یکدم سب سپاہی کھڑے ہو کر چیختے ہوئے ایک طرف

بھاگنے لگے اور پھر جلد ہی وہ لوگ درختوں کے پیچھے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ دوسرے سپاہی کا تڑپتا ہوا جسم ساکت ہوا تو خوفناک بچھو اس کے پاس سے ہٹ کر عمران کی طرف بڑھا اور عمران بوکھلا گیا۔ یقیناً اب وہ بچھو عمران کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ عمران نے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے اپنا ریوالور نکال لیا۔

"نہیں عمران۔ فائر مت کرنا۔ گولی ضائع ہو جائے گی"۔ دفعتاً بچھو سے انسانی آواز ابھری اور اس آواز کو پہچان کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ آواز بلا شبہ مقدس پاپڑا ہی کی تھی۔ عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بچھو یکدم پاپڑا بن گیا اور عمران کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"تو یہ تم تھے پاپڑا۔ مگر تم نے آنے میں اتنی دیر کیوں کی۔ کہاں چلے گئے تھے"...... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کہیں بھی نہیں علی عمران۔ میں صرف موقع کا انتظار کر رہا تھا"...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا موقع"...... عمران نے چونک کر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"دراصل جب پہلے عقرب سپاہی نے تم پر حملہ کیا تو میں نے سوچا کہ اسے ختم کرنے کے بعد راستے میں پھر کوئی دوسرا عقرب تم پر حملہ کر دے گا اس لئے میں انتظار کرنے لگا کہ دوسرے عقرب سپاہی بھی جمع ہو جائیں تو سب سے ایک ساتھ نمٹا جائے۔ میری

ترکیب کامیاب رہی۔ میں چاہتا تو شعاعوں سے ان سب کو ہلاک کر دیتا“...... پاپڑا نے جواب میں کہا۔

”مگر تم نے صرف دو سپاہیوں کو کیوں ہلاک کیا“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ لوگ عقرب دیوتا کے پجاری تھے اس لئے میں بچھو بن گیا تاکہ وہ لوگ مجھے اپنا دیوتا سمجھ کر دہشت زدہ ہو جائیں اور یہی سمجھیں کہ تمہاری گرفتاری پر میں ان سے خفا ہو گیا ہوں۔ اب بچ جانے والے سپاہی اپنے قبیلے میں جا کر یہی بتائیں گے کہ ان کے بچھو دیوتا کو سرنیشم دیوی کا مہمان بہت عزیز ہے چنانچہ وہ لوگ آئندہ جہاں بھی تمہیں دیکھیں گے تمہارا احترام کریں گے“۔ پاپڑا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران کو اس ننھے وجود کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی پر بے حد حیرت ہوئی۔ پاپڑا نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا تھا۔

”ٹھیک ہے مگر گھوڑا کہاں گیا ہے۔ سفر کیسے ہو گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گھوڑا اب بھی میرے تابع ہے۔ وہ کہیں نہیں جا سکتا“۔ پاپڑا نے ہنس کر کہا اور سیٹی بجائی تو چند لمحوں بعد بائیں جانب کے درختوں کے پیچھے سے گھوڑا نکل آیا۔ وہ گھوڑا عمران کے قریب آ کر رکا تو عمران اچھل کر اس پر سوار ہوا اور گھوڑا خودبخود ایک طرف دوڑنے لگا۔

عقرب قبیلے کے جنگل میں انہیں مزید کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا اور صبح ہوتے ہی وہ اس جنگل سے نکل کر سانگی قبیلے کی حدود میں داخل ہو گئے۔ اس دوران مقدس پاپڑا نے ایک مرتبہ پھر ماورائی طاقت سے عمران کا حلیہ تبدیل کر دیا تھا اور اب عمران اپنی اصل شکل و صورت میں تھا۔ راستے میں سانگی قبیلے کے چند سپاہی ملے لیکن مقدس پاپڑا کو دیکھ کر وہ احترام سے جھک گئے۔ عمران اور پاپڑا ان کی بستی کے باہر سے گزرے اور تھوڑی دیر بعد وہ کلاسرا قبیلے کی حدود میں داخل ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ عمران اطمینان سے گھوڑے پر بیٹھا تھا اور گھوڑا خودبخود دوڑ رہا تھا۔ اب مقدس پاپڑا پوشیدہ حالت میں عمران کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ کلاسرا قبیلے کی حدود سے نکل کر شالی قبیلے کے جنگل میں سفر کرنے لگے مگر اچانک ہی چند شالی سپاہیوں نے عمران کو روکنے

کے لئے اس پر تیر برسائے اور گھوڑا زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ عمران بھی زمین پر آ گرا اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے شالمی سپاہیوں نے نکل کر عمران کو گھیرے میں لے لیا۔ ان کے ساتھ قبیلے کا سپہ سالار بھی تھا جو کافی قوی الجثہ اور طویل قامت تھا۔

''اجنبی۔ تم کون ہو اور ہمارے قبیلے میں کیوں آئے ہو''...... سپہ سالار نے عمران کو تیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا تو عمران کو یاد آیا کہ سریشم دیوی نے اپنی حکایت زندگی میں کئی قبیلوں کو مطیع بنانے کا ذکر کیا تھا۔ ہوسکتا ہے یہ لوگ بھی مقدس دیوی کے پجاری ہوں۔

''تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''شالمی قبیلے سے مگر تمہیں اس سے کیا''...... سپہ سالار نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سردار کا نام کاکڑا ہے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس مرتبہ سپہ سالار بے اختیار اچھل پڑا۔

''نہیں۔ آج کل ہمارا سردار نکٹورا ہے۔ کاکڑا تو آج سے تقریباً سو سال پہلے ہمارے قبیلے کا سردار تھا مگر تم اتنے پرانے سردار کا نام کیسے جانتے ہو اجنبی''...... سپہ سالار نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بتاؤں''...... دفعتاً مقدس پاپڑا کی غضبناک آواز سنائی دی

تو سپہ سالار کے ساتھ ساتھ عمران نے بھی آواز کی سمت دیکھا۔ چند قدم آگے ایک درخت کی شاخ پر مقدس پاپڑا کا ننھا سا جسم موجود تھا اور وہ غصے سے سپہ سالار کو گھور رہا تھا۔

''مم۔ مقدس۔ پاپڑا''...... اسے دیکھ کر سپہ سالار نے دہشت سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر رکوع کے انداز میں جھک گیا تو اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً خود کو جھکا دیا۔

''سپہ سالار گھوٹو۔ یہ اجنبی مقدس دیوی کا خاص مہمان ہے اور اس پر حملہ کر کے تم نے مقدس دیوی کے قہر کو دعوت دی ہے اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... مقدس پاپڑا نے غضبناک لہجے میں سپہ سالار سے کہا۔

''رحم۔ رحم کرو مقدس پاپڑا۔ ہمیں بالکل معلوم نہ تھا کہ یہ اجنبی مقدس دیوی کا مہمان ہے''...... سپہ سالار گھوٹو نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

''تم نے مہمان کے گھوڑے کو زخمی کر دیا ہے۔ پھر میں تم پر کیسے رحم کر سکتا ہوں''...... پاپڑا نے سپہ سالا کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ہم۔ ہم مہمان کے ایک گھوڑے کے بدلے پچاس گھوڑے دے سکتے ہیں مقدس پاپڑا''...... سپہ سالار گھوٹو نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

''پچاس گھوڑے۔ کیا میں نے اتنے گھوڑوں کا خون پینا ہے یا

پکا کر مہمان کو کھلانا ہے''...... پاپڑا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران غصے سے پاپڑا کو گھورنے لگا۔ شالمی سپاہی بھی اپنے سپہ سالار کی طرح خوف سے کانپ رہے تھے۔

''عمران۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا انہیں ختم کر دوں''...... پاپڑا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

''نہیں مقدس پاپڑا۔ ان لوگوں کو کیا پتا کہ میں کون ہوں۔ میرے منہ پر تو نہیں لکھا کہ میں مقدس دیوی کا مہمان ہوں۔ انہیں معاف کر دو اور ان سے گھوڑے لے لو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''پچاس گھوڑے۔ کیا تم نے گھوڑوں کا اصطبل کھولنا ہے یا انہیں اپنی دنیا میں بیچ کر دولت کماؤ گے''...... پاپڑا نے ہنس کر کہا۔

''بکو مت۔ میرا لئے ایک ہی گھوڑا کافی ہے''...... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں ان لوگوں سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو ایک گھوڑا بھی نہیں لیتے۔ اسی زخمی گھوڑے سے کام چل جائے گا''...... پاپڑا نے کہا۔

''مگر زخمی گھوڑا کیسے دوڑے گا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''دوڑے گا سرکار۔ دوڑے گا اور یوں دوڑے گا جیسے بجلی کا پتر دوڑتا ہے فضا میں''...... پاپڑا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سپہ سالار کو گھورنے لگا۔

''چلو سپہ سالار گھونو۔ ورنہ بنا دوں گا تمہیں موٹو۔ اپنے سپاہیوں کو لے کر دفع ہو جاؤ''...... پاپڑا نے سپہ سالار سے دھمکی بھرے لہجے میں کہا تو سپہ سالار گھونو سیدھا ہوا اور پھر اپنے سپاہیوں کو ساتھ لے کر فوراً وہاں سے رخصت ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد مقدس پاپڑا نے اپنے ہاتھ سے چٹکی بجائی۔ چٹکی کی آواز خاصی تیز تھی۔ چٹکی بجاتے ہی زمین پر گرا ہوا زخمی گھوڑا اس طرح زمین سے اٹھ کھڑا ہوا جیسے وہ ذرا بھی زخمی نہ تھا۔ عمران اس پر سوار ہوا اور گھوڑا اپنی منزل کی طرف دوڑنے لگا۔ مقدس پاپڑا بھی اس کے ساتھ ساتھ ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آبشار والی پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر پاپڑا نے رکتے ہوئے گھوڑے کی طرف دیکھا تو گھوڑا بھی رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی مقدس پاپڑا نے حسب سابق عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں سے نکلنے والی نادیدہ مقناطیسی لہریں نکل کر عمران کے سر سے ٹکرائیں تو ان لہروں نے عمران کے ذہن کو جکڑ لیا۔ عمران پر سحر انگیز لہروں نے فوراً غنودگی سی طاری کر دی اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہوتا چلا گیا لیکن جلد ہی اسے ہوش آ گیا اور اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ اسی گنبد نما چھت والے کمرے میں سنگ مرمر کی کشادہ سل پر دراز تھا جہاں سریشم دیوی سے غائبانہ ملاقات کر چکا تھا۔ وہاں اب بھی صندل، عنبر، لوبان اور اگر کی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں۔

عمران اٹھ بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اسے اپنے چہرے پر معطر سانسوں کی حرارت محسوس ہوئی۔ یقیناً سریشم دیوی کی روح اس کے پہلو میں موجود اسے اپنی قربت کا احساس دلا رہی تھی جسے عمران نہ چھو سکتا تھا اور نہ ہی دیکھ سکتا تھا۔

''عمران۔ کامیابی مبارک ہو''...... دفعتاً سریشم دیوی کی مترنم آواز سنائی دی۔

''تھینک یو سریشم دیوی۔ میں تمہاری بھرپور مدد سے اپنے مشن میں کامیاب ہوا ہوں اس کے لئے میں تمہارا احسان مند ہوں''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا۔ کیا تم اسے میرا احسان سمجھتے ہو عمران۔ اف۔ کتنی غیروں والی بات کی ہے تم نے۔ کاش تم احسان کا لفظ ادا کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیتے کہ تم میرے ہو اور میں تمہاری ہوں''...... سریشم دیوی نے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی سسکیاں سنائی دیں تو عمران بوکھلا گیا۔

''اوہ۔ سوری سریشم۔ رئیلی سوری''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''تمہارے الفاظ سے میرے دل پر شدید ضرب لگی ہے عمران۔ کاش تم دیکھ سکتے''...... سریشم کی غم سے بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مجھے احساس ہے سریشم دیوی۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں''...... عمران نے نرم لہجے میں آہستہ سے کہا۔

''آخر تم نے میرے تعاون اور امداد کو احسان کیوں سمجھا عمران۔ اپنوں میں اس قسم کے رسمی جملے بڑی اذیت دیتے ہیں۔ اجنبیت کا احساس پیدا کرتے ہیں جبکہ ہم صدیوں سے ایک دوسرے سے آشنا ہیں''...... سریشم دیوی نے شکوہ کرتے ہوئے کہا تو عمران ٹپٹا گیا۔

''نہیں سریشم دیوی۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ جو اپنوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ انتہائی رذیل اور گھٹیا انسان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قانون فطرت پر پیدا کیا ہے اور فطری طور پر انسان کو اپنا شکر گزار بنایا ہے۔ گویا شکر گزاری انسان کی فطرت میں شامل کی گئی ہے لہٰذا جس طرح ہم اپنے خالق و مالک کے شکر گزار ہیں اسی طرح ہمیں ان لوگوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے جو ہم سے مروت و محبت رکھتے ہیں، ہماری مدد کرتے ہیں اور دکھ سکھ میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ ہمارے دین کے مطابق ہمیں جو شخص سلام کرے، ہمیں اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ سلام محض ادب نہیں بلکہ سلامتی کی دعا ہے''...... عمران نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن محبت میں شکر گزاری کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی''...... سریشم دیوی نے کربناک لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ تم مجھے الٹا لٹکا دو یا جو دل چاہے سزا دو''...... عمران نے مزید بحث بے کار سمجھ کر مسکراتے

ہوئے کہا۔

''سزا۔ سزا تو تمہاری یہ ہے کہ تم اب ہمیشہ کے لئے میرے پاس ہی رہو تاکہ میں تمہاری قربت سے سرشار رہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ تم اس سزا کو قبول نہیں کرو گے''...... سریشم دیوی نے ہنس کر کہا۔

''یہ تم نے کیوں خیال کیا۔ میری تو اپنی بھی یہی خواہش ہے کہ تمہاری طرح کسی آدم خور قبیلے کا دیوتا بن کر قبیلے پر گوشت اور خون کی بارش کیا کروں تاکہ انہیں کھانے کے بعد پانی پینے کی ضرورت نہ رہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو سریشم دیوی پھر ہنس پڑی۔

''سچ''...... سریشم دیوی کی فرط مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''محبت میں شکریہ کی گنجائش نہیں ہوتی تو جھوٹ کی بھی نہیں ہوتی سریشم''...... عمران نے ناراضگی کے انداز میں کہا۔

''کاش ایسا ہو سکتا عمران لیکن میں تمہیں تمہاری دنیاوی زندگی سے الگ کر کے اپنے پاس رکھوں تو یہ بھی خود غرضی ہو گی۔ اس لئے تمہیں یہاں روک کر میں اپنی محبت کی توہین نہیں کر سکتی جبکہ مجھے معلوم ہے کہ کوئی اور تمہارا شدت سے انتظار کر رہی ہے''۔ سریشم دیوی نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

اوہ۔ کیا کوئی اور دیوی بھی ہے میری زندگی میں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا اپنی ساتھی جولیا کو بھول گئے ہو جو تمہارے لئے اتنی بے چین تھی کہ تمہارے پیچھے چل دی تھی''...... سریشم نے ہنس کر کہا۔

''کیا۔ کیا جولیا اس طرف آ رہی ہے''...... عمران نے بے یقینی کے انداز میں کہا۔

''نہیں۔ میں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو ساحل سے ہی واپس بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ تمہارے لئے بہت پریشان تھے اور تمہاری تلاش میں گزشتہ رات ایک اسٹیمر کے ذریعے اس ساحل پر پہنچے تھے جہاں تمہیں بلیک پاور کے آدمیوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہاں تمہارا اسٹیمر دیکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ صبح دن کی روشنی میں وہ جنگل میں داخل ہوں گے لیکن وہاں موجود میری ایک غلام روح نے مجھے خبر دی اور میں نے ہری رام کی روح کو حکم دیا کہ وہ تمہارے ساتھیوں کا اسٹیمر واپس بندرگاہ پر پہنچا دے۔ میں نے تمہارے ساتھیوں کو ہری رام کے ذریعے تسلی دی کہ تم بالکل خیریت سے اور میرے مہمان ہو اور یہ کہ تم اپنے مشن کے سلسلے میں بلیک پاور کے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکے ہو۔ مشن مکمل ہونے کے بعد تم واپس ان کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ یہ مت سمجھنا کہ عورت کے فطری جذبہ کے تحت میں نے انہیں یہاں آنے سے روکا تھا بلکہ مجھے یقین تھا کہ جنگل میں وہ لوگ کسی آدم خور قبیلے کے ہتھے

ڑھ جائیں گے اور تم پریشان ہو جاؤ گے۔ کیا تم برداشت کر سکتے
تھے کہ تمہارے ساتھی مارے جاتے''...... سریشم دیوی نے مسلسل
ولتے ہوئے کہا۔
''تم ٹھیک کہتی ہو سریشم۔ وہ لوگ میرے وفادار اور جاں نثار ساتھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی میرے لئے اس قدر اہم ہے کہ میں ان کے لئے اپنی جان قربان کر سکتا ہوں۔ اگر ان میں سے ایک ممبر بھی جنگلیوں کے ہاتھوں مارا جاتا تو میں ان جنگلات میں بسنے والے تمام قبیلوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالتا''۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو میں نے انہیں سمجھا کر واپس بندرگاہ پر پہنچا دیا تھا''...... سریشم دیوی نے ہنس کر کہا۔

''بہرحال تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے ساتھیوں کو کسی مصیبت میں پڑنے سے بچا لیا لیکن اس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا نہیں کروں گا۔ یہ غلط ہوگا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مطلب''...... سریشم دیوی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''مطلب واضح ہے کہ تم میرے شکریہ کو پسند نہیں کرتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم نے میرے ساتھیوں پر کوئی احسان نہیں کیا جس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کروں''...... عمران نے جواب میں کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی عمران''...... سریشم دیوی نے جلدی سے

کہا۔

''دیکھو۔ تم نے میرے ساتھیوں کو میری محبت میں مصیبت سے بچایا ہے۔ تم جانتی ہو گی کہ میرے ساتھیوں کی موت سے مجھے مہ پہنچے گا اور میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا تو اصل میں تم نے مجھے مرنے سے بچایا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سریشم دیوی ہنسنے لگی۔

''تم ٹھیک کہتے ہو عمران۔ اب تم ناشتا کر لو۔ باتوں میں مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ تم رات سے بھوکے ہو''...... سریشم دیوی نے کہا۔

''کسی دن تم مجھے بھی بھلا بیٹھو گی''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ناممکن۔ تم تو میری سانسوں میں بسے ہوئے ہو عمران۔ میں قیامت تک تمہیں نہیں بھلا سکوں گی''...... سریشم نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''قیامت کے بعد تو بھول ہی جاؤ گی نا''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ قیامت کے بعد تو ہم دونوں مل جائیں گے۔ پھر کیسا بھولنا۔ تمہارے مذہبی عقیدے کے مطابق تمام روحیں اپنے دنیاوی جسموں میں زندہ ہو جائیں گی اور ہمیشہ کی زندگی پائیں گی۔ تمہیں پانے کے لئے ہی تو میں نے ایک وچ ڈاکٹر کے مشورے پر اپنی زندگی ختم کی تھی اور روح بن کر اب تک تمہارا انتظار کرتی رہی تھی۔

کہتے ہیں کہ جذبہ سچا ہو تو انسان آخر اپنی منزل پا ہی لیتا ہے“۔ سریشم دیوی نے مترنم لہجے میں کہا۔

”کنفیوشس نے بھی یہی کہا تھا“...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”اوہ۔ کیا کہا تھا“...... سریشم دیوی نے جلدی سے پوچھا۔

”یہی کہ اگر بھوک سچی ہو تو کھانا مل ہی جاتا ہے“...... عمران نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو سریشم دیوی بے اختیار ہنسی اور اس نے پاپڑا کو پکارا تو پاپڑا کا ننھا سا وجود فوراً ہی کمرے میں نمودار ہو گیا۔

”عمران کے لئے ناشتا لاؤ پاپڑا“...... سریشم دیوی نے پاپڑا سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پاپڑا غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہاں تاریکی پھیل گئی۔ ایک دو لمحوں بعد روشنی ہوئی تو عمران کے سامنے ناشتے سے بھرا خوان موجود تھا۔ عمران کو واقعی شدید بھوک محسوس ہو رہی تھی اس لئے وہ فوراً ناشتا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ سریشم دیوی اس کے قریب موجود نہیں لیکن ناشتے کے بعد وہ پھر عمران کے قریب آ گئی جس کا احساس عمران کو سریشم دیوی کے معطر وجود سے اٹھتی ہوئی مخصوص مہک سے ہوا اور اس کی مہکتی سانسوں کی عطر بیز پھوار عمران کے چہرے پر پڑی تو عمران ہمہ تن گوش ہو گیا۔

”عمران۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں“...... سریشم دیوی کی مترنم آواز سنائی دی۔

”ضرور چلو۔ وہاں میرے ساتھ پاکیشیا اور انسانیت کے دشمنوں کے خلاف کام کرنا۔ دنیا میں سپر ایجنٹ تو بہت ہیں لیکن تم غیبی ایجنٹ کے طور پر بہت شہرت پاؤ گی اور میں گھر بیٹھے ٹیلی فون پر کیس حل کرنے کی بجائے تمہاری ماورائی قوتوں سے ایک گھنٹہ میں ہی پیچیدہ سے پیچیدہ کیس حل کر لیا کروں گا۔ سوپر فیاض تو تمہیں دیکھتے ہی اپنی لیڈی سیکرٹری بنا کر اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے گا۔ دنیا بھر کے بڑے بڑے ایجنٹ ایکسٹو کی بجائے تم سے خوفزدہ رہیں گے“۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا تو سریشم دیوی ہنس پڑی۔

”ایکسٹو کون ہے“...... سریشم دیوی نے پوچھا۔

”ایکسٹو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے جو ہمیشہ نقاب میں رہتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے، کتنی عمر کا ہے، شکل و صورت کیسی ہے اور اس کی کتنی بیویاں اور بچے ہیں“...... عمران نے اپنی جھونک میں کہا۔

”تم بھی نہیں جانتے“۔ سریشم دیوی نے پراسرار لہجے میں کہا۔

”جانتا ہوتا تو اب تک اسے ختم کر کے خود سیکرٹ سروس کا چیف بن چکا ہوتا“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”علی عمران۔ کیا محبت میں بھی عیاری اور جھوٹ کی گنجائش ہوتی ہے“...... سریشم دیوی نے ہنس کر پوچھا۔

”نہیں تو۔ محبت محبت ہوتی ہے اور جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے۔ جیسے پکوڑا پکوڑا ہوتا ہے، رس گلہ نہیں ہوتا“...... عمران نے جواب

میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تم جولیا کی طرح مجھے بھی بیوقوف بنا رہے ہو ڈیئر۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ ایکسٹو کون ہے اور میرے کتنے قریب موجود ہے''...... سریشم دیوی نے یکدم ہنستے ہوئے کہا تو عمران چونکا اور پھر اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ طاری ہوگئی۔

''اوہ۔ آہستہ بولو سریشم۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ جولیا کو معلوم ہوگیا تو وہ ابھی سینڈل اتار لے گی''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو سریشم زور زور سے ہنسنے لگی۔

''بے فکر رہو۔ یہ راز مجھ تک ہی محدود رہے گا لیکن مجھے اس بات کا افسوس رہے گا کہ میں اپنی زندگی میں بھی تمہیں نہ پاسکی اور اب بھی محروم رہوں گی کیونکہ اب میں محض ایک روح ہوں۔ زندگی کے ہنگاموں اور دلچسپیوں سے محروم۔ جبکہ تم زندہ جسم کے مالک ہو اور زندہ جسم کی کچھ ضرورتیں ہوتی ہیں جو دوسرے زندہ جسم سے ہی پوری ہوسکتی ہیں۔ اگر محض میری وجہ سے تم ان ضرورتوں کی تکمیل سے محروم رہو تو یہ خود غرضی ہوگی اور میں خود غرض نہیں ہوں۔ مرد کی ذات عورت کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔ فطری تقاضوں کے پیش نظر کسی وقت بھی کوئی زندہ عورت تمہاری ضرورت بن سکتی ہے اور تم اسے اپنا سکتے ہو، شادی کر سکتے ہو کیونکہ شادی بھی زندگی کی اہم ضرورت ہے لیکن دنیا کی کوئی عورت بھی اپنی محبت کو تقسیم

ہوتے برداشت نہیں کر سکتی''...... سریشم دیوی نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے خدشات درست نہیں ہیں سریشم دیوی''...... عمران نے ہنس کر کہا۔

''نہیں عمران۔ تم مانو یا نہ مانو لیکن میں ایک عورت ہونے کے ناتے یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ میری موجودگی میں کوئی دوسری عورت تمہاری زندگی میں آئے اس لئے میں اس دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ ہاں جب تمہاری زندگی کا اختتام ہوگا تو پھر تمہاری روح میری روح سے ہمیشہ کے لئے آ ملے گی۔ اس وقت میں تمہیں پالوں گی''...... سریشم دیوی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کے الفاظ حقیقت سے بھرپور سچائیوں کے امین تھے۔ بے شک وہ زندگی سے محروم ایک روح تھی جس نے ڈیڑھ سو سال پہلے عمران کو اپنے دل کے گلشن میں سجایا تھا اور آج تک اس گلشن کو خزاں سے بچائے رکھا تھا۔ اس کی آواز میں موجود کرب سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ عمران کی جدائی کے تصور سے آبدیدہ تھی لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ عمران زندگی کی ضرورتوں سے محروم اور اپنی دنیاوی ذمہ داریوں سے غافل ہوکر اس کے وجود کے محض احساس سے ناآسودہ زندگی گزار دے۔

عمران خاموش رہا اور جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ چند لمحوں تک جاں گسل خاموشی نے ماحول کو سوگوار کئے رکھا اور پھر یکدم سریشم

دیوی کی مہکتی سانسیں عمران کے چہرے کے اتنے قریب آ گئیں کہ اس کے حواس نا قابل بیان نشے میں ڈوبتے چلے گئے۔ یہ کیفیت نہ جانے کب تک رہی اور پھر عمران کے حواس بیدار ہوئے تو خود کو اپنے اسٹیمر پر دراز پا کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔ سات آٹھ فٹ کی بلندی پر مقدس پاپڑا کا ننھا وجود معلق تھا اور سورج سر پر چمک رہا تھا۔ اسٹیمر حرکت میں تھا اور سمندر کے سینے پر سفر کر رہا تھا۔

''علی عمران۔ تمہارا اسٹیمر بندر گاہ کے قریب پہنچنے والا ہے۔ تمہارے ساتھی شہر میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں''...... مقدس پاپڑا نے مسکرا کر کہا تو عمران حیران ہوتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اسٹیمر کا انجن بند تھا اور وہ خود بخود ایک سمت میں سفر کر رہا تھا۔

''علی عمران۔ مقدس سریشم دیوی کا سلام آخر قبول کرو۔ میں بھی ہمیشہ کے لئے تم سے اجازت چاہتا ہوں''...... مقدس پاپڑا نے دوبارہ کہا۔

''کیا واقعی تم جا رہے ہو پاپڑا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہاں سے تو جا رہا ہوں لیکن تم مجھے ہمیشہ یاد رکھو گے۔ جب بھی تم اپنے ملک میں پاپڑ کھاؤ گے تو میں تمہیں یاد آ جایا کروں گا۔ مقدس دیوی کے حکم پر میں نے تمہیں تمہاری دنیا میں پہنچا دیا ہے۔ امید ہے کہ تم بخیریت بندر گاہ پر پہنچ جاؤ گے''...... پاپڑا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مقدس پاپڑا کا ننھا وجود ہوا میں

تحلیل ہو گیا۔ اس کے غائب ہو جانے کے بعد عمران کئی لمحوں تک حیرت میں ڈوبا گم صم بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ دور واقع بندر گاہ کی طرف دیکھنے لگا۔ دفعتاً اسے سیکرٹ سروس کے ممبرز کا خیال آیا تو وہ مڑا اور کیبن میں آ کر اپنے سامان میں سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالنے کے بعد بیٹھ کر ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

''ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس عمران صاحب۔ صفدر اٹینڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد صفدر کی مسرت بھری آواز بلند ہوئی۔

''خیریت تو ہے۔ بہت خوش معلوم ہوتے ہو برخوردار۔ اوور''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''آپ کی آواز سن کر آپ کی خیریت کا پتا چلا ہے نا۔ اوور''۔ صفدر نے ہنس کر کہا۔

''کس کمبخت نے یہ تم سے جھوٹ بولا ہے کہ میں خیریت سے ہوں۔ اوور''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہری رام کی روح نے بتایا تھا کہ آپ کسی سریشم دیوی کے مہمان ہیں۔ ورنہ ہم تو آپ کی تلاش میں چل پڑے تھے۔ اوور''۔ صفدر کی آواز آئی۔

''لیکن اب تو میں جولیا دیوی کا مہمان ہوں۔ اوور''...... عمران نے شوخ انداز میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو احمق۔ میں دیوی نہیں ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جولیا کی پیار بھری ڈانٹ سنائی دی۔

"واقعی درست کہہ رہی ہو کیونکہ دیویاں ڈانٹتی نہیں ہیں۔ کاش میں سریشم دیوی کی محبت کی قدر کر کے واپس نہ آتا اور دیوتا بن کر اس کے ساتھ روحوں پر حکومت کرتا۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا آپ واپس آ گئے ہیں عمران صاحب۔ کب۔ اوور"۔ اس مرتبہ چوہان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"بقول کنفیوشس میں کب کا آ چکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو۔ ہو سکے تو بندر گاہ سے مجھے لے جاؤ۔ اوور"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ اس وقت بندر گاہ سے کال کر رہے ہیں۔ اوور"...... صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

"اور کیا عالم ارواح سے کال کر رہا ہوں۔ میں سی پورٹ کے قریب پہنچنے والا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"عمران۔ کیا تم نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ اوور"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں پیارے۔ اور مجھے افسوس ہے تو لوگوں کو داد شجاعت دکھانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ بلیک پاور کی پشت پناہی وچ ڈاکٹر رہے تھے اور ان کی غلام روحوں اور ماورائی قوتوں کا مقابلہ کرنا

لوگوں کے لئے ممکن نہیں تھا۔ قدم قدم پر موت مجھے دبوچتی رہی۔ اگر مقدس دیوی میرا ساتھ نہ دیتی تو تم لوگوں کو میری لاش بھی نہ ملتی۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مقدس دیوی نے تمہارا ساتھ کیوں دیا۔ کیا تم خود کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اوور"...... جولیا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس لئے کہ میں اس کا محبوب ہوں۔ اوور"...... عمران نے شریر انداز میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم۔ تم"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور فوراً ہی خاموش ہو گئی۔ شاید اسے ممبرز کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔

"غلط مت سمجھو جولیا۔ میں اس کا سابقہ محبوب تھا جو اس سے ڈیڑھ سو سال پہلے جدا ہو گیا تھا اور اسے یقین تھا کہ میں دوسرے جنم میں اسے ملوں گا اس لئے وہ خودکشی کر کے تاریک جنگلات میں میرا انتظار کرتی رہی لیکن افسوس کہ میں اسے اب دوسرے جنم کی بجائے تیسرے جنم میں ملوں گا۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تیسرے جنم میں کیوں۔ کیا اس جنم میں اسے تم سے محبت نہیں ہے۔ اوور"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"محبت تو اس کی اب بھی قائم ہے لیکن اس نے مجھے واپس بھیج دیا ہے کہ اس جنم میں کوئی اور دیوی میرا انتظار کر رہی ہے۔ ایسا نہ

ہو کہ وہ رقابت کے سبب روح بن کر اس سے لڑنے جنگلات میں پہنچ جائے اور سینڈلوں سے اس کے دل سے میری محبت نکال ڈالے۔ اوور''...... عمران نے جواب میں کہا تو دوسری طرف سے اس کے ساتھیوں کے ہنسنے کی آواز سنائی دی لیکن جولیا دوبارہ نہ بولی۔

''عمران صاحب۔ دوسری دیوی کون ہے۔ اوور''...... خاور کی آواز ابھری۔

''یہ میں وہیں آ کر بتاؤں گا۔ فی الحال تو تم صفدر کے ساتھ فوراً سی پورٹ پہنچو۔ ایسا نہ ہو کہ سرپھری دیوی جولیا کے ہاتھوں اپنی محبت کی توہین برداشت نہ کر سکے اور مجھے واپس اپنے پاس کھینچ لے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے جلدی جلدی کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا کیونکہ اسٹیمر رک گیا تھا۔ اس نے کیبن سے باہر نکل کر دیکھا تو اطمینان کا سانس لیا۔ اسٹیمر بندرگاہ پر کھڑے دوسرے اسٹیمرز کے پاس رکا ہوا تھا۔

ختم شد



ایگل آئی

☆...... پاکیشیا اور شوگران کے خلاف یہودی حکمرانوں کا انتہائی بھیانک منصوبہ۔

☆......شوگران کو پاکیشیا کا دشمن بنانے کی ایک خوفناک سازش جو کامیاب ہو جاتی تو پاکیشیا کی نہ صرف معیشت کو دھچکا لگتا بلکہ کئی عظیم سائنسی، دفاعی اور اقتصادی پروجیکٹس بھی ادھورے رہ جاتے۔

☆...... مشن ایمپسیڈر۔ جس کی یقینی کامیابی کے لئے اسرائیل نے ''ایگل آئی'' کو ذمہ داری سونپ دی۔

☆...... مشن ایمپسیڈر۔ جسے مکمل کرنا صرف اسرائیلی ایجنسیوں کے لئے ممکن نہ تھا۔ کیوں —— ؟

☆...... صفدر اور جولیا انٹرنیشنل سرکس دیکھنے لگے تو پروفیسر قطبی نے ان کا مزہ خراب کر ڈالا۔ کیوں —— ؟

☆...... سلیمان نے کیس کے معاوضے سے حصہ مانگا تو عمران نے سوپر فیاض سے بلا معاوضہ کام کرنے کا وعدہ کر لیا۔

☆...... پاکیشیا میں شوگران کے سفیر کو اغوا کر لیا گیا تو دشمن ممالک نے پاکیشیا کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا اور حکومت پریشان ہوگئی۔ کیوں —— ؟

☆...... ایکریمین ایجنسی ''ایگل آئی'' نے مشن کی تکمیل کے لئے سپر ایجنٹ میجر

بلیک زیرو کا اسرائیل میں بطور ایکسٹو ایک یادگار مشن

مکمل ناول

پاور آف ایکسٹو

زیرو کیمپ — جو پاکیشیا کا بیس کیمپ تھا۔ اس بیس کیمپ پر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حملہ کر دیا۔ کیوں —؟

زیرو کیمپ — جس پر حملہ کرنے کے لئے ایکسٹو نے جولیا کو کال کی تھی لیکن یہ کال ایکسٹو کی جانب سے نہیں کی گئی تھی۔ پھر ایسا کس نے کیا اور کیوں —؟

چیف ایکسٹو — جو یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھا کہ اس نے ممبران کو بیس کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

ڈاگ ایجنسی — جو انتہائی فعال اور نہایت طاقتور مگر خفیہ ایجنسی تھی۔

ڈاگ ایجنسی — جو پوری دنیا سے چھپی ہوئی تھی لیکن عمران نے اپنی ذہانت سے اس بات کا پتہ چلا لیا کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے۔

ڈاگ ایجنسی — جس کا چیف بلیک ڈاگ تھا اور بلیک ڈاگ عمران جیسے ایجنٹوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا تھا۔ مگر کیوں —؟

بلیک ڈاگ — جس نے اپنے ایک ٹاپ ایجنٹ کو ہر قیمت پر عمران کے اسرائیل پہنچنے پر اسے زندہ پکڑنے کا حکم دے دیا۔ کیوں —؟

بلیک زیرو — جس نے اس مشن کو ایکسٹو کی انا سمجھتے ہوئے ایکسٹو کی حیثیت سے اسرائیل جانے اور ڈاگ ایجنسی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور سام کو پاکیشیا بھیجا تو وہ مشن مکمل کر کے پاکیشیا سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر کیسے —؟

☆...... ایکسٹو نے جولیا کو ایک مرتبہ پھر سرکس شو دیکھنے کا حکم دے دیا۔ مگر کیوں؟

☆...... مجرموں نے ایک ایسی تصویر کے حصول کے لئے عمران کے فلیٹ پر حملہ کر دیا جس سے عمران قطعی لاعلم تھا۔

☆...... تنویر کو ریسٹورنٹ میں سوپر فیاض نے گرفتار کیا اور اسے پولیس اسٹیشن بھجوا دیا۔ کیوں —؟

☆...... تنویر نے ایکسٹو کے عتاب سے بچنے کے لئے خاور سے مدد کی درخواست کر دی۔ کیوں —؟

☆...... شوگرانی سفیر کو بازیاب کرانے کے لئے عمران اور سیکرٹ سروس کی خاموش جدوجہد۔

☆...... عمران اسرائیلی بحری جہاز پر پہنچا تو میجر سام جہاز کے کپتان کے ساتھ شراب نوشی کر رہا تھا۔ عمران اسرائیلی جہاز پر کیسے پہنچا —؟

☆...... کیا پاکیشیا کے دشمن اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے —؟

☆...... کیا شوگران نے پاکیشیا سے تعلقات ختم کر دیئے —؟

دلچسپ واقعات اور سسپنس سے بھرپور ناول۔ (تحریر۔ صفدر شاہین)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

600 سے زائد صفحات پر پھیلی ہوئی ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی

علی عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید کا مشترکہ ایڈونچر مشن

سلور جوبلی نمبر

ہاٹ لائن

مکمل ناول

☆ حیرت و تجسس اور سنسنی خیز لمحات، جب کرنل ڈیوڈ نے اسرائیل کے ائیر پورٹ پر عمران کو سیلوٹ کیا۔ کیوں ——؟

☆ عمران کی اسرائیلی صدر کے ساتھ میٹنگ، اسرائیلی صدر نے عمران کو اسرائیلی لڑکی کے ساتھ شادی کی آفر کردی۔ کیوں۔؟ اور کیا عمران نے یہ آفر قبول کر لی ——؟

☆ اسرائیلی صدر نے اپنی ایجنسیوں کو ہدایت کردی کہ وہ اسرائیل میں آنے والے خطرناک ایجنٹوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ مگر کیوں؟

☆ افریقی ملک کیبون کا خطرناک شہر لیراونی جس پر خطرناک مجرم تنظیم ہاٹ لائن کا کنٹرول تھا اور اس شہر میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں پر میزائلوں کی بارش کردی گئی۔ کیا وہ زندہ بچ سکے ——؟

☆ موت اپنے خونی پنجے پھیلائے رفتہ رفتہ عمران کی طرف بڑھ رہی تھی اور عمران اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔

☆ کرنل فریدی نے عمران اور میجر پرمود کو دھمکی دے دی کہ وہ اس مشن پر کام کرنے سے باز رہیں ورنہ انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے گا۔ کرنل فریدی نے جب اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا تو کیا نتیجہ برآمد ہوا ——؟

☆ ہاٹ لائن۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود، کرنل زید اور کرنل ڈیوڈ جیسے تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹوں کو چکرا کر رکھ دیا۔؟

☆ پاکیشیا، کافرستان، بلگارنیہ، اراڈان اور اسرائیل کا مشترکہ دشمن جو انہیں تباہ کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا اور ان پانچوں ممالک کے سیکرٹ ایجنٹ اسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ اس خطرناک دشمن کے بارے میں انہیں آخر تک معلوم نہ ہو سکا۔ کیوں ——؟

☆ چیکو معصوم اور بھولی بھالی نظر آنے والی حسینہ، ہاٹ لائن کی سفاک اور سنگدل سیکشن انچارج، جو انسانی گوشت کا قیمہ بنا کر افریقہ کے وحشی قبیلے کو کھلا دیتی تھی۔

☆ ٹینا۔ کرنل فریدی کی ساتھی جس نے بے ہوش ٹائیگر پر مشین پسٹل سے فائر کھول دیا۔ کیا ٹائیگر زندہ بچ سکا ——؟

☆ جب مجرموں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا تو کرنل فریدی پر مایوسی چھا گئی۔ اس مایوسی کا کیا نتیجہ برآمد ہوا ——؟

☆ شالما جنگل۔ افریقہ کا خوفناک، ہیبت ناک اور وحشت ناک جنگل جہاں قدم قدم پر موت نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

☆ اس خوفناک جنگل میں میجر پرمود اور کرنل فریدی کی ٹیموں کے درمیان خونی ٹکراؤ ہو گیا۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

☆ راکا دیوی۔ شاوا کا قبیلے کی حسین اور خونی دیوی جس کے قدموں میں عمران کو قربان کیا جانے لگا۔

☆ عمران رالکا دیوی سے اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگا لیکن خونی دیوی بھلا اسے کیوں چھوڑ دیتی۔ کیا عمران کو قربان کر دیا گیا ——؟

☆ ہاٹ لائن نے کرنل فریدی کو قیمہ بنانے کے لئے اس کے جسم میں کٹر مشین فٹ کر دی۔ کیا کرنل فریدی کا جسم قیمے میں تبدیل ہو گیا ——؟

☆ شالاکانا۔ ایک چالاک وعیار وحشی انسان۔ جس نے کرنل ڈیوڈ کا ساتھی بن کر اس کی اور اس کے ساتھیوں کی موت کا اہتمام کر دیا۔

☆ کرنل فریدی کے لئے وہ لمحات کس قدر بے بسی کے تھے کہ جنگلی سردار اس کی ساتھی لڑکیوں ریکھا اور روزا سے شادی کر رہا تھا۔

☆ سلور پلان۔ جس کی وجہ سے عمران، کرنل فریدی، کرنل زید اور میجر پرمود ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔

☆ جوزف نے کرنل فریدی کو گولیاں مار دیں۔ کیا کرنل فریدی ہلاک ہو گیا؟ کرنل فریدی کو گولیاں مارنے کے بعد جوزف نے خود کو بھی گولیوں سے اڑا دیا؟

سطر سطر سسپنس، لفظ لفظ تحیر، صفحہ صفحہ ایکشن، موڑ موڑ موت کی سنسناہٹ، قدم قدم پر بکھرے خونی واقعات۔ جنگل ایڈونچر، ہنگامہ آرائیاں، پل پل بدلتی سچویشنز اور مزاح سے بھرپور ایک لازوال ویادگار اور دلوں پر گہرے نقش چھوڑ دینے والا تہلکہ خیز ناول۔ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں مصر کی پراسرار اور انوکھی دنیا کا ہارر ایڈونچر



مکمل ناول

ماورائی نمبر

اقارم

اقارم —— ایک ایسا شیطان جو فرعون کی دنیا سے تعلق رکھتا تھا۔

اقارم —— جس کے شر سے بچنے کے لئے انسانوں اور جنوں نے اسے قابو میں کر کے قید کیا تھا۔

بلیک پرنسز —— اقارم کی پانچ کنیزیں۔ جنہیں ایک ہزار سال پہلے جگا دیا گیا تھا۔ کیوں ——؟

بلیک پرنسز —— جو وقت سے پہلے جاگنے کی وجہ سے اقارم کو پھر سے زندہ کرنا چاہتی تھیں۔ کیسے ——؟

زارکا —— ایک جن زادی۔ جس نے عمران کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ کیوں؟

زارکا —— جس نے عمران پر اس قدر ساحرانہ حملے کئے کہ عمران جیسا انسان بھی بوکھلا کر رہ گیا۔

عمران —— جس نے اپنے ہاتھوں سے کراسٹی اور صالحہ کو گولیاں مار دیں؟

عمران —— جس پر چار زندہ لاشوں نے حملہ کیا۔ مگر ——؟

عمران —— جس کی مدد کرنے سے جوزف نے بھی معذرت کر دی۔ کیوں؟

جوزف —— جس پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا لیکن جب وہ رانا ہاؤس پہنچا تو جوانا اس کے سامنے موت بن کر کھڑا تھا۔ کیوں ——؟